



U402

P - 13-1-10

Title - TARSUMAN - E - UGHHHAB14YAH

creator - Keesab Sadiq Hasan .

Publisher - Matlab Mupad Aam (Doga) .

Date - 1300 H .

Pages - 112 .

Subjects -

CHECKED-2002

8/22

# ترجمان وھابیہ

RECEIVED

ACKS

مستفہ

نواب صدیق حسن خاں صاحب  
خواجہ نواب شاہ محمد نسیم صاحب  
والی بہاول

۲۹۷  
ص ۲۱  
۱۸۴  
۲۰۲

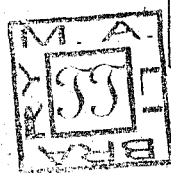
c.p.

طبع فی مطبع مفید عام الکرہ

سراپہ

CHECKED

Date.....



M.A. LIBRARY, A.M.U.



U402

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

<p>خدا کا نام ہی نام خدا کیا راحت جان ہو اے نعمت آنحضرت دل بتیالافت میں رسول ہاشمی کے گیسوئے مشکین پیڑبان ہو مسلمان کی نظر میں دفتر سنت کا نقطہ محبت آل و اصحاب نبی کی کیون ہو وطن نجات ابرار کی روز قیامت عدل ہوگی</p>	<p>عصائے پیر بے تیغ جوان ہر حرز طفلان ہے چراغ معرفت ہی چشم جان ہر جان ایمان ہے کہ صبح فیض اس شام ہدایت سے نمایان ہے دل دانش ہے نجم سعد ہے مہر سلیمان ہے ہر ایک مہر ہدی ہے ماہ دین ہر نور عرفان ہے گنہ گاری ہماری واسطے بخشش کار سامان ہے</p>
---	--

گداے کو چہ رحمت فدائے شاہد سنت  
بزرگدہ امیر الملک صمدی قول سخن

سہو صاحب مجھ کو کچھ ضرورت اس امر کی نہ تھی کہ میں یہ رسالہ لکھوں اس لئے  
کہ جو بحث مذہبی مسلمانان ہند میں ایک مدت دراز سے بابت راہ و رسم مذہب

دوبابی سنی جاتی ہے اوسکی دھوم دھام خاص ملک میان دو آب ہی میں رہی  
 کہی غلطہ اوسکا جنوب و شمال ہند میں پایا نہیں کیا خصوصاً ریاست ہندوستانی  
 میں کہ اہل ریاست ہمیشہ ایسے حالات و واقعات سے اب تک غافل و نا آگاہ ہیں  
 لکن چند روز سے کہ ایک ملک کے آدمی اچھے بُرے دور دور سے دوسرے ملک  
 میں آنے لگے اور اپنی اپنی گانے لگے تو وہ کاریگری اونکی کچھ کچھ اس جگہ بھی  
 ظاہر ہونے لگی اور نئی نئی بول چال سے تازہ تازہ لقب مذہبی بنا کر جس سید سے ساد  
 سلمان کو چاہا ڈرا دھکا کر اپنے مطلب کے واسطے بدنام کرنے لگے **ملک بھوپال**  
 کی رعیت اکثر ہندو ہے تھوڑے مسلمان جو شہر میں رہتے ہیں دیسی ہوں یا پر دیسی  
 اون میں آن پڑے بہت زیادہ پڑے بہت کم ہیں جو پڑے ہیں وہ فارسی کی  
 شد بد لوکری چاکری کے لئے جانتے ہیں مذہبی بحث سے غافل و جاہل ہیں چنانچہ  
 اب تک ہی حال ہے کہ کہی مباحثہ مذہبی تقریر یا تحریر اس جگہ نہیں ہوا اور نہ کہی  
 کوئی کتاب یا رسالہ کسی شخص نے کسی مذہب کے رد میں لکھا کوئی مذہب کیون نہو  
 زمان روایان بھوپال کو ہمیشہ آزادگی مذاہب میں کوشش رہی جو خاص نشا گورنٹ  
 انڈیا کا ہے عیسے بدین خود موسے بدین خود دکن چند سال سے بعض نو دولتان  
 بداندیش متوسل ریاست نے جنگ و خاص میرے سبب سے کس قدر راج مروج حاصل  
 ہوا ہے اور محسن کشی اونکا پیشہ آبائی ہے لہذا ہے

شور خجستان بارز و خود ہند	مقبلاں راز وال دولت و جاہ
گر نہ بیند بروز شہر چشم	چشمہ آفتاب راجہ گناہ
<p>مخبری و ہایت نسبت ریاست بڑے زور شور سے کر کے حکام بالا دست کا ناظر          کرنا مجھے اپنے مطلب برآری کو چاہا چنانچہ ہنوز اسی خیال باطل میں دیوانے          ہو رہے ہیں اور جا بجا عرضی فرضی بدریحہ ڈاکخانہ بھیجتے رہتے ہیں اور طرح طرح کے</p>	

مضامین سے نئے قالب میں تراشے جاتے ہیں، یہ ساری ہوتی اس لئے ہے کہ مجھ کو  
 کوئی نقصان کیسٹن سے جس طرح ہو سکے پہونے لگن جو سچا ہے اور سکو خدا ہر بلا  
 سے بچاتا ہے اور جو ٹانا اپنی سزا و جزا کو میان یا دہان پہونچتا ہے پس جب میں نے دیکھا کہ  
 یہ طوفان بے تمیزی طغیان پر ہے اور بلاد ہندوستان کا احوال ہی جو سنا  
 جاتا تھا تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب بیچ کے فقرے ہیں دولت عالیہ برٹش  
 نے اس معاملہ میں قدیم و جدید ہر جگہ انصاف پر نظر رکھی ہے کسی جگہ مجروح  
 قیمت و افترا پر کارروائی خلاف واقع نہیں فرمائی بلکہ اشتہار آزادی مذہب  
 جاری کئے اور سوائے باغیان دولت انگلشیہ کے فقط مذہب زید و عمر پر کبھی  
 سواخذہ نہیں کیا اور لائق حال ہر سلطنت کے بھی یہی ہے کہ جس کسی سے جس جگہ  
 کوئی نقصان اٹھے اور اس کے نزدیک اسباب بغاوت پائے جاوین اور اسکی  
 کوشش فساد میں ملاحظہ ہو خواہ وہ دیانی عرفی ہو یا نہ ہو اس سے ضرور  
 باز پرس کیا وے اور جسکو دشمن اس کے نجدی شریا و دیانی مذہب یا لا مذہب  
 یا اور کچھ ٹھہراوین اور وہ اس سے غافل اور بعید ہوا اور اس سے بجز نفرت  
 کوئی امر بد اندیشی و مخالفت کا کبھی پایا نہ گیا ہو وہ بیشک ہوا خواہ دوستی دوست  
 ہے کیونکہ سب اہل تجربہ دیکھتے ہیں کہ جب کوئی دشمن کسی شخص یا قوم کا ہوتا ہے  
 اور کوئی قابو اسکا اپنے مخالف پر نہیں چلتا تو وہ اسکو پر دہ تہمت و لہجہ  
 وغیرہ میں دشمن گورنمنٹ ظاہر کر کے نقصان پہونچانا چاہتا ہے پھر کبھی اس سلیہ  
 سے بوجہ ناواقفیت بعض حکام داؤ اسکا اس غریب غافل مزاج پر چل جاتا ہے  
 ورنہ غالباً نزدیک حکام معاملہ فہم کے وہ بھید و کید دشمن کا کھل جاتا ہے چنانچہ  
 وقت تحقیقات ایسے مقامات کے سرکار عالیہ برٹش کو یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی  
 ہے کہ اکثر مدعی کاذب اور مدعا علیہ صادق ہیں ایک معاملہ اسی قسم کا حال میں

سنا گیا تھا کہ جسکی تصدیق پھر اخبار پانیر سے بخوبی ہو گئی چہرہ ہشتم جنوری ۱۸۸۳ء  
روز دوشنبہ میں یہ عبارت لکھی ہے۔

تجویز ذیل کہ جسکو گورنمنٹ ہند نے دفتر خاص میں جاری کیا ہے وہ بغرض اٹھتا  
عام لکھی جاتی ہے کیفیات مقدمہ پر غور فرما کر اور نیز استفسار روداد مقدمہ  
از گورنمنٹ بنگال و پنجاب گورنر جنرل باجلاس کونسل مہربانی فرما کر فیصلہ کرتے  
ہیں کہ کل وہ وہاں بیان قیدی جسکی نسبت حکم سزا ہے جس دوام بعید وریا  
شور قرار پایا تھا اور جرم اونکا مد جنگ بمقابلہ گورنمنٹ سمجھا گیا تھا اور جسکی مصلحت  
اتک باقی ہے اب وہ قید سے رہا کئے جاتے ہیں اور اون سبکو بوبیٹن  
اجازت دی جاتی ہے اگر فقط پہر دوسرے پرچہ پانیر مطبوعہ یازدہم جنوری ۱۸۸۳ء  
میں یہ لکھا ہے کہ تجویز جدید جو رہائی قیدیان و مابلی کی ہے اسپر اخبار ہندو  
پیٹریٹ نے یہ راسے اپنی بیان کی ہے کہ گورنمنٹ ہند نے عہدہ مہربانی کے کام  
سے شروع سال کو ابتدا کیا ہے چنانچہ اس سے نہ صرف مسلمانان ہند نے خوشی کے  
ساتھ تجویز گورنمنٹ کو قبول کیا ہے بلکہ عامہ کل سکے ہند نے گورنمنٹ کے اس  
کام پر خوشی ظاہر کی ہے اس کارروائی گورنمنٹ سے ظاہر ہے کہ ہند کی حکومت نہ فقط  
اچھی حکمرانی کو ظاہر کرتی ہے بلکہ موقع وقت کے ساتھ کام کرتی ہے اور اس سے  
پیشتر جسکو کٹوٹرا زمانہ ہوا ہے جبکہ جنگ مصر پیش تھی اور وقت ذریعہ تار برقی  
لندن معلوم ہوا تھا کہ جناب لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر گورنر جنرل سابق  
ہند نے نسبت جملہ مسلمانان ہند کے خیر خواہ ہونا سلطنت برٹش کا ظاہر فرمایا  
چنانچہ پانیر مطبوعہ شانزدہم اکتوبر ۱۸۸۳ء میں بابت اسپینج یعنی تقریر انتظام  
ملکی جناب موصوف کے جو لندن سے ذریعہ تار برقی ۱۳ اکتوبر پہونچی تھی  
یہ عبارت درج کی ہے۔



کل کے روز لارڈ نارٹھبروک نے بمقام لورپول بڑی خوشی تقریر ذیل کو بیان کر کے ظاہر کیا کہ۔

ہندوستان کے عامۃً مسلمانوں نے جو دلی خیر خواہی نسبت انگریزی حکمرانی کے بمقدار جنگ مصر ظاہر کی ہے یہ بڑی دلیل ہے کہ کل مسلمان ہند دلی خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کے ہیں۔ اب اس سے زیادہ کبھی گواہی ہوگی اس بات پر کہ ہند کے مسلمانوں میں کوئی دشمن سرکار انگریزی کا نہیں ہے خواہ انہوں کوئی دشمن ان کا بلفظ وہابی مشہور کرے یا نکرے اور سچ پوچھو تو ہے ہی یوں ہی اسلئے کہ معرکہ حال مصر میں جس طرح ریاست ہویاں نے آمادگی اپنی واسطے احانت مالی وجہی سرکار انگریزی کے ظاہر کی اور اسکے جواب میں جناب لارڈ ریمین صاحب بہادر گورنر جنرل ہند نے تجویز خطہ شکریہ بیکم صاحبہ کا مع ایجنڈا ظاہر فرمایا اس طرح دیگر ریاست ہائے ہند نے بھی اظہار خیر سگالی کا کیا اور فتح مصر کی سبکو خوشی حاصل ہوئی اچھا صل یہ رسالہ اس غرض سے لکھا گیا ہے کہ سرکار عالیہ برٹش کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ مسلمانان ریاست ہائے ہند در عیاں ہند میں کوئی بدخواہ اس دولت عظمیٰ کا نہیں ہے اور جن مسلمانان ریاست وغیرہ پر دشمنانہ تمہت و ہابیت کی لگاتے ہیں وہ ہرگز وہابی نہیں اور اصل مذہب صحیح اسلام میں سلسلہ جہاد کا کس طرح پر ہے اور غبار اہل اسلام بلکہ بعض اہل اسلامین جنکی نسبت ایسی مخبری غلط پیش کر رہی ہوئی ہے یا اب ہوتی ہے وہ اس راہ و رسم سے بالکل بری ہیں تہو بال سے بہت پہلے وزیر الدولہ بہادر مہوم رئیس ٹونک گویارون نے وہابی ٹھہرایا تھا اسلئے کہ انہوں نے بعض رسوم فقہانہ انگریز کو اپنی ریاست سے یکقدمہ موقوف کر دیا تھا جیسے تعزیر سازی پر سبکی گورنر پرستی وغیرہ لکن زمانہ خدہ ہندوستان میں وہ کیسے خیر خواہ سرکار انگریزی

کے نکلے اس طرح ریاست ہو پال اور متوسل اوسکے خواہ انخوان ریاست ہوں  
جو خاندان خاص بانی ریاست میان وزیر محمد خان بہادر مرحوم میں ہیں  
یا اہلکار ریاست بڑے ہوں یا چھوٹے سب خیر خواہ گورنمنٹ عالیہ ہیں اور  
یہ ریاست اس امر میں فائق ہے سب ریاستوں پر لکن مفید لوگ جسکو جو چاہتے  
ہیں کہہ دیتے ہیں سو یہ رسالہ اور غریبوں کا بھی مددگار ہو گا جو بلا وجہ  
و دشمنوں کی تہمتوں میں پھانسی جاتے ہیں اور بوجہ لاعلمی کے اپنے مسائل میں  
کبھی محل عتاب و خطاب حکام ٹہر جاتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ اگرچہ ایک بحث  
نے کلکتہ سے لاہور تک و قشاقو قشاقو اس باب میں قلم اڑھا کر کچھ کچھ لکھا پڑھا  
مطابق اپنی استعداد و فہم کے لکن جو اصل حقیقت مذہب و بابیت کی تھی اور  
جو حکم مفتی پر مسئلہ جہاد کا دین اسلام میں ہے اوسکی کشف ماہیت جس طرح اس  
رسالہ میں ہے کسی نے ظاہر نہیں کی ورنہ اس قدر وہم و گمان غیر واقع ہو گا کہ گاہ  
بعض حکام عالی مقام کے ذہن میں کثرت اخبار اعداد یکدیگر سے راہ پاتا ہے ہرگز  
پیرامون خاطر عاقل اوسکے ہوتا اور ایک طرح کی سبفکری اس قسم کے تنازع فضول  
سے حکام عالی مقام اور رعایا سے مطیع دونوں کو حاصل ہو جاتی۔  
اس رسالہ کے دیکھنے سے یہ سچی بات سبکو بخوبی معلوم ہو جاوے گی کہ تہمت و بابیت  
کی نسبت مسلمانان ہند کے جو دعویٰ پیروی قرآن مجید و حدیث کا کرتے ہیں جن  
غلط اور براہ عداوت ہے بلکہ اگر کوئی بدخواہ و بداندیش سلطنت برٹش کا ہو گا  
تو وہی شخص ہو گا جو آزادی مذہب کو ناپسند کرتا ہے اور ایک مذہب خاص پر جو  
باب داد و ن کے وقت سے چلا آتا ہے جما ہوا ہے ورنہ اس ملک خصوصاً ریاست  
اسلامیہ ہند میں نہ کوئی دیوبانی مصطلح اور لاندہب عرفی ہے اور نہ کوئی بدگال  
اپنے حاکم آزادگی بخش امن خواہ کا اور اگر کوئی ہو تو بتاؤ کہ کس جگہ کس ریاست

میں کون دہلائی ہے اور کیا اس کا ثبوت ہے اور کہاں کہاں اسباب جنگ بگڑا  
یا امداد باغیان دولت برطانیہ کے سامان پائے جاتے ہیں جو ٹیپو برصغیر کی  
لوگ مفسد طبع ہیں وہ اپنا جرم دوسرے پر لگا کر خود براہ فریب و دغا بازی نزدیک  
حکام کے سرخرو بنا چاہتے ہیں لیکن ہمیشہ دیکھا گیا کہ خدا جہو ٹوٹو نکور و سیاہ کرتا ہے حکام  
معاملہ شناس جلد مغز معاملہ کو پہنچ جاتے ہیں بہر حال اس رسالہ میں پہلے اس سے  
کہ میں ترجمہ عبارت متعلقہ و ہابیت و مسئلہ جہاد کا اپنی کتب مولفہ قدیم سے تحریر  
کروں ایک مقدمہ مختصر بیان حال آفرینش دنیا و میان مذہب خلق بابت اس  
دار فانی وغیرہ کے لکھتا ہوں جو طریقہ اہل اسلام پر اور مورخین کے کلام سے ثابت  
ہے چہرہ ایک کتاب کا ترجمہ فصل عمدہ میں پھر سرگزشت مختصر اپنی آخر رسالہ میں جو  
ایک سبب اصلی تالیف اس مقالہ کا بھی ہے لکھوں گا اور سرکار عالیہ برٹش کے  
انصاف و قدر شناسی کا منتظر رہوں گا اس لئے کہ جس طرح اس سالہ سے ہجری ستھان  
و ہابیت کی اور تحقیق اس لقب کی جو باعث تشویش خاطر حکام عالم مقام ہے ثابت ہوتی  
ہے اسی طرح اون جاہلون مفسدون کے واسطے جو ہر وقت ہر خرفشار و شت و  
میں جہاد کا نام لیکر فساد کرنے کو طیار ہو جاتے ہیں ایک نازیباۃ اسلامی ہے حق تعالیٰ نے  
قرآن مجید میں فرمایا ہے نَلَاکَ الدَّامِرُ الْآخِرُ لَا تَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یَرِیْدُوْنَ عِلْقًا  
فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی سَاءِ الدَّعَیْقَاتِ لَیْسَ لَکُمُ الْمُتَّقِیْنَ ط

## مقدمہ

مسلمانوں کے نزدیک آفرینش عالم کی اس طرح پر ہے کہ پہلے اللہ تھا اور کچھ نہ تھا  
پھر اس نے اپنا تخت پانی پر پیدا کیا پھر آسمان زمین کو بنایا اب وہ تخت جسکو عرش  
کہتے ہیں سب آسمانوں کے اوپر بل قہ کے ہے اور ایسا چرچا ہے جیسے زمین نیچے

سوار کے خاک کو سپنچر کے دن اور پہاڑوں کو اتوار کے دن اور درختوں کو پیر کے دن اور برے کاموں کو منگل کے دن اور نور کو بدھ کے دن پیدا کیا اور جمعات کے دن سارے دنوں کو زمین میں پھیلا یا پھر جمعہ کے دن بعد عصر کے سبکے پیچھے آخر ساعت دن میں عصر کے وقت سے تا شام آدم ابو البشر علیہ السلام کو پیدا کیا زمین سے آسمان تک پانسو برس کا راستہ ہے اور ہر آسمان کا دلی ہی اتنا ہی ہے اور ہر آسمان دوسرے آسمان سے اسی قدر دور ہے سا تون آسمان کے اوپر عرش ہے عرش کے اوپر خالق عرش و فرشتے اس طرح سات زمینیں ہیں ہر زمین دوسری زمین سے پانسو برس کی راہ کا فاصلہ رکھتی ہے فرشتے نور سے بنے ہیں جن آگ سے آدمی بنا کر آدم ابو البشر کا قد طول میں ساٹھ اور عرض میں سات گز تھا یہ خلیفہ تھے خدا کے اور پہلے پیغمبر ہیں جو دنیا میں آئے انکے سوا کہتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار اور پیغمبر ہوئے لیکن یہ روایت ضعیف ہے گنتی رسولوں اور کتابوں کی ٹھیک ٹھیک خدا ہی کو معلوم ہے آدم کو جو مٹی سے بنایا گیا جگہ سے ٹٹھی ٹٹھی بھرٹی لی اسلئے کوئی آدمی گورا کوئی کالا کوئی لال ہے جیسی مٹی تھی ویسی رنگت آئی جیسی جسکی خاک نرم سخت پاک ناپاک تھی ویسا ہی اثر ہر کسی میں آیا سورج شام کو عرش کے نیچے جا کر خدا سے اذن لیکر ہر صبح مشرق سے نکلتا ہے قیامت کے قریب حکم ہو گا کہ جہان توڑ دیا جائے وہاں سے نکل پھر اس وقت سے کسی کی تولد قبول نہو گی ہر مین چاند سورج کو لپیٹ کر دوزخ میں ڈال دینگے زعمہ ایک فرشتہ ہے اور بجلی ایک کوڑا آگ کا ہے اسکے ہاتھ میں گرمی سردی کا موسم دوسانین ہیں دوزخ کی تاروں سے صرف تین کام نکلتے ہیں ایک آرایش آسمانوں کی دوسرے مارنا شیطانوں کا تیسرے راستہ پہنا دینا و تشکی میں دن یارات میں اسکے سوا جو کچھ کہا جاوے وہ سب غلط ہے کسی ستارہ کے نکلنے سے نہ کوئی مرے نہ جسے نہ کسی کو

رزق ملے نہ کسی کا رزق بند ہو نہ کوئی بلا آوے بے حکم خدا کے ایک ذرہ نہیں مل سکتا  
 سوا اسکے نہ کوئی محبوب ہے نہ کسی کا حکم و تصرف عالم میں جاری ہے امت اسلام کا  
 حال بانی کا سا ہے معلوم نہیں کہ اگلا بانی اچھا ہو گا یا پچھلا بڑی محبت والے وہ لوگ ہیں  
 جو پیچھے آئے اور جان و مال صدقے کے اپنے پیغمبر کا دیکھنا چاہتے ہیں ایک نہ ایک  
 کروہ اس امت کا ہمیشہ کسی نہ کسی مجبور ظاہر رہیگا قریب قیامت کے اکثر ملکوں کے حاکم  
 عیسائی لوگ ہو جائیں گے تمام ہوا مستغنون احادیث وغیرہ کا آن حدیثوں سے یہ بات  
 معلوم ہوئی کہ اگرچہ حکومت اسلام کی ضعیف ہو جاوے یا جاتی رہے لیکن بالکل مسلمان دنیا  
 سے نہیں مٹیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے اور طول و عرض دولت عیسائیوں کا  
 بہت ہو گا اور یہ لوگ سب پر غالب اور حاکم ہو جائیں گے چنانچہ مطابق اسکے دیکھا سنا  
 جاتا ہے پس فکر کرنا اور لوگوں کا جو اپنے حکم مذہبی سے جا مل ہیں اس امر میں کہ حکومت  
 برٹش مٹ جاوے اور یہ امن و امان جو آج حاصل ہے فساد کے پردہ میں جہاد کا نام  
 لیکر اٹھا دیا جاوے سخت نادانی و بیوقوفی کی بات ہے تہا ان ناعاقبت اندیشوں کا  
 چاہا ہو گا یا اس پیغمبر صادق کا فرمایا ہوا جس کا کہا ہوا آج ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں  
 اور اسکے خلاف نہیں ہو سکتا **بہر حال** جب خدا نے انسان کو دنیا میں پیدا کیا  
 اور دنیا کو پہلا دن واسطے بنی آدم کے ٹھہرایا اور دوسرا دن قیامت کا بتلایا اور اسکو  
 فانی اور اسکو باقی فرمایا تو اس پہلے دن کے مقدمہ میں اختلاف مذاہب ظاہر ہوا  
 حکام رختا و ہند و فارس و یونان کتے ہیں کہ زمانہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے اور ہمیشہ رہیگا اور  
 بعض کتے ہیں کہ اگرچہ ہمیشہ سے زمانہ چلا آیا ہے لیکن ہمیشہ نہ رہیگا مسلمان کتے ہیں کہ زمانہ  
 ہمیشہ سے نہیں ہے اور باقی بھی نہ رہیگا غرض کہ اس باب میں یہی تین مذاہب ہیں اور  
 ظاہر یہ ہے کہ اعتبار تاریخ کا وقت ولادت آدم سے چاہئے تا لیکن مورخین نے اعتبار  
 تاریخ کا اور نہ آدم سے دنیا میں کیا ہے اور درمیان آفرینش آدم اور وقت نزول

گفتار مذکور اسکی بحث نہیں کی تو ریت میں اس طرح پر ہے غرض کہ آدم ہشت سے دن  
 جمعہ کے دسویں عرم کو سرانڈیپ میں کوہ رہو پراوتر سے کوئی کتاب ہے کہ یہ ہشت آسمان  
 پر تھی کوئی کتاب ہے کہ زمین پر تھی معلوم نہیں ٹھیک بات کیا ہے سترہ میں ایک ہزار  
 آٹھ سو پچاس سال پہلے طوفان نوح سے وفات آدم کی ہوئی اوسوقت چالیس ہزار  
 آدمی اونکی اولاد سے موجود تھے اونہیں شینٹ وادرین پیغمبر ہوئے جب ایک ہزار چھ سو  
 چالیس برس آدم کو گزرے نوح پیدا ہوئے جب انکی عمر چھ سو برس کی ہوئی طوفان  
 آیا انکی قوم بہت پرست تھی چھ مہینے دس رات طوفان رہا پارسسی و خا و ہند و چین  
 والے طوفان کا انکار کرتے ہیں مسلمان کہتے ہیں کہ تمام زمین پر طوفان پہونچا آسمان  
 نوح کو آدم ثانی کہتے ہیں کہ سب آدمی جو دنیا میں فی الحال موجود ہیں نوح کی اولاد  
 ہیں جب ایک ہزار اکیس سو برس طوفان کو گزرے ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے تین ہزار  
 تین سو تیس سال بعد آدم کے اونکی ولادت ہوئی انکو سب دنیا کے مذاہب والے  
 مانتے ہیں ایک سو پچتر برس کی عمر میں سن تین ہزار چار سو اٹھانوے میں نزول آدم  
 کے بعد انکا انتقال ہوا انکو آدم سوم کہتے ہیں چھیالیس سال کی عمر میں آجیل اور سو برس  
 کی عمر میں اسحق پیدا ہوئے یوسف پوتے اسحق کے ہیں موسیٰ چار سو پچیس برس کے بعد  
 وفات ابراہیم سے پیدا ہوئے جب مصر سے بنی اسرائیل کو لیکر نیکے آسمانی برس کے تھے  
 ایک سو بیس برس کی عمر ہوئی اوسوقت نزول آدم کو تین ہزار آٹھ سو اٹھ برس  
 ہوئے تھے پانسوا دتیس برس بعد انکے اور شلیم کو بنایا گیا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام  
 کی ولادت دن خستہ کو تیسری مارچ چار برس نو ماہ نو روز پہلی تاریخ عیسوی سے  
 تیسری اپریل روز جمعہ کو سن تینتیس عیسوی میں ہوئے نزدیک علماء انصاری کے  
 انکو سولی دی گئی اور مسلمان کہتے ہیں کہ نزول آدم سے پانچ ہزار چھ سو سترہ برس بعد  
 آسمان پر اٹھا لئے گئے آپ سن عیسوی اٹھارہ سو تر اسی شروع ہیں۔ جب تک حضرت

اسمیل کے مین رہے اسوقت سے تاجرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو ہزار سات سو  
 ترانوے برس گزرے تھے شروع سال ہجرت مطابق سولہویں جولائی سن چھ سو پانچ  
 عیسوی ہے وفات انکی بارہویں ربیع الاول سال یازدہم ہجری روز دوشنبہ مطابق  
 ہشتم جون سن چھ سو بتیس عیسوی کے ہوئی مطابق قول یہود کے سال حال تک کہ  
 سن ۱۲۸۳ ہجری اور سن ۱۸۶۳ شروع ہیں آدم کو سات ہزار سات سو چار برس ہوئے تیس  
 برس تک بعد ہمارے پیغمبر کے مثل زمانہ پیغمبر علی در آمد رہا پھر بعد اسکے بادشاہی  
 ہو گئی وہ اگلی بات جاتی رہی چودہ بادشاہ بنی امیہ میں ہوئے ایک سو بتیس ہجری  
 میں انکی سلطنت ختم ہو گئی آنکے بعد سینتیس بادشاہ قوم عباسی کے ہوئے دن جمعہ  
 ۱۳ ربیع الاول سنہ ایک سو بتیس سے ابتدا انکی ہوئی اور چھٹی صفر سنہ چھ سو  
 چھپن کو سلطنت انکی ختم ہو گئی پانسو بیس برس دو ماہ تھینا انہوں نے بادشاہی کی۔  
 ہندوستان میں دین اسلام کو ناصر الدین بادشاہ غزنوی سنہ ۱۱۸۵ء میں لائے انکے  
 بعد سلطان محمود نے بارہ مرتبہ ہند پر چڑھائی کی یہی سلطان حکومت بغداد کی طرف  
 سے صوبہ تھے آنکے وقت میں ملک ہند شہر قنوج تک فتح ہوا آخر آنا انکا ہند میں سنہ ۱۱۹۵ء  
 میں تھا اس زمانے سے سنہ ۱۵۱۹ء تک سلطنت مسلمانوں کی رہی سنہ مذکور میں تسلط  
 انگریزوں کا مرشد آباد ہوا اور حکومت بڑھتی گئی سنہ ۱۵۵۴ء میں ملکہ معظمہ انگلند قریب  
 تخت نشین ہوئیں کتاب سیر المتاخرین میں سنہ ۱۵۹۷ء ہجری تک کا حال ہندوستان کے  
 صوبجات اور لڑائیوں کا مفصل لکھا ہے اب یہ ملک تمام وکمال زیر حکومت برطانوی  
 ہے سب کام موافق مرضی حکام ہوتے ہیں ہر مذہب کی سلطنت میں یہی طریق چلا آیا ہے  
 کچھ نئی بات نہیں کتب تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو امن و آسائش و آزادی  
 اس حکومت انگریزی میں تمام خلق کو نصیب ہوئی ہے کسی حکومت میں نہ تھی اور چھ  
 اسکی سوا اسکے اور کچھ نہیں سمجھی گئی کہ گورنمنٹ نے آزادی کامل ہر مذہب والے کو

مسلمان ہو یا ہندو یا اور کچھ عطا فرمائی ہے جسکا اشتہار بڑی دھوم دھام سے دربار  
 قیصری میں بمقام دہلی مجمع جملہ رؤسا و معززین ہند میں جملہ رعایا برائیا کو سنایا  
 گیا بعد جلسہ مذکور وہ اشتہار پنجاب عربی و عبارت اردو طبع ہو کر مشہور آفاق ہوا  
 جسکا عنوان بلغۃ جلسہ قیصریہ خیمہ گاہ دہلی اول جنوری ۱۸۵۸ء ہے اس اشتہار  
 میں یہ عبارت درج ہے کہ اندون بھیب حمایت احکام ملکہ معظمہ جمہیں کسی ملت و مذہب  
 کا فرق نہیں ہے جناب مہدوہ کی ہر ایک رعیت اس و امان کے ساتھ اپنی گزران  
 کر سکتی ہے ہر فرقہ کی عدم تعصب سرکار موصوفہ کے سبب اس بات کی اجازت ہے  
 کہ بلا تفرض اپنے اپنے مذہب کی رسومات کو ادا کریں جو دست اقتدار قوت قیصرانہ  
 دراز کیا جاتا ہے وہ مٹائے اور دبا ئے کے لئے نہیں بلکہ حمایت اور ہدایت کے لئے  
 ہے۔ اور آخر فقرہ اشتہار مذکور کا بعد مخاطبت عمدہ داران سرکار انگریزی و اہل علم  
 و اہل سیف و لشکر ہند و رؤسا و امراء و ملکی رعایا کے یہ ہے کہ ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ اس  
 بات کا یقین کرے کہ ہمارے تحت حکومت میں آزادی و عدل و انصاف اصل اصول  
 اونکے واسطے ٹھہرایا گیا اور یہ کہ مابودلت کی سلطنت میں اونکی خوشی کی افزائش  
 اور اونکی سبزی کی ترقی اور اونکی یہودی کی زیادتی منہام مد نظر ہے میں یقین  
 کرتا ہوں کہ آپ لوگ ان الفاظ رحمت آمیز کی بڑی قدر کریں گے بطبع دفتر پراپوٹ  
 سیکرٹری خیمہ گاہ دہلی ۱۸۵۸ء تھا بلطفہ میں کتا ہوں کہ فی الواقع یہ الفاظ اشتہار  
 جو طرف سے ملکہ معظمہ انگلند و قیصر ہند کی زبان لارڈ لٹن صاحب بہادر گورنر جنرل  
 و ولی اسے کشور ہند سے جلسہ دربار مذکور میں اولا اور ذریعہ اشاعت اشتہار  
 مطبوع ثانیاً بابت عدم تعصب مذہب و عموم آزادی سننے دیکھے گئے ہیں لائق بڑی  
 قدر و منزلت کے ہیں اور رعایا سے ہند کے لئے عموماً اور رؤسا و امراء کے واسطے  
 خصوصاً مثل عمدنا حجات ریاست کے ایک بڑی مسند ہیں اور جو حاکم و رعیت خلائق



اوسکے عمل درآمد کرے اور بلا وجہ براہ تعصب کسی امیر فقیر کو ستایا جاتے اور سپہر  
حجت قاطع بین اور واسطے برأت اون لوگوں کے جو براہ دشمنی تہمت مذہبی کسی  
شخص پر قائم کر کے اوسکو نقصان پہونچایا جاتے ہیں اور وہ اوس کام میں  
مشغول نہیں بلکہ اوس سے نا آگاہ و غافل ہے ایک دستاویز قوی ہے

## فصل اول

اس فصل میں ترجمہ کتاب ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل کا ہے یہ کتاب ۱۲۹۱ھ  
میں تالیف ہو چکی تھی جسکو اب سال دہم ہے پر ۱۲۹۲ھ ہجری میں طبع ہوئی اس کتاب  
میں جوابات سوالات نماز و روزہ وغیرہ ہیں تجملہ اوسکے ایک یہ سوال کسی شخص کا  
اور جواب میرا ہے جسکا ترجمہ اس جگہ لکھا جاتا ہے وجہ اس ترجمہ لکھنے کی یہ ہے کہ  
میں تیس سال کا کل سے متوسل و متوطن اس ریاست ہو چکا ہوں اور  
ہمیشہ معزز و مکرم رہا کبھی نسبت اس ریاست یا اوسکے متوسلین کے نہیں سنا گیا کہ  
کسی نے جھکو یا بیگم صاحبہ مورخہ یا رئیسہ معظمہ حال کو یہ لفظ کہا ہو کہ انہیں کوئی دہائی  
ہے جب سے مقدمہ قدسیہ بیگم صاحبہ مورخہ کا چھ سال سے پیش ہوا تو بعض نو دولتوں  
نکاح حلالوں شیعہ مذہب نے جو ظاہر میں سنی بنے ہیں انکے ملازمان فتنہ انگیز و فتنہ  
طلبہ ملکر یہ تہمت نسبت ریاست اور نسبت میرے لگائی اور حکام تک پہونچائی  
اسلئے ضرور ہوا کہ اس تہمت سے چند سال پیشتر جبکہ مفہوم ہی اس مضمون کا کشتی  
ریاست کے خیال میں نہ تھا جو کچھ میں نے بابت مذہب و بابیہ اپنی کتاب میں لکھا ہے  
اوسکو اس جگہ نقل کروں اور دروغوں کو اوسکے گھر تک پہونچا دوں۔

**سوال** عبد الوہاب بخاری جسکی طرف وہابیہ منسوب ہیں کون شخص تھا اوسکے  
عقائد مذہب اہل سنت و جماعت کے موافق تھے یا نہیں۔

**جواب** بن لوگوں نے فرقہ واریہ کو عبد الوہاب کی طرف منسوب کیا ہے یہ اس کی  
 غلطی ہوئی اس لئے کہ جس نے دعوت اپنے مذہب حبلی کی طرف خاص اپنے ملک میں کی  
 تھی وہ اونکا بیٹا محمد نام تھا نہ خود عبد الوہاب مذکور اس کی طرف نسبت واریہ صحیح نہیں  
 اور عبد الوہاب مذکور نے کوئی مذہب مشرب جدید نہیں نکالا وہ اور اونکا بیٹا دونوں  
 حبلی مذہب تھے اور ہندوستان کے مسلمان یا تو حنفی مذہب میں یا حاکم یا محدث یا  
 شیعہ یہاں قدیم سے اب تک کوئی حبلی مذہب پیدا نہیں ہوا ان محمد کی ولادت ۱۱۰۰ھ  
 میں قیسینیہ میں جو ایک مقام ہے بلاد نجد سے ہوئی اور ۱۲۰۰ھ ہجری میں اونکا خروج  
 حدود حجاز اور مدینہ میں ہوا اور ۱۲۰۰ھ میں انہوں نے وفات پائی اور اصل مذہب  
 اونکا حبلی تھا اس مذہب کے لوگ حجاز و مدینہ وغیرہ میں سنا گیا ہے کہ بہت ہیں اور مدینہ  
 میں ایک ہی نہیں اور اصل اسلام میں اتباع قرآن و حدیث کا ہے نہ اتباع کسی عالم  
 خاص کا اور نیا مذہب نکالنے کی نسبت اونکی طرف بظاہر غلط محض ہے اس لئے کہ وہ مذہب  
 حبلی میں پہلے سے آخر تک رہے اور کسی مسلمان کو جو قرآن و حدیث کا تابع ہو اس کو  
 اونکا تابع اور اونکے مذہب کا جاری کرنے والا جاننا محض نادانی ہے اور بڑا ظلم ہے  
 اور نہایت جھوٹ ہر مسلمان خالص اطاعت خدا و رسول کی سب دیون اور مذہبون  
 پر مقدم جانتا ہے اور بڑے بڑے لوگوں کی بات بھی خدا و رسول کے مقابلہ میں  
 پسند نہیں کرتا محمد بن عبد الوہاب کی بات کا کیا ذکر ہے اور وہ کس قطار شمار میں ہے  
 لاکھوں عالم اسلام میں گزرے ہیں لیکن کوئی ادنیٰ مسلمان بھی سچی باتوں کو اونکے  
 طریقہ میں مستحضر نہیں جانتا اور اونکے پیچھے چلنا واجب نہیں سمجھتا خلاصہ حال ہندوستان  
 کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ  
 اور مذہب کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور  
 ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے یہاں تک

کہ ایک جم غفیر نے ملکہ فتاویٰ ہندیہ یعنی فتاویٰ عالمگیری جمع کیا اور اس میں شیخ عبدالحکیم  
 دہلوی والد بزرگوار شاہ ولی اللہ مرحوم کے بھی شریک تھے بعد اسکے شاہ ولی اللہ محدث  
 جو بڑے عالم حنفیوں میں اور بڑے متبع کتاب و سنت تھے انہوں نے بہت مسائل میں  
 کی چھان بین کی اور ضعیف اور بودی باتوں کو قوی اور مضبوط باتوں سے عمدہ کیا  
 اور اسی طریقہ اور رویہ پر ان کے پوتے محمد اسماعیل دہلوی گورے کہ انہوں نے بہت  
 سی شرک و بدعت کی باتوں کو جو اسن خلافت اور رفاه عوام میں خلل اماند ہوتی ہیں  
 اور دین دنیا میں باعث فتنہ و فساد ہوا کرتی ہیں دور کیا اور سچی شریعت کو بیان  
 کیا اور بہت سی بُری رسمیں جس سے مسلمانوں کی دین و دنیا کی خرابی ہوتی ہے  
 مثل تعزیہ پرستی اور ناچ رنگ اور چوری چکاری اور خیانت اور بغاوت وغیرہ کی  
 انکو اکثر اہل ہند سے رفع دفع کیا اور سچی سچی حدیثوں پر اور عمدہ عمدہ باتوں پر پیغمبر  
 کے لوگوں کو بلا یا حتیٰ کہ بہت سے مدارس و مساجد اونکی سعی و کوشش سے آباد ہوئے  
 اور بہت سے بھنگیہ خانے اور مدک خانے اور شراب خانے اور چٹکے ویران ہو گئے  
 جسکے سبب ملک سرکار برٹش میں اندیشہ فساد رہتا تھا اور بڑے امن و امان کا نور  
 ہندوستان میں چلنے لگا اور انہوں نے اپنی کسی کتاب میں مسئلہ جہاد کا نہیں لکھا  
 چہ جائیکہ ذکر جہاد یا سرکار عالیہ انگریزی بلکہ سرکار نے اونکی نسبت معاملہ قدر شناسی کا  
 اسوقت میں فرمایا چنانچہ تحریر سید احمد خان نیچر سے بھی ثابت ہے اگرچہ بہت سے مفید  
 نے جنکا شعار فسق و فجور تھا اون کے مقابلہ میں بہت کوششیں کیں مگر حکام انگریزی  
 نے اسکی سماعت نہیں کی اور نہ کسی اون سے تعرض کیا غرض کہ خاندان محمد بن عبد اللہ  
 کا حنبلی مذہب تھا اور محمد اسماعیل ہندی نژاد کو اون سے کسی طرح کا علاقہ نشا گردی  
 یا مریدی کا نہ تھا نہ کوئی وجہ تعارت اور جان پہچان کی آپس میں پائے گئے پھر یہاں کے  
 لوگوں کو عالم ہوں یا جاہل محمد بن عبد الوہاب سے منسوب کرنا اسکی وجہ کسی طرح

کسی عاقل کی سمجھ میں نہیں آتی اور بجز بیوقوفی اور دشمنی عوام کے اور کچھ بات  
 سمجھی نہیں جاتی حالانکہ نجدیوں اور ہندوؤں میں اس زمانہ سے آج تک کوئی ربط و  
 ضبط اور کسی طرح کا علاقہ اور میل جول نہیں اور ہزاروں کوس اور سیکڑوں منز لوکا  
 فاصلہ ہے اور دریاے شوریچ میں حائل ہے اور دنیا اور دین کے براؤں میں جو امور دنیا  
 مروج ہیں وہاں اونکا نام نہیں اور جو باتیں وہاں رائج ہیں بیان اونکا نشان نہیں  
 غرض کہ یہاں کے چال اور ڈھنگ کو وہاں کے چال میں سے کسی طرح کچھ نسبت ہی نہیں  
 علاوہ اسکے کہی بیان کے کسی گروہ نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا نہ زبان سے نہ قلم  
 سے کہ سچا دین اور خالص اسلام اہل نجد کے طریقہ والوں ہی میں منحصر ہے اور باقی سب  
 مسلمان یوں ہی ہیں اس بات کو ہر عاقل بخوبی دریافت کر سکتا ہے آج علماء دہلی وغیرہ  
 کی ہزاروں کتابیں چھوٹی بڑی عربی فارسی اردو موجود ہیں کسی میں یہ بات کوئی پڑا  
 لکھا دکھا تو دیوے غرض اصلی بات اسلام میں وہی قرآن وحدیث پر چلنا ہے جس میں فساد  
 کے کاموں سے روکا گیا ہے نہ کسی شخص خاص کی بات اور چلن پر آئین ساری سبکدوش  
 کے عالم و فاضل برابر میں خواہ نجد کے ہوں یا ہند کے یا دکن کے یا سندھ کے نہ ہر اپنے دین  
 میں محمد بن عبدالوہاب کے تابع ہیں نہ محمد اسماعیل کے مطیع قرآن وحدیث ہمارے پیش نظر  
 ہے اور جو معاملہ اک عالم سے ہے وہی سارے جہان کے عالموں سے ہے نہ یہ کہ ایک کنیت  
 اپنے تئیں منسوب کرنا اور انکی طرف داری میں لڑنا جگہ ناشور و فساد پاکر یا یہ شیوہ اسلام  
 سے بعید ہے اور بڑا تماشایہ ہے کہ ہندوستان کے نادان مسلمانوں نے ہر جگہ وہابی  
 کے ایک نئے معنی تراشے ہیں میان دو آب میں وہابی وہ ہے جو قبرین پوجنے اور  
 تعزیر رکھنے اور ولیوں سے مدد چاہنے اور مولود کی مجلسوں سے منع کرے اور  
 یا رسول اللہ اور یا علی کہنے سے باز کرے اور حیدر آباد دکن میں وہابی وہ ہے کہ  
 سندھ ہی نہ پئے اور پاچارہ ٹخنوں سے اور بچار کے اور ڈاڑھی نہ منڈا دے اور نماز و

روزہ اور تارہ اور بیہی مین و بابی وہ ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی جبکا مذہب حبلی  
 تھا اور ایک عالم دیندار تھے اونکو سارے جہان کا مالک نہ جانے اور محفل ہو لوگو کو عبت  
 اور نئی تراش مسلمانوں کی بتاوے اور پور بیوں کے نزدیک مشرق کے ہندوستانی  
 شہروں مین و بابی وہ ہے جو آن چار مذہبوں مین سے کسی مذہب خاص کا مقلد و مقید  
 نہ ہو بلکہ سچے اور اچھے طریقہ پر پیغمبر کے چلتا ہو اور ان نئی باتوں سے جو پیغمبر کے بعد  
 لوگوں نے اپنی عقل سے تراش لیں دور رہتا ہو اور بعض لوگوں کے نزدیک و بابی  
 وہ ہے جس مین یہ سب باتیں موجود ہوں اور اکثر ہندو مین و بابیہ بدعتوں کے مقابل میں  
 بولا جاتا ہے اور بدعتی وہ لوگ ہیں جو اون مذہبوں پر اڑ رہے ہیں جو بعد پیغمبر عبت  
 کے نکلے ہیں اور پیغمبر کی حدیث اور عادت پر چلنا جائز اور روانہ مین رکھتے اور فقہوں  
 اور درویشوں کی حد سے بڑھ کر تعظیم اور سجدے اور نذرین نیاز مین کیا کرتے ہیں اور  
 قبروں پر چلے اور دُونے اور مٹھائیاں اور گلتے اور کٹھیاں چڑھاتے ہیں اور اونکی  
 روح کو جہان کا مالک اور حاکم اور قابض اور متصرف جانتے ہیں اور غیب کی چہی  
 چیزوں سے خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ کا واقف اور خبردار  
 سمجھتے ہیں اور طرح طرح کے شرک و بدعت کی باتیں اور لائیں بے کار اور خراب  
 زمین ناچ رنگ وغیرہ اون مین پھیل ہی ہیں اور بڑا مکر اور جھوٹ اونکا یہ ہے کہ  
 حکام انگلشیہ کرنی احوال فرمانروائے ملک ہندوستان مین اونکے دلوں مین یہ  
 وسوسہ اور یہ خیال ڈال دیا ہے کہ یہ لوگ تمہارے دشمن ہیں اور تمہارے مار دینے  
 اور سلطنت بگاڑنے اور امن خلافت اور رفاه عوام کے کھونے کا اندیشہ اور فسک  
 رکھتے ہیں حالانکہ بعض محال اگر وہ و بابی ہوں ہی تو یہی اس مضمون کی تصدیق  
 کوئی عاقل اور دانائین کر سکتا اور یہ قول اونکا کبھی پایہ صدق کو نہیں پہونچ  
 سکتا اسلئے کہ اس صورت مین ہندوستان اونکے نزدیک دار احرب ہو گا نہ دارالامان

اور دارالحرب میں رہ کر اور غیر مذہب والوں کے ملک میں باطن و امان بسر کسی  
 مسلمان کے نزدیک ارادہ اور قصد جہاد کا کرنا روا نہیں چنانچہ عذر میں جو چند  
 لوگ نادان عوام الناس فتنہ و فساد پر آمادہ ہو کر جہاد کا جھوٹا نام لینے  
 لگے اور عورتوں اور بچوں کو ظلم و تعدی سے مارنے لگے اور لوٹ مار پر ہاتھ دریا  
 کیا اور اموال رعایا اور برابری پر غضباً قابض و متصرف ہوئے انہوں نے خطای  
 فاحش کی اور قصور ظاہر اسلئے کہ قرآن و حدیث کے موافق کہیں شرعی جہاد  
 کی موجود نہ تھیں صرف سوداے خام اور خیالی پلاؤ حکومت رانی اور ملک تانی  
 کے انکے دلوں میں اور مغزوں میں سمائے ہوئے تھے ہم نہیں جانتے کہ ان میں  
 سے کسی جماعت اور لشکر میں خلوص نیت اور پاک طینت اور انصاف و اجبی اور  
 تبعیت مذہب اسلام ہو اللہ ہی انکے حال سے خوب واقف ہے حاصل یہ کہ  
 ہندوستان میں جب کا نام انکے دشمنوں نے وہابی رکھا ہے اور میں ہمارے نزدیک  
 اور نزدیک بل تجزیہ کے ہرگز کوئی وہابی نہیں اور قرآن حدیث پر چلنے والوں اور  
 نماز و روزہ اور امور مذہبی حسب شریعت اسلام کے بجا لانیوں کو وہابی کہنا  
 ایک بڑا ظلم اور دھینگامشی ہے اور قرآن و حدیث پر چلنا مستلزم اس امر کا نہیں کہ  
 حاکم وقت سے بغاوت کرے یا اسن خلافت میں خلل ڈالے یا رفہ عوام کا راستہ بند  
 کرے بلکہ سارا قرآن اور تمام حدیثیں ان امور سے مانع اور باز رکھنے والی ہیں باقی  
 رہا یہ امر کہ نفس جہاد غیر مسلمانوں سے اور فضیلت اسکی مسلمانوں کی شریعت میں  
 ثابت ہے اس میں بدعتی اور سنی اور تشیعہ اور اقصیٰ اور خارجی اور ہندی اور  
 سنی اور نجدی سب برابر ہیں اور اسکے وقوع کے بصورت وجود شرط اور  
 وجوہ اسباب سب مسلمان قائل ہیں کوئی اونے مسلمان ہی اسکا انکار نہیں کر سکتا  
 لیکن شریعت میں کسی حکم کا ہونا اسکے وقوع کا مستلزم نہیں نہ عقل کی رو سے نہ شرع

کی جہت سے اور یہ امر بھی بخوبی ظاہر ہے اور تاریخ دانوں پر خوب روشن ہے کہ کوئی شخص آج تک نجد سے عالم فاضل کی صورت میں ہو کر ہند میں داخل نہیں ہوا کہ لوگ اسکے شاگرد ہونے ہوں اور اسکی دعوت تمام ہند کے شہروں میں اور قریوں میں پھیل گئی ہو یا اس نے یہاں کسی طرح کی حکومت اور سلطنت حاصل کی ہو کہ لوگ اسکے طریقہ اور چال پر ہو جائیں اور اسی کاکیت گاوین نہ کوئی سلسلہ شاگردی اور پیری میری کا اہل ہند اور اہل نجد میں باہمی ایسا جاری ہے جسکی رو سے انکو اہل نجد کے طریقہ اور رویت پر کہہ سکیں نہ کوئی تعلق یہاں کے لوگوں کو بذریعہ اخبار یا تار یا ریل کے اون لوگوں سے حاصل ہے جیسا فی الحال انگلستان یا جرمن یا فرانس سے حاصل ہے کہ جسکے ذریعہ سے انکو اہل نجد کا ہر طریقہ کہیں غرض ہند کے لوگوں کو وہاں یہ نجدیہ سے نسبت دنیا کمال نادانی اور نہایت بے وقوفی اور صریح غلطی ہے اور جبکہ وہ خود اس نام سے انکار کرتے ہیں تو زبردستی اونکو نزدیک حاکموں کے بدنام کر کے اپنی دشمنی اس پر وہ میں نکالنا سراسر ناانصافی بلکہ فی الحال مساجد تاپہ کے عرب نجد تجارت کے لئے ہند بھی تک آتے جاتے ہیں اور اپنا پیشہ کرتے ہیں اور حکام کو باوجود علم اونسے کچھ تعزیر نہیں اسلئے کہ سرکار عالیہ برٹش کو بحث مفید و باغیانہ ہے نہ زید و عمر سے حدیث عبداللہ بن عمر میں مدفوعا آیا ہے کہ متفرق ہونے بنی اسرائیل یعنی یہود بہتر فرقوں پر اور متفرق ہوگی امت میری تہتر فرقوں پر سب فرقے آگ میں ڈالے جائینگے مگر ایک طریقہ کے لوگ صحابہ نے پوچھا وہ کون طریقہ کے لوگ ہیں فرمایا وہ طریقہ جہنم میں ہوں اور میرے ساتھی رواہ الترمذی اور ایک روایت میں یوں ہے کہ بہتر فرقے تو اس امت کے دوزخ میں جاوینگے اور ایک بہشت میں داخل ہوگا اور اس فرقہ کا نام جماعت ہے اور نزدیک ہے کہ کلین گی میری امت میں چند تو ہیں کس جاوینگے اونہیں بدعتین جس طرح کس جاتی ہے بیماری کٹا کٹے ہوئے کو نہ بچگی اوس سے کوئی رنگ اور نہ کوئی جوڑ مگر ہمہ بیماری اوس میں کس جاوے گی مرداۃ احمد و ابوداؤد عن معاویۃ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ قرآن و حدیث پر عامل ہیں اور ان کا نام اہل سنت و جماعت ہے نہ وہابی اور ہندوستان کے اکثر مسلمان مذہب سُنی رکھتے ہیں نہ مذہب جہلی اور علماء اسلام نے جہاں تعدد و بہتر فرقوں اس امت اسلام کی لکھی ہے اور نام بنام ان کو لکھا ہے اور نین کہیں کسی جگہ کسی فرقہ کا نام وہابیہ نہیں بتلایا اور یہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو دین قدیم اسلام میں کوئی نئی راہ و طریقہ یا جدید مذہب و فساد کی بات نکالے اور اس کا نام بدعتی اور ہوائی ہے اور وہ دوزخیوں میں ہے ہر کس طرح کوئی سچا مسلمان کسی کے نئے طریقے نکالے ہوئے پر چل سکتا ہے اور وہ کب کسی لقب جدید کو اپنے لئے پسند کرے گا لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

## فصل دوم

ترجمہ عبارت کتاب مواعد العوائد من عیون الاخبار الفوائد السین احادیث ضروری اور فوائد عمدہ مذکور ہیں یہ حاصل مضمون اس کے صفحہ ۳۳ کا ہے بے کم و کاست روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایمان لاوے اللہ پر اور اس کے رسول پر اور قائم رکھنی نماز اور ادا کرتا رہے روزے رمضان کے اللہ پر فضل و احسان کی راہ سے اس کا یہ حق ہے کہ داخل کرے اسے جنت میں خواہ وہ ہمارے اللہ کی راہ میں خواہ بیٹھا ہے اسی ملک میں جہاں پیدا ہوا آخر حدیث تک سو جب تم اللہ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگو کہ وہ سب جنتوں کے مجموعہ ہے اور سب اپنی ہے اور اوپر عرش ہے زمین کا اور اسی سے بہتی ہیں نہرین جنت کی روایت کی یہ بخاری نے اس حدیث سے بخوبی ثابت ہوا کہ جہاد مخالفوں کے ساتھ فرض کفایہ ہے یعنی ایک ملک کے لوگ اگر اس کو بجا لاویں تو دوسرے ملک کے لوگوں پر فرض نہیں اور ہر فرد بہتر پر مسلمانوں سے فرض نہیں کہ جو اس کو نہ بجا لاوے اس کے



اسلام میں نقصان ہو اور عزت میں داخل ہو نیکو فقط اسلام اور ایمان کافی ہے اگرچہ اپنے وطن میں ساری عمر بیٹھا رہے اور جہاد نہ کرے اور یہی قول ہے جمہور یعنی سب عالموں کا باقی رہے مناقب جہاد کے اور اسکی فضیلتیں قرآن اور کتب دین میں بہری ہوئی ہیں اور انکے ترجمہ سارے جہان میں پھیلے ہوئے اور ہر چوتھا بڑا عورت و مرد گاؤں گاؤں اور شہر شہر میں فارسی اور اردو اور عربی میں پڑھتا ہے بلکہ کوئی گاؤں اور شہر شاید اس سے خالی نہیں مگر اوسپر ثواب کا ملنا اور اجر کا حاصل ہونا واجب ہی ہے کہ اسکی نظر پر جو شریعت میں مقرر ہیں وہ سب پائی جاوین اور اسباب و احکام اسکی کے موجود ہوں اور آج کل عام مسلمان جنکو علم و فہم سے بہرہ ملے اکثر ارباب دول و حکومت جنہیں اسلام کی خوبیوں سے اور ایمان کی باتوں سے بالکل واقفیت نہیں جسکو جہاد سمجھ رہے ہیں وہ حقیقت میں فتنہ کے سوا اور کچھ نہیں اور کوئی اہل علم اور ارباب عقل سے اسکا قائل اور معترف نہیں چنانچہ ایام غدر میں جو ملک ہندوستان میں بعضے راجہ بابو اور بہت سے نام کے نواب و امرا بنام نہاد جہاد ہندوستان کے اسن و امان میں خلل انداز ہوئے اور انہوں نے لڑائی بھڑائی کا بازار گرم کیا اور یہاں تک اون کے فساد و عناد کی نوبت پہونچی کہ عورتوں اور بچوں کو جو کسی شریعت میں واجب القتل نہیں ہیں بے تامل چیر ہپاڑ کر بھیں گد یا افسوس صد افسوس حالانکہ اسلام میں تمام اہل اسلام کے نزدیک یہ کام خلاف شرع محمدی ہے اور کسی فرقہ اسلامیہ میں ہرگز جائز اور روا نہیں اور جو آج کل ایسا فتنہ برپا کرے وہ بھی ویسا ہی فتنہ پرداز اور از انجام تا آغاز اسلام میں دہتا لگایا ہے اسلئے کہ علماء اسلام کا اسی سلسلہ میں اختلاف ہے کہ ملک ہند میں جب سے حکام والا مقام فرنگ فرمان روا ہیں اسوقت سے یہ ملک دار الحرب ہے یا دار الاسلام حنفیہ جیسے یہ ملک بالکل براہموا ہے اونکے عالموں اور مجتہدوں کا تو یہی فتویٰ ہے کہ یہ دار الاسلام ہے اور سب یہ ملک دار الاسلام ہوا تو پھر میان جہاد کرنا کیا معنی بلکہ

عزم جہاد ایسی جگہ ایک گناہ ہے بڑے گناہوں سے اور جن لوگوں کے نزدیک یہ الزام  
 ہے جیسے بعض علماء دہلی وغیرہ ان کے نزدیک بھی اس ملک میں رہ کر اور یہاں کے حکام  
 کی رعایا اور امن و امان میں داخل ہو کر کسی جہاد کرنا ہرگز روا نہیں جب تک کہ یہاں سے  
 ہجرت کر کے کسی دوسرے ملک اسلام میں جا کر مقیم نہ ہو غرض یہ کہ دارالبحرین رہ کر جہاد کرنا  
 اگلے پچھلے مسلمانوں میں سے کسی کے نزدیک ہرگز جائز نہیں علاوہ اسکے جہاد میں ٹہری  
 شرط تو یہ ہے کہ ایسے امام عادل عالم کامل صاحب فہم و فراست دانشمند کے ماتہ پر  
 بیعت کیجاوے کہ جمہین شرائط امامت بخوبی موجود ہوں اور اس ملک کے مردمان  
 ذہیوش و معاملہ دان و عقلمند اس کی امامت کو پسند فرمادیں اور اس کو برضا و رغبت  
 خود بلا جبر و اکراہ اپنے اوپر بیعت کر کے حاکم بنا دیں اور اس لطائف بھڑائی میں لڑکوں  
 اور بچوں اور عورتوں اور بوڑھوں اور ضعیفوں کو قتل نہ کریں اور اگر پہر دوسرے شخص  
 دعویٰ امامت کرے تو باغی اور مفسد قرار دیا جاوے اور واجب القتل ہو اور یہ سب  
 شرطیں غدر میں یکم مقفود اور غیر موجود ہیں بلکہ ہر ملک و شہر میں جس کا جی چاہا اور  
 اس کو سوسہ سرداری نے گھیرا وہی سرکار سے باغی ہو کر لڑنیکو کڑا ہو گیا اور اس لطائف  
 کو جہاد ٹھرایا حالانکہ وہ جہاد نہ تھا اس وقت نہ تھا غرض شریعت اسلام کی بنا برسلما نان ہند  
 کو ایسی حالت موجود ہے کہ امن و امان خلالت و رفاہ عوام بخوبی قائم ہے اور ہر ایک کو  
 اپنے امور مذہبی کے اجراء کے لئے بموجب اشتہار گورنمنٹ مجریہ دربار قیصری دہلی کی طرح  
 کی مزاحمت اور مخالفت سرکار انگلشیہ سے مطلقاً نہیں جہاد خیال کرنا خطا ہے اور جو  
 ہڑپونگیوں کی طرح بے فائدہ مار پیٹ کا اور لوٹ مار کا بازار گرم کرے اور اس کو جہاد  
 کہے وہ بالکل شریعت کے خلاف عامل ہے اور نفرت ناحق جان و مال لوگوں کا ضائع کرتا  
 ہے اور عزت و آبرو گنوا تا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ کسی عمل پر ثواب نہیں ملتا جب تک  
 وہ خالص خدا کی واسطے اور موافق شرع شریف کے نہوا اور جب تک شریعت کے موافق نہ ہو

اور خاص اللہ کے لئے نبوت تک دونوں جہان کا زیان اور جان و مال کا نقصان  
تصور کیا جاتا ہے بلکہ بڑا تعجب آتا ہے اوں لوگوں پر جنہوں نے غدر میں بغیر وجود  
شرائط کے اور بغیر وجود امام کے اور بغیر اتباع شرع کے باوجود قتل کرنے لڑکوں اور  
عورتوں کے جو محض بے گناہ اور معصوم تھے کیونکر فتویٰ دیدیا کہ یہ ہڑپونگ جابلونگا  
اور بھٹہٹر مفسدوں کا اور جھگٹا بے وقوفوں کا جہاد ہے اور معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے  
یہ فتویٰ کس قرآن سے نکالا اور کونسی حدیث سے ثابت کیا اور سپر طرہ یہ ہے کہ اکثر  
حاکم اس وقت میں راجہ بابو اور ہند کے ہندو تھے کہ انکی امامت مسلمانوں کے کسی فرقہ  
کے نزدیک جائز نہیں اور اکثر لوگ جنہوں نے اس وقت فساد و فدر میں حکام انگلشیہ  
سے مقابلہ کیا ہندو مذہب تھے کہ شرکت اور مکی جہاد میں اور مدولینا اوں سے ہرگز جائز  
نہیں یہ بات صاف حدیث میں آئی ہے پس اگر ہم اسکو مان ہی لیں کہ وہ سب اسلام  
کا نام لیتے تھے تو بھی جب تک دارالحرب سے باہر جا کر کسی دارالاسلام کو اپنا وطن اور  
سکن نہ ٹھہرا دیں اور کسی امام کو جو شرائط امامت اپنی ذات میں رکھتا ہو اپنا امام  
اور حاکم مقرر نہ کریں تب تک جہاد کا نام محض خطبہ ہے اور ایسا امام جو اسلام کی شرائط  
رکھتا ہو اس وقت میں حکم کہیا و عنقا کار کہتا ہے یہاں تک کہ جو لوگ اہل اسلام میں  
اس وقت فرمان روا اور حکمران ہیں انہیں سے ایک ہی امامت کی صفوں سے مقرر  
نہیں اور سلطنت اور حکومت کی شرطوں اور آداب و احکام سے معروف نہیں پھر  
باغیان غدر اور مفسدان فتنہ پر داز کا کیا ذکر یہاں تک کہ اکثر علماء اسلام نے  
تیمور لنگ اور اکبر اور دیگر شاہان اسلام کو جو محض ملک گیری اور سلطنت کی طمع سے  
لڑائیاں لڑیں ہیں اور اس و امان ملک میں فساد لڑا انکی لڑائی کا نام ہی جہاد  
نہیں رکھا چنانچہ امام شوکانی نے بدر طالع میں جہان ترجمہ تیمور کا لکھا ہے وہاں  
یہ لکھا ہے کہ ایک بار تیمور نے اپنی مجلس کے عاملوں سے پوچھا کہ ہماری لڑائیوں میں

جو لوگ قتل ہوئے اور مار گئے اونہیں سے کون جنت میں جاویگا ہماری طرف کا یا ہمارے  
 دشمنوں کی طرف کا تو ایک عالم نے جواب دیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی  
 حمیت کے لئے لڑتا ہے اور کوئی اظہار شجاعت کے لئے اور کوئی اس نیت سے کہ لوگ  
 اسکی کارگزاری دیکھیں انہیں سے جنتی وہی ہیں جو خاص اسلئے لڑے کہ اللہ کا  
 بول بالا ہو غرض اصل مقصود جہاد سے یہی ہے کہ اللہ کی بات بلند ہو اور ملک  
 میں امن و امان قائم ہو جو اسے اور نام آوری اور شہرت اور ملک گیری اور دنیاوی  
 ہرگز مقصود نہو پس ایسی لڑائیاں جن سے صرف حکومت اور جہانگیری اور سلطنت مقصود  
 ہو جہاد شرعی سے ہزاروں کوس دور ہیں اور ایسی لڑائیوں والا ہرگز اپنے تئیں مجاہد  
 نہیں قرار دے سکتا ہے اسلئے ابن عرب شاہ نے عجائب المقدر میں اور سیوطی نے تاریخ الخلفاء  
 میں تیمور کے مذمت کی ہے اور اسکو برا کہا ہے کہ اس نے اپنی لڑائیوں کا نام جہاد کرکے  
 تھا حالانکہ علمائے اسلام متفق ہیں کہ احکام شریعت حقیقت سے تعلق رکھتے ہیں نہ فقط نام  
 سے اور کسی شے کا نام بدل دینے سے اسکی حقیقت نہیں بدلتی مثلاً سود کا نام منافع کہنے  
 سے سود حلال نہیں ہو جاتا چنانچہ امام شوکانی نے فتح ربانی میں بھی مضمون عربی میں لکھا ہے  
 اور کتاب تنبیہ الامثال میں صاف لکھا ہے کہ یہ لڑائیاں بادشاہوں کی جو ملک و مال کے لئے  
 ہیں ہرگز جہاد نہیں چنانچہ خلاصہ اونکی تحریر کا یہ ہے کہ یہ بادشاہ جو رعایا کے مال  
 شریعت کے خلاف لیا کرتے ہیں خواہ وہ رعیت کے لوگ راضی ہوں یا ناراض ہوں اور  
 اپنی لڑائیوں میں خرچ کرتے ہیں اس سے رعیت کا نفع خاک نہیں ہوتا بلکہ سرسر نقصان  
 اور زیان کا سبب ہوتا ہے جیسے بعض بادشاہوں میں لڑائیاں واقع ہوتی ہیں کہ ہر  
 شخص چاہتا ہے کہ سلطنت یری ہو یہ ہرگز جہاد شرعی نہیں بلکہ جہالت اور نادانی اور حماقت  
 کی لڑائیوں میں داخل ہے اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ انکے لشکر کی اور سپاہی رعایا کے ضعیفوں  
 اور عاجزوں کو قتل کر ڈالتے ہیں اور انکا مال و منال چھین جھپٹ کر لیتے ہیں اور انکو

بے عزت اور بے حرمت کر دیتے ہیں یہ بڑا ظلم ہے تمام ہوا مضمون شوکانی کی تحریر کا اس  
 بخوبی ثابت ہو گیا کہ جو اڑاسیان غدر میں واقع ہوئیں وہ ہرگز جہاد شرعی نہیں اور کیونکہ  
 وہ جہاد شرعی ہو سکتا ہے کہ جو اس و امان خلأق کا اور راحت و رفاه مخلوق کا حکومت  
 حکام انگلشیہ سے زمین ہند میں قائم تھا اوسین بڑا خلل واقع ہو گیا یہاں تک بوجہ اعتبار  
 رعایا نوکری کا ملنا محال ہو گیا اور جان و مال و ابر و کما بچانا و ہم و خیال ہو گیا ماضی کا فی  
 رحمتہ اللہ علیہ نے جہاں حکام کے عدل کا بیان کیا ہے وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر شریعت  
 اسلام کے موافق عدل نہ ہو سکے تو حکام فرنگ کی طرح تو اس و امان رعایا اور اصلاح و  
 درستی برائیا کا لحاظ رکھا جاوے غرض اونکی گواہی سے بخوبی معلوم ہوا کہ درستی ملکات  
 صفائی راہ اور رفاه عوام اور امن خلأق اور امان مخلوق اور راحت رسانی رعیت  
 اور آرام دہی بریت میں حکام فرنگ کا مثل اور نظیر اس وقت میں بلکہ اکثر اوقات میں ہرگز  
 نہیں اگرچہ ہر وقت کے ظلم اور منفعتی خوشامد کی راہ سے باتیں بناتے ہیں اور ہر کسی کو اچھا  
 بتاتے ہیں مگر میری نظر میں جو راج اور صحیح معلوم ہوا وہ لکھ دیا قبول و ہدایت اللہ کے ہاتھ ہے

## فصل سوم

دوسرے مقام میں اسی کتاب کے صفحہ ۳۶ میں یہ مضمون ہے کہ ابن عمر سے مروی ہے  
 کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ملک میں اور شام کے لئے دعا برکت کی لوگوں  
 نے عرض کیا کہ ہمارے نجد کے لئے ہی برکت کی دعا فرمائیے ابن عمر کہتے ہیں کہ میں گمان کرتا ہوں  
 کہ جب اون لوگوں نے تین بار عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہاں سے بکریاں اور فتنہ  
 انگیز گے اور وہیں سے شیطان کا سینکڑے گاروایت کی یہ بخاری نے قبروں کے  
 پوچھنے والے اور پیروں کے پوجا کر نیوالے ہندوستان میں ایک خدا کے ماننے والوں کو  
 خداوت اور نفسانیت کی راہ سے دہا یہ کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ فرقہ ایک خدا کو

ماننے والا محمد بن عبد الوہاب کی طرف منسوب ہے اور وہ نجد میں گذر رہے تھے حضرت مذمت  
نجد کی اس حدیث سے ثابت کرتے ہیں اور جب بن عبد الوہاب بڑے ہوئے تو وہ فرقہ  
جو انکی طرف منسوب ہے وہ بھی بڑا ہوا میں کہتا ہوں کہ اس بات کو جانے دو کہ یہ وہ  
ملک کی بات ہے ہندوستان کی نہیں کلام اسمین ہے کہ یہ فرقہ جو ایک خدا کو ماننا ہے  
اور سارے جہان کا حاکم اور مالک اوسے اکیلے ایک قدرت والے کو سمجھتا ہے انکو وہابی  
کہنا اور محمد بن عبد الوہاب کی طرف اس فرقہ کو منسوب سمجھنا محض غلط ہے اور جو وہابی  
کئی وجہوں سے اول یہ کہ یہ فرقہ خود اپنے تئیں وہابی نہیں کہتا اور نہ عبد الوہاب  
کی طرف اپنی نسبت ثابت کرتا ہے پس یہ خطاب اور لقب اس نے اپنے لئے مقرر نہیں کیا جیسے  
شیعوں نے تئیں کے مقابلہ میں اپنے آپکو شیعہ کہنا مقرر کیا ہے اور ضرور تھا کہ اگر وہ  
اس لقب کو اپنے لئے مقرر کرتے تو ضرور اوسکی بواؤں میں پائے جاتے بلکہ یہ لوگ تو  
اس لقب سے کمال نفرت رکھتے ہیں اور انکار کرتے ہیں پھر ایسا لقب کسی کیواسطے کہنا  
جو وہ خود اس سے ناراض ہو عرقاً اور عقلاً و قانوناً ہرگز لائق تہمت نہیں ہو سکتا اور  
حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگ جو ایک خدا کے ماننے والے ہیں انکو وہابی کہنا ایسا برا لگتا ہے  
جیسے گالی دینا اور ہم ایک خدا کے ماننے والے اور ایک نبی برحق کے چال چلنے والے  
اپنے تئیں کسی اگلے بڑے اماموں کی طرف منسوب نہیں کرتے نہ اپنے تئیں خفی اور شافعی  
کہتے ہیں اور نہ حنبلی اور مالکی کہتے سے راضی ہوتے ہیں پھر محمد بن عبد الوہاب کے پیچھے  
چلنے اور انکے طریقہ میں اپنے تئیں داخل کرنے پر کب راضی ہونگے دوسرے یہ کہ کسی  
مذہب میں داخل ہونا یا کسی طریقہ میں کہلانا بغیر اسکے نہیں ہوتا کہ وہ شخص اسکا گرو  
ہو یا اسکے گھر کا چلیا یا معتقد ہو یا اوسکا ہم وطن ہو غرض داخل ہونا ہندوستان کے لوگوں  
کا محمد بن عبد الوہاب کے طریقہ میں بغیر ان صورتوں کے ممکن نہیں اور کوئی ہندوستانی  
کسی طرح کا علاقہ ان علاقوں میں سے اُن کے ساتھ نہیں رکھتا ہے پھر انکو انکی طرف

منسوب کرنا سوا سے خطا اور غلط کے کیا تصور کیا جاوے تیسرے یہ کہ محمد بن عبدالوہاب کے انتقال کو ایک مدت مدید گزری کہ ملک نجد میں بھی جہان او مکانشو و نما تھا وہاں بھی کوئی اونکے پوتوں پر وتون میں سے باقی نہیں سنبھاتا کہ اونکے طریقہ کی تعلیم لوگوں کو کرتا ہو اور اہل ہند یا عرب کو اوسطن بلاتا ہو اور یہ لوگ اوسکی چال پر چلتے ہوں اور اوسکے سکھانے کے موافق رہتا ورکتے ہوں چہ اس صورت میں انکو وہابی کہنا اور محمد بن عبدالوہاب کی طرف منسوب کرنا انصاف کا خون بہانا ہے اور عدل کی گردن مارنا چوتھے یہ کہ قبول کرنا کسی مذہب کا اور داخل ہونا کسی طریقہ میں اوس مذہب اور اوس طریقہ کی کتابیں دیکھنے اور سنتے سے ہی ہوتا ہے اور صحبت سے ہی آدمی کسی مذہب و ملت کو اختیار کرتا ہے جیسے بہت سی رسوم ہندوؤں کی بسبب ہم صحبتی کے ہند کے مسلمانوں نے سیکھ لیں اور برسوں سے اونکی شادی اور بیاہ میں جاری ہیں تو یہ بھی ظاہر ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کی کوئی کتاب ہند کے کسی شہر میں ایسی شائع نہیں کہ مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہو اور عالمون میں اوسکا ہاتھوں ہاتھ لین دین ہو اور اسطرح محمد بن عبدالوہاب جو کہ نجد میں پیدا ہوا اور وہاں کے لوگ اکثر حنبلی مذہب ہیں اسی لئے وہ بھی حنبلی مذہب تھے جیسے ہند کے لوگ حنفی مذہب ہیں اور انہوں نے کوئی نیا مذہب بھی نہیں ایجاد کیا کہ اوسپر چلتے والے کو وہابی کہیں اور اگر ایجاد کیا ہو گا تو اوس مذہب کی کتاب اس ملک میں پائی نہیں جاتی وہیں نجد کے شہروں میں ہوگی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہم لوگ ایک خدا کے پوجنے والے ایک پیغمبر برحق کے چال و چین پر چلتے والے حنفیہ اور شافعیہ کی تقلید کو پسند نہیں کرتے اسی طرح مالکیہ اور حنبلیہ کی تقلید سے بھی غور و خوض نہیں ہوتے پس اس صورت میں تہمت و باہیت کی ہرگز ہمارے اوپر ٹھیک اور درست نہیں ہو سکتی اور ایک خدا کے پوجنے والوں کا طریقہ اور مذہب تو یہ ہے کہ نماز و روزہ

ادا کرنا اور باب و عزیز و اقارب کے حقوق کو پورا کرنا اور شرع شریف کے موافق  
 شادی اور غمی میں کار بند ہونا اور شور و شغف و فتنہ و فساد سے اور ناچ رنگ وغیرہ  
 کے بکھیر و ن سے دور رہنا اور کسی کا قول خواہ جہاد وغیرہ میں ہو یا اور امر شرع میں سو  
 خدا اور رسول کے قبول کرنا پیران لوگوں کو وہابی کہنا ظلم صریح ہے پانچویں یہ کہ کبھی  
 ہند کے لوگوں کو ملک نجد کے لوگوں میں آمد و رفت نہیں ہوئی نہ کوئی معبد مسلمانوں کا  
 وہاں ایسا ہے جیسے کعبہ وغیرہ کہ وہاں جانا آنا انکا ضرور ہو اور وہاں سے یہ مذہب  
 محمد بن عبد الوہاب کا سیکھ آتے ہوں اور اس ملک میں پہلے آتے نہ کوئی تجارت عمدہ  
 وہاں سے جاری ہے کہ خرید و فروخت کے ذریعہ سے وہاں انکی آمد و شد ہو لو انکی  
 وجہ سے یہ لوگ انکا طریقہ اختیار کر کے اپنے ملک میں رائج کرتے نہ رسم خط و کتابت کا  
 علاقہ کسی کو وہاں سے حاصل ہے کہ اس کے سبب ان کے مذہب کے امور ہندوستان  
 کے لوگوں نے اخذ کئے ہوں پھر باوجود نہونے کسی علاقہ کے انکو محمد بن عبد الوہاب کی نظر  
 منسوب کرنا عجب طرح کا افرار ہے اور بڑی بات تو یہ ہے کہ ہم لوگ صرف کتاب و سنت  
 کی دلیلیوں کو اپنا دستور العمل نہاتے ہیں اور اگلے بڑے بڑے مجتہدین اور عالموں  
 کی طرف منسوب ہونے سے غار کرتے ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم محمد بن عبد الوہاب  
 کی طرف کہ وہ بھی ایک مذہب خاص جنہی کی طرف منسوب تھا اس کے ساتھ نسبت اپنی  
 ظاہر کریں اور اسکی طرف منسوب ہونے سے سرور و محفوظ ہوں اور یہ آزادی  
 ہماری مذاہب مروجہ جدیدہ سے عین مراد قانون انگلشیہ ہے نہ تعصب مذہبی نہ  
 البتہ جو تقلید اگلے مولویوں کی واجب اور فرض کہتے ہیں وہ اگر تقلید محمد بن عبد الوہاب  
 کے بھی کریں تو تعجب نہیں اور جو ان سے اگلوں کی تقلید سے ہاگتا ہے وہ ان کی  
 کیا تقلید کریں چھٹے یہ کہ چند فسادان فتنہ پرداز حکام عالمیہ تمام انگلشیہ کو یوں  
 نہایت کرتے ہیں اور وقت بیوقت ان کے خیال میں یہ امر جاتے ہیں کہ یہ لوگ جو



وہابی کہلاتے ہیں انکے مذہب میں حکام فرنگ سے جہاد کرنا فرض ہے اور اونکی عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا واجب حالانکہ یہ محض خیال باطل اور بے کار ہے اور دلائل اسکے بطلان اور غلط ہونے کے اوپر بخوبی گزرے اور ظاہر ہے کہ جہاد بغیر شرائط شرعیہ کے اور بغیر وجود امام کے روایتیں اور صرف لڑنا بڑنا اور فتنہ پردازی اور ملک گیری اور سلطنت کے لئے قتل و قلع کرنا ہرگز جہاد نہیں اور جو لوگ کہ بغیر شرائط جہاد کے حکام فرنگ کے قتل کا ارادہ کرتے یا اس فعل شنیع کے مرتکب ہوتے ہیں وہ شریعت اسلامیہ سے اور احکام دین محمدیہ سے بالکل جاہل و غافل ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ وہابی ہونا عبارت ہے مقلد مذہب خاص کے ہونے سے کیونکہ پیشوا و پیغمبر کا ابن عبد الوہاب مقلد مذہب جنہلی تھا اور تابعان حدیث کسی مذہب کے مذاہب مقلدین میں سے مقلد نہیں پس وہابیہ اور اہل حدیث میں فرق زمین و آسمان کا ہے مذہب وہابیہ سلسلہ میں مفقود ہو گیا اور اہل حدیث تیرہ سو برس سے چلے آتے ہیں انہیں سے کسی نے کسی ملک میں جہاد اصطلاحی حال کا کدوا نہیں کیا اور نہ کوئی انہیں حاکم یا بادشاہ کسی ملک کا بنا اکثر بلکہ سب زاہد تارک دنیا تھے فتنہ و فساد و غدر و قتل و خونریزی سے ہزاروں کو سبھا گتے تھے وہ لوگوں کا جمع کرنا اور فساد برپا کرنا اور امن و امان کا ملک سے اوٹھانا کیا جانیں اہل حدیث کے احوال و طبقات کی صد ہا ہزار کتابیں بطور تاریخ مذہب اسلام میں موجود ہیں انکی نسبت کسی کتاب میں کسی جگہ حال فساد و غدر کا نہیں لکھا بخلاف ابن عبد الوہاب کے کہ حال اوسکے فساد کا تاریخ مصر و دیگر کتب مولفہ علماء عیسائی مطبوعہ بیروت وغیرہ میں مفصل تحریر ہے اور ان کتابوں سے ہم نے حال مذکور انتخاب کر کے اپنی کتاب میں لکھا ہے تاکہ لوگ اوسپر واقف ہو کر طریقہ جنگ و جدال و فساد سے باز رہیں باقی رہی یہ بات کہ مراد لفظ وہابی سے خاص یہی لوگ ہیں جو دعویٰ اتباع قرآن و حدیث کا کرتے

ہین اور تقلید مذہب کے منکر ہین سو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر یہی لوگ وہابی ہین تو ضرور ہے کہ جو معنی وہابی کے عرف حکام میں مقرر ہونگے اسکا مفہوم ان لوگوں میں پایا جاوے حالانکہ سنیوں میں جو ساکن ہندوستان ہین ایک آدمی ہی ایسا آج تک پایا نہیں گیا کہ جس نے دعویٰ اتباع قرآن و حدیث کر کے سرکار سے مخالفت کسی قسم کی کسی شہر میں کی ہو یا خود جہاد کا ارادہ یا دوسروں کو اس پر آمادہ کیا ہو یا کوئی ناش فریاد کسی مقلد مذہب کی کسی کچری عدالت میں ابتداء پیش کی ہو بلکہ جو لوگ اہل سنت کو بڑی وہابی لقب سے یاد کرتے ہین وہی بانی اس فساد کے ہین سو وہ تو وہابی نہون بلکہ خیر خواہ سمجھے جاوین اور جو لوگ خود پر سیزگار خدا ترس رافع فساد اس خواہ ہون وہ وہابی کہلاوین یہ عجیب لطف کی بات سے فساد کوئی کرے اور بدنام کوئی ہو ۵

میخورد باد دیگران ستانہ برابگزرد | اور فرنگین ظلم دین بیدار مالتا باز

یاد ہو گا کہ اس سے پیشتر جو کتاب میں ۱۲۹۲ ہجری میں لکھی ہے اور اسکا نام ہدایۃ الیاء ہے اس کے صفحہ ۱۱۹ میں وہابیہ کے حال میں لکھا ہے کہ انکی کیفیت کچھ نہ پوچھو اور انکے اور انکے مخالفوں کا عجیب حال ہے کہ سرسرا دانی اور حماقت میں گرفتار ہین اور اس نادانی سے نکلنے کی ساری عمر توقع نہیں اور صفحہ ۱۲۱ میں لکھا ہے کہ نہ محمد بن عبد الوہاب کے پیچھے چلنا ہم پر واجب ہے نہ اور کسی عالم کے پیچھے اور صفحہ ۱۱۵ میں ہے کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی حبشی المذہب تھے اور ہم کسی مذہب کے مقلد نہیں ہین تابع ہونا ہمارا حقین عبد الوہاب کا نہایت عجیب ہے اور ہرگز کچھ معنی نہیں رکھتا ساقیوں یہ کہ مورخین اسلام اور مذہب عیسوی دونوں نے اپنی تاریخوں میں فتنہ نجد کا حال جو ۱۱۳۰ھ میں گزرا ہی بخوبی لکھا ہے اور اس سنہ میں کوئی ہند کا آدمی نجد کو نہیں گیا بلکہ خود اہل ہند کو اس کے حال سے مطلق خبر نہیں تھی اور کیونکر خبر ہوتی کہ جیسے اب بسبب حسن ہندوستان سرکار انگلشیہ ہر طرف تار اور اخبار اور ریل جاری ہے اسوقت میں ان چیزوں کا

نام و نشان بھی نہ تھا بلکہ آج تک باوجود کثرت اخبار اور اجراءے تار کے کوئی اخبار بھی ملک نجد کا ہندوستان میں شائع نہیں کہ شیوہ علماء نجد کا اور طریقہ و مان کے علوم الناس کا ہم لوگوں کو معلوم ہو غرض کہ کوئی علاقہ دینی اور دنیوی ہندوستان کے مسلمانان موحیدین کو اہل نجد کے لوگوں کے ساتھ حاصل نہیں اور یہ جو مسلمان ہند کے ایک خدا کو ماننے والے اور اچھی باتیں لوگوں کو سکھانے والے اور بری باتوں سے جیسے گور پرستی اور ڈھول ڈہاکا اور ناچ رنگ اور سود خواری اور زنا کاری ہے ان سے منع کرنے والے اور روکنے والے ہیں کسی طرح کی نسبت اور کم و زماں نجد سے نہیں صرف اتنی بات ہے کہ چند لوگ متعصبان مذہب حنفی اور اپنی باتوں کے پیچ کر نیا لے لوگوں نے جو بدوں کی نذر و نیاز میں مشغول ہیں یہ تمہمت ایک خدا کے پوجنے والوں پر باندھ دی ہے اور حاکموں سے اس بات کا اظہار سر پا کذب کر کے کہ یہ لوگ وہابی اور مجاہد ہیں اپنے منصب اور عزت اور جاہ بڑھانے کی تدبیر نکالتے ہیں حالانکہ تمہمت ان کی بالکل صدق سے دور اور انصاف سے محروم ہے :

## فصل چہارم

سلیم بن عامر نے کہا کہ حضرت معاویہ اور اہل روم جو نصاریٰ تھے ان دونوں میں صلح تھی اور حضرت معاویہ نے جب بدت صلح کے تمام ہونیکو ہوئی نصاریٰ کے ملکوں میں لوٹ مار کا ارادہ کیا سو ایک شخص عربی یا ترکی گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور کہنے لگے اللہ اکبر اللہ اکبر صلح کی اور عہد کی رعایت ضرور ہے اور اقرار کا پورا کرنا واجب و لازم ہے جب دیکھا تو وہ عمر بن حبسہ تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یار و یمن سے تھے معاویہ نے ان سے پوچھا کہ تم کیوں آئے انہوں نے کہا کہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جب کسی قوم سے

صلح ہو سوا دے لازم ہے کہ صلح کو نہ توڑے اور اس میں خلل نہ ڈالے یہاں تک کہ اسکی  
مرت تمام ہو جاوے یا اونکو صلح توڑنے کی اطلاع کر دے راوی کہتا ہے کہ معاویہ نے  
جب یہ بات سنی لوٹ گئے اور اونکو نہ لوٹا اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے  
اور یہ دونوں بڑی معتبر کتابیں اہل اسلام کی ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ  
اہل اسلام کو جس غیر مذہب سے صلح ہو اور اقرار ہوا اسکو توڑنا نہ چاہئے اور اسی لئے  
ابو رافع کہ کافران قریش نے اونکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قاصد بنا کر بھیجا  
تھا انہوں نے جب سلمان ہونیکا ارادہ کیا اور چاہا کہ آپ کافروں کے پاس نہ جاویں -  
آنحضرت نے فرمایا کہ ہم اقرار نہیں توڑتے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے غرض حضرت نے  
اونکو لوٹا دیا اور فرمایا کہ اتنے تم جاؤ اور اپنا اقرار پورا کرو پھر اگر تمہارا ارادہ اسلام ہے  
تو بعد اسکے آسکتے ہو ایسا ہی مضمون ہے حضرت کے قول کا اور پیغمبر نے اللہ رحمت کرے  
اون پر صاف فرمادیا ہے کہ عہد کا توڑنا اون چار خصلتوں میں ہے جس سے آدمی منافق  
ہو جاتا ہے اور وہ سچے اللہ پر یقین والوں میں نہیں گنا جاتا اور فرمایا ہے کہ جو امان  
دیوے کیسکو جان کی اور پھر اسے مار ڈالے او سپر ایک جہنم کا ہو گا بیوفائی کا قیامت  
کے دن یعنی قیامت کائنات کی بیوفائی اور بد عہدی مشہور ہوگی اور رسوائی اور  
ذلت عام میں گرفتار ہوگا اور ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل  
کیا کہ آپ نے فرمایا جو اپنے اقرار کو پورا نہ کرے اسکو مجھ سے کام نہیں نہ مجھ کو اس سے  
گویا آپ نے عہد شکن کو اسلام سے خارج کر دیا اور ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا کہ اگر  
توڑنے والے کے لئے قیامت کے دن ایک جہنم کا گڑھا ہوگا اور پکارا جاوے گا کہ یہ  
فلان جو فلان کا بیٹا ہے اسکی عہد شکنی اور بیوفائی ہے اور اس نے نقل کیا کہ آپ نے  
فرمایا کہ ہر عہد شکن کے لئے قیامت میں ایک جہنم ایسا ہوگا کہ وہ اس سے بچنا نہا ہوگا  
اور ابی سعیدؓ نے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا کہ ہر عہد شکن کا جہنم قیامت کے دن اس کے

سرن پر لگایا جویگا اور یہ بڑی رسوائی اور ذلت کا سبب ہوگا اور مسلمین جو بڑی  
معتبر کتاب ہے اسلام کی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہر عہد شکن کا ایک جہنم کا ہوگا اور  
وہ اتنا ہی بلند ہوگا جتنی اوس نے عہد شکنی کی ہوگی غرض عہد کو پورا کرنا اور اقرار کو  
وفا کرنا بھی دستور العمل ہے اہل اسلام کا خواہ اگلے ہوں یا پچھلے اور اسی وجہ سے مسلمان  
اور حکام اہل اسلام جو اہل حکومت و دولت ہیں جب معاہدہ اور اقرار صلح کا کسی سے  
کرتے ہیں اوس اقرار اور صلح کو مرتے دم تک پورا کرنے میں بدل ساعی ہوتے ہیں اور  
اوس اقرار اور صلح کے توڑنے کو خدا ن شیعہ اسلام اور مخالف طریقہ ایمان اور بڑا  
گناہ اور نہایت بُرا جانتے ہیں اور جو عہد و اقرار کو کی رئیس اسلام کرتا ہے تو اسکی عیال  
اور برابرا بھی اوس میں شامل ہوتی ہے اور اوس عہد کے وفا کو اپنے ذمہ لازم اور جواب  
جانتی ہے گو بروقت صلح رعیت کا ذکر نہ آوے اسلئے کہ حاکم وقت اور رئیس ملک گویا  
اپنی ساری رعیت کی طرف سے عہد یا نہایت ہے اور تمام ماتحتوں کی جانب سے اقرار کرتا  
ہے نہ خاص اپنی ذات سے غرض یہ کہ اوسکا اقرار کرنا گویا تمام رعیت اور ماتحتوں کا اقرار  
کرنا ہے ہر شخص اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ عذر کے وقت میں جب لشکر سرکار انگلشیہ  
باغی ہو گیا اور ظلم و تعدی جو اون سے بناسب کچھ کیا اوس وقت میں روسا رہنما جنگوں  
اپنے عہد و اقرار کا خیال تیار رہا اپنے اقرار پر برقرار رہے اور عہد شکنی اور بیوفائی سے  
برسر کنار اویس نے اوسکے برخلاف کیا وہ صرف حاکموں ہی کے نزدیک برا نہیں ٹھہرا بلکہ  
شیعہ اسلام اور طریقہ اہل ایمان سے دور اور عہد شکن اور بیوفانا اپنے دین میں بھی  
اور تمکب بڑے گناہ کا سمجھا گیا اور قیامت کے دن اوسکا جو حال ہوگا وہ ہی وہاں  
گنجل جویگا غرض کہ وہ شخص دونوں جہان کے زیان اور دونوں عالم کے نقصان میں  
گرفتار ہوا اور جب پورا کرنا مدت عہد کا اور تمام کرنا اپنے اقرار کا شریعت میں ضرور ہوا  
تو ہر رئیس کو کسی ریاست کا رئیس کیون نہ ہو پر ضرور ہے کہ اپنے عہد و نگو اونکی مدت

پہونچاوسے اور اس کے ایفا اور وفا کا بخوبی خیال رکھے اور اقرار توڑنے کا دل میں  
 کبھی خیال نہ لائے اور بخوبی ظاہر ہے کہ اقرار اور عہد اور قول اکثر رُوسا ہند کے  
 دولت انگلشیہ کے ساتھ بقید نسلا بعد نسلا اور بطناً بعد بطن مقرر ہوئے ہیں اور سائل  
 اور شرط و متعددہ کے ساتھ قرار پائے ہیں کہ ہر ایک کے عہد نامہ میں تفصیل اور کمی  
 موجود ہے سو ہر ایک کو رُوسا ہند اور ام اسے و حکام اس ملک سے ضرور ہے کہ جو عہد  
 و اقرار حکام انگلشیہ سے باندھے ہیں سر مو اس کے خلاف نکرین اور عہد شکنی اور بیوفائی  
 کا دہتا اپنے اوپر لیکر رسوائے دو جہاں نہوں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قسم کی  
 حرکات اور نہیں جاہلون سے سرزد ہوتے ہیں جو اپنے دین کے علموں سے غافل اور  
 اسلام کی خوبیوں سے جاہل ہیں اور اپنی شریعت سے کنارہ کر کے مقلد ایک مذہب کے  
 ہو رہے ہیں حالانکہ اس مذہب میں اچھی بری سب طرح کی روایتیں بری ہیں اور  
 یہ لوگ تقلید کے نشہ میں مست و مدہوش ہو کر نقد دین اپنا سفت کوٹتے ہیں اور  
 نہیں تو جو قرآن و حدیث سے واقف ہے اور اپنے دین کے علموں سے بخوبی خبر رکھتا  
 ہے وہ خوب جانتا ہے کہ عہد شکنی اور بیوفائی کا وبال و عذاب ہمارے دین میں کقدر  
 ہے اور دنیا و آخرت میں اس کی آنت و مصیبت کتنی ہے اور خدا و رسول کے آگے اس کی  
 سزا کیسی ہے اور حقیقت میں یہ علم اس کا جو اس کی معتبر کتابوں سے حاصل ہوا ہے اس  
 خرابی اور بُرائی سے بہت روکنے والا اور دور رکھنے والا اور اس گناہ سے بچانے والا  
 اور اس جرم سے تنہف کرنے والا ہے اور پر ظاہر ہے کہ سرچشمہ سارے جھوٹے حیلوں اور  
 کدو کا اور کان تمام فہیوں اور دغا بازیوں کی علم اسے ہے جو مسلمانوں میں ابد پیغمبر  
 پر حق کے پیلا ہے اور نہا جاہل ان سب خرابیوں کا بول چال فقہاء اور مقلدون کی ہے  
 اور ساری خرابی ڈالی ہوئی اون ملاؤں کی ہے جو دام تقلید میں گرفتار ہیں اور عبت  
 اور شرک کے نشہ میں سرشار بخلاف تابیان حدیث و قرآن کے کہ ان کے طریقہ پسندیدہ

میں نئی باتوں کا نکالنا اور تازی اچھ ڈالنا اور جیلوں کے ایجاد اور فریون کی  
سج و بنیاد قائم کرنا سرنا شائستہ اور ممنوع اور محذور ہے **اہم بات**

ہم اہل حدیث ہیں برادر	ہے قول نبی ہمارا رہبر
ہر مکر سے پاک و دور ہیں ہم	اور کذب سے بھی نفور ہیں ہم
بہاتی نہیں ہم کو حیلہ بازی	آتی نہیں ہم کو جھلسازی

غرض یہ کہ اگر غور سے دیکھو اور خوب خیال کرو تو سارے عالم کا فساد اور تمام خرابیوں  
کی بنیاد یہی گروہ ہے جو اپنے آپ کو کسی مذہب و غیرہ کا مقلد کہتا ہے اور جو قبرین نہیں  
پوچھتا اور ڈنہوگ و ہتھورا نہیں کرتا اور پنجہ شدہ علم و علم اور نیزے جہنم سے نہیں  
کڑے کرتا اور اکیلے ایک قرآن کا تابع ہے اور حدیث کا پیروا و سکو و لابی کہنا علم و حکمت

جتنے ہیں یہ خار و خس کے آفات	سے باد صبا تری کرامات
------------------------------	-----------------------

کسی نے نہ سنا ہو گا کہ آج تک کوئی موحد شیخ سنت حدیث و قرآن پر چلنے والا ہو گا  
اور اقرار توڑنے کا مرتکب ہوا یا فتنہ انگیزی اور بغاوت پر آمادہ ہوا جتنے لوگوں نے  
غدر میں شرف و فساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسرِ غنا دیئے وہ سب کے بقیہ اہل مذہب  
حنفی تھے نہ تبعان حدیث نبوی مگر بکر اور زور کی راہ سے فتنہ پرداز کی تہمت  
دوسروں پر باندھ دی اور اہل غدر کو و لابی ٹھہرا دیا اور حکام کے ذہن میں اس  
خیال غلط کو بخونی ڈال دیا **اہم بات**

لشکر بیزی ہے تیری زلف کا کام	آہوئے چین کا بہانہ ہے فقط
------------------------------	---------------------------

اس فتنہ غدر میں کہ لشکر کا انگلشیہ اطاعت حکام سے منحرف ہو گیا بعض حکماء ایسا ہی  
ہوا کہ جو بدل دشمن سلطنت اہل فرنگ تھے کمال چالاک اور چستی سے خیر خواہ اور  
دعا گو بنکر جاہ و منصب حاصل کر بیٹھے اور بہت سے لوگ جو گوشہ نشین اور فاقہ گزین  
فتنہ و فساد سے دور بے زبانی سے مجبور آمد و رفت حکام سے معذور تھے وہ اپنی لابی

سے اپنی برات اور صفائی کی دلیلین بیان نہ کر سکے اور جو بی تمھون اور کھوڑے جھٹانوں  
 کی وجہ سے آفات اور بلیات میں گرفتار ہو کر بعضے پھانسی پا گئے بعضے لوٹ مار میں تباہ  
 و برباد ہو گئے بعضوں کے وظیفے اور وثیقہ ضبط ہو گئے بعضوں کی تجارتیں اور معاملات  
 بے ربط ہو گئے بعضے مجبوس اور اسیر ہو کر کالے پانی پہنچے اس کارروائی میں کوئی  
 غفلت سرکار کی نہیں ہر ریاست میں اس قسم کے لوگ ہوتے ہیں جو اپنی چالاکي سے بڑے  
 بڑے حکام بیدار سفر کو دھوکا دیتے ہیں حاکم مسلمان یا غیر مسلمان ہو آخر آدمی ہے  
 عالم الغیب نہیں ظلم وہ ہے جو دیدہ و دانستہ ہو نہ وہ جو بے علمی اور بیخبری کی راہ  
 سے بعد جد و جہد بسیار کے وقوع میں آوے تعرض ان جھگڑوں سے قطع نظر کہ  
 میں کہتا ہوں کہ علماء اسلام میں سے سب نے تفریح کی سب سے کہ اقرار کا توڑنا اور وفا  
 سے موہ نہ موڑنا بڑا گناہ ہے شیخ ابن حجر کی نے منجملہ تریثین کہہ کے اسکو بھی ایک کبیرہ  
 گناہ ہے اور قرآن شریف کی اس آیت سے بحث نہ کرو کہ شرع کیا ہے **وَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ**  
**إِنِّ الْغَيْبَ كَانَ قَسْطُ اللَّهِ** یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پورا کرو اقرار کو اقرار قیامت  
 میں پوچھا جاوے گا اور اس بحث کے آخر میں کہا ہے کہ اقرار توڑنے میں یہ بھی  
 داخل ہے کہ جہاد میں کسی کافر کو امان دیوے اور پھر اسکو قتل کر ڈالے یہ بھی بڑا  
 گناہ ہے انتہی اور اس سے بخوبی واضح ہو گیا کہ اقرار توڑنا اون کافروں سے بھی بڑا  
 گناہ ہے جسے لڑائی ہو دوسروں کا تو کیا ذکر ہے اس مقام میں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں  
 کہ اگر ہندوستان دار الحرب بھی ہو تو بھی حکام انگلشیہ کے ساتھ جو یہاں کے مسلمان  
 کا عہد اور صلح ہے اسکا توڑنا بڑا گناہ ہے اور اسکے بعد شیخ ابن حجر نے اسی  
 کتاب میں کہا ہے کہ اسی میں وہ عہد و امان بھی داخل ہے جو درمیان مسلمانوں  
 اور مشرکوں کے ہو جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے اور روایت کی بخاری اور  
 مسلم نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں کہ میں اون کا



قیامت کے دن دشمن ہوں ایک وہ شخص کہ اوس نے عہد باندھا اور پھر توڑ دیا دوسرے  
وہ کہ اوس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ ڈالا اور اسکی قیمت لیکر کمالی تیرے وہ کہ اوس نے  
کسی مزدور سے مزدوری کروائی اور مزدوری پوری نہ دی اور مسلم وغیرہ نے روایت  
کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے لوگوں کو قیامت کے دن جمع کرے گا ہر ایک بیوسف  
اقرار توڑنے والے کے لئے ایک نیزہ ہوگا کہ وہ اوس سے پہچانا جاوے گا اور پکارا جاوے گا  
کہ یہ فلانا فلانے کا بیٹا ہے انتہی اور روایت کی طبری نے اوسط میں انس سے کہ انہوں  
نے کہا آنحضرت نے جب خطبہ پڑھا یہ فرمایا کہ جہین امانت نہین اوسکو ایمان نہین اور  
جس نے عہد پورا کیا اوسکا دین نہین اور روایت کیا حاکم نے اور کہا یہ صحیح ہے مسلم  
کی شرط پر کہ آپ نے فرمایا جس قوم نے عہد شکنی کی اونہیں قتل پھیل گیا اور مروی ہے  
کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے کسی ایسے شخص پر ظلم کیا جسکو بادشاہ اسلام نے امان دی ہے  
یا اوسکے حق میں سے کچھ دبا رکھا یا اوسکے حوصلہ سے بڑھ کر اوسے تکلیف دے یا اوس سے  
بغیر اوسکی خوشی کے کہہ لے لیا تو میں اوسکا دشمن ہوں قیامت کے دن اور ابن حبان  
نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی  
کو جان کی امان دیکر پھر قتل کر ڈالا تو میں اوس قاتل سے بیزار ہوں اگرچہ وہ قاتل  
کافر ہو انتہی اور اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ جس سے اقرار اور صلح ہو وہ اگرچہ مسلمان  
نہو جیسے عیسائی لوگ اور مکابھی قتل کرنا حرام ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
اوس سے نہایت بیزار ہیں اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان سے مروی ہے  
کہ جس نے کسی امان دے ہوئے کو ناحق مار ڈالا وہ جنت کی بوند سونگے گا حالانکہ جنت کی  
بوند سوبرس کی راہ تک جاتی ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جس نے کسی ایسے شخص  
کو مار ڈالا جس سے صلح تھی وہ جنت کی بوند سونگے گا اگرچہ وہ اوسکی پانسو برس کی راہ  
سے پائی جاتی ہے اور ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرمایا آگاہ ہو جس نے ایسے شخص کو مار ڈالا جس سے صلح تھی اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں تھا وہ اللہ کی پناہ سے نکل گیا اور جنت کی بوند سونگے گا اگرچہ اسکی بوستر برس تک پائی جاتی ہے تمام ہوا مضمون حدیثوں کا اور ان احادیث سے بخوبی واضح ہو گیا کہ اقرار توڑنا اور ایسے شخص کا قتل کرنا کہ جس سے صلح بند ہی ہے اور جسکو امان دی ہے بڑا گناہ ہے دنیا میں اور بڑا سبب ہے رسوائی اور ذلت کا قیامت کے دن اہل محشر کے روبرو اور موجب ہے اللہ اور رسول کی بیزاری کا اور اقرار توڑنے میں اور غشکنی میں فقط اپنا ہی اقرار نہیں ٹوٹتا بلکہ حقیقت میں خدا و رسول کا اقرار ٹوٹتا ہے اور اونکی پناہ میں خلل عظیم واقع ہوتا ہے اور اس وجہ سے وہ شخص سچی بڑے وبال اور نکال کا دونوں جہان میں ہوا کرتا ہے اللہ کی پناہ ایسی بلاؤں سے نرواجر میں لکھا ہے کہ تینوں چیزیں یعنی قتل اور عہد شکنی اور ظلم اس کے اوپر جس سے عہدا و صلح ہے بڑے گناہوں میں گنا گیا ہے اور احادیث صحیحہ مذکورہ سے بخوبی ثابت ہے اور اسی کی تصریح کی بعض اہل علم نے اور قتل معاہدہ اور عہد کو اس میں شمار کیا علی کریم اللہ وجہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اقرار توڑنے سے عذر مراد لیا یعنی عہد شکنی کرنا اون سے جن سے صلح ہے واخل عذر ہے بلکہ تصریح کی ہے شیخ الاسلام نے کہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکا نام کبیرہ یعنی بڑا گناہ رکھا ولیکن اعتراف کیا ہے اس پر جلال بلقینی نے کہ اگلی حدیثوں میں سے کسی میں یہ نہیں وارد ہوا کہ آنحضرت نے اسکو کبیرہ کہا ہو لہذا اس میں وعید سخت آئی ہے اوظاہر ہے کہ مراد اونکی اگلی حدیثوں سے احمد اور بخاری کی حدیث ہے جو ہم اوپر لکھ چکے ہیں گناہوں کہ اس حدیث میں یہ لفظ ہے کہ میں اون کا دشمن ہوں اور ظاہر ہے کہ دشمنی اون کے کبیرہ ہونیکے بڑی دلیل ہے اور اور حدیثیں بھی اسکی مؤید ہیں جو اوپر بیان ہوئیں اور بہت چیزیں ایسی ہیں کہ شارع نے اسکی مذمت بیان کی ہے اور صاحب زواجر نے اسکو بڑے گناہوں میں گنا ہے غرض اس کے کبیرہ ہونے

میں کوئی شک اور شبہ نہیں یہ وہ بیان ہے جو اس مسئلہ میں آبکی تاریخ کے غرہ بیع الاول  
۱۹۶ھ ہجری ہے قلم صدق رقم کے سپرد ہوا ہے

## فصل پنجم

ترجمہ کتاب روض انصیب اس کتاب میں کچھ حال زمانہ غدر کا اور کچھ کیفیت مختصر اس  
از اول تا آخر مرقوم ہے اس کیفیت کے ذیل میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ جب پانچویں بیع الاول  
۱۳۳ھ کو میں کانپور پہنچا میرا دل داخل ہونا ہی تھا کہ فوج سوار و پیادہ سرکار انگلشیہ  
کی سرکار موصوفہ سے باغی ہو گئی اور ایک ہنگامہ عجیب اور فتنہ غریب ظاہر ہوا اور ہر طرف  
سے فتنہ جو اور فساد جو جمع ہوئے اور غربا کی لوٹ مار اور نوچ کسوٹ کرنے لگے غرض جو  
ہونا تھا سو ہوا اور بہت برا ہوا میں اسی حال میں آفتان و خیزان بحالت پریشان  
اپنے وطن یعنی قنوج کو پہنچا اور گوشہ عافیت میں پناہ لی **ہیت**

سب سے ہو کر نفور بیٹھ رہا

تا اکیسلا خدا کو یاد کروں

۷

غالب بریدیم از بہنہ خواہم کہ زین سپر

کبھی گزینم و سپرستم خدا کے را

خدا کی قدرت اور اس حال کی ندرت ملاحظہ کرو کہ اس شہر کے لوگوں نے اگرچہ کوئی  
نجات سرکار انگلشیہ سے نہیں کی نہ ایک حرف کتاب بغاوت سے پڑھا صرف ایک چھوٹا  
مقابلہ جو فوج انگریزی کو سپاہ سہ ہندی جابنی نواب فرخ آباد سے ہوا جو اس شہر سے  
ایک گوشہ میں واقع ہے اوسمیں سراسر شہرت اور فساد و دہان کے رئیس نامہوار کی  
تبی غرض اس کے خمیازہ میں شہر مذکور سارا لٹ گیا اور اس کے ذیل میں سکھوں اور  
پنجابیوں نے ہمارا گھر بار بھی لوٹ کر کھپو سبک بار کر دیا

خدا دراز کرے عمر عشق باز و نکلی

جمال یار نے لوٹی متاع صبر و قرار

غرض دوسرے روز قتل عام کا شہرہ ہوا میرا بیٹا پیر عالمیقدر مرحوم تمام مرد و زن کو  
 بہرا ہی میرے قصبہ بلگرام میں جو تھوٹج سے پانچ کوس پر واقع ہے لیکئے اور وہاں محلہ  
 میدان پورہ میں اس طرح پر اتفاق اقامت ہوا کہ سوا ایک جاہ سیاہ رنگ اور نان  
 خشک یکوقتہ اور آب چاہ مسجد کے کچھ میسر نہ تھا یا اللہ اس مصیبت کا اجر عنایت فرما دے  
 اوسکے نعم البدل سے سرفراز کر اس فرصت میں چند پارے کلام اللہ کے یاد کئے غرض  
 بعد اسکے مرزا پور جانیکا اتفاق ہوا اور جناب اکبر علیخان صاحب سودا گرنے بہت دراز  
 کی اس اثنا میں بیوانہ رئیسہ مرحومہ نواب سکندر صاحبہ کا میری طلب  
 میں پہونچا اور میں نے جلیپور کی راہ سے قصد ہوپال کیا آخر ماہ صفر میں جب میں داخل  
 ہوپال ہوا اسی وقت حکم رئیسہ موصوفہ ہوا کہ جلد یہاں سے واپس جاؤ چنانچہ بعد  
 قیام یک ہفتہ ہوپال سے روانہ ہوا راہ میں ریاست ٹونک پر گزر ہوا وہاں سید حمید الدین  
 صاحب مرحوم کے گہر پر اوتر اور وزیر الدولہ بہادر نے اللہ تعالیٰ انکو بخشے بہت  
 اصرار کر کے سچاس روپیہ ماہوار مقرر کئے آٹھ مہینے وہاں قیام رہا بعد اسکے نامہ رئیسہ  
 منفورہ ہوپال مشعر معذرت ماجرا سے سابق پھر پہونچا تیرہویں محرم ۱۲۵۷ ہجری کو  
 ہوپال آیا اور رئیسہ مرحومہ نے التفات عظیم فرمایا اور رعایت مصارف راہ فرمائی  
 اور امور گزشتہ سے عذر خواہی چاہی اور پچھتر روپیہ ماہوار مقرر فرمائے اور خدمت  
 تاریخ نگاری ہوپال عنایت کی اور تحریر دستور العمل بھی میرے سپرد فرمایا بعد چند سے  
 اہتمام مدارس سلیمانہ میرے سپرد ہوا اور اس خدمت کو مینے بہت غنیمت جانا اسلئے کہ  
 اوسمیں علمی شغل تھا اور درس و تدریس جو عمدہ کام اہل علم کا ہے اوسمیں اشتغال ہے  
 ہوا ایک سال اس ماجرا پر گزرا تھا کہ میرنشی ریاست عبدالعلی معزول ہوئے اور بکا راہ  
 میں انکی خدمت پر منصوب کیا گیا اور دو صد روپیہ ماہوار مقرر ہوا اور خطاب خانی  
 اور میردبیری ملائین اگرچہ اس خدمت سے خوش نہ تھا مگر سوا صبر کے چارہ کار نظر نہ آیا

گزشتہ تالی بستم میر	انچ نصیب ست بہم میر
<p>جب دوسرا سال گزرا ریسہ معظمہ نے اپنی زوجیت سے مجھے عزت و اختیار بخشا اور یہ امر باطلاع گورنمنٹ عالیہ و سب مرنی سرکار انگلشیہ ظہور میں آیا اور یہ علاقہ موجب ترقی منصب اور عروج و عزت روز افزون کا ہوا اور چوبیس ہزار روپیہ سالانہ اور خطاب مستند المہامی سے سرفرازی حاصل ہوئی اور خلعت گرامی قیمتی وہ ہزار روپیہ مع اسپ و فیل و چنور و پالکی و شمیر وغیرہ عنایت ہوا بعد چند سے خطاب نوابی و امیر المملکت والا جاہی و فیئر شنگ سے سر بلندی عطا فرمائی اور اقطاع یک لک روپیہ سالانہ و سپر مزید مرحمت ہوئے غرض وہ آزادگی قدیم اب بصورت رعیت تبدیل ہو گئی ریسہ معظمہ حال جو کہ نہایت نرم دل اور عفو و بخشش ہر اہم میں ضرب المثل میں اسلئے بعض فتنہ پرداز حیلہ جو یوں کو اس وقت میں فرصت ہاتھ آئی تین چار سال ہوئے کہ براہ نسبت نفسانی و جراحواری و بد اندیشی و بغض و حسد جبلی حکام بالا دست کے نزدیک بھجور ہامیت کی تہمت لگا کر بدنام کرنا چاہا ہا اور بہتان خطبہ جہاد کا بھجور باندہ لکڑ حکام عالی مرتبت یعنی گارڈیون دولت انگلشیہ کو چونکہ تجربہ اس ریاست کی غیر خواہی اور وفاداری کا عموماً اور اسے حکومت و دولت کا خصوصاً جو چکا ہے اسلئے تہمت اونکی پایہ ثبوت کو نہ پہنچی اور کذب و افترا اونکا بخوبی کھل گیا اور دروغ اونکا محض بے فروغ ہو گیا ورنہ یقین تھا کہ ایک بیگناہ کے خون سے وہ ہاتھ رنگین کرتے اور بار قتل ناحق کا اپنے سر دہرتے جس نے کتابوں پر نظر کی ہے اور تاریخ ماضی پر اسکو اطلاع حاصل ہے وہ بخوبی جانتا ہے کہ اغرض نفسانیہ قوم کی اور عداوت باہمی لوگوں کی اکثر ایسے بہتانوں اور افتراؤں کا جراثیم ہوتی ہے لکن چاہ کندہ راجاہ در پیش آخر کو وہی لوگ اپنے افتراؤں سے خود برباد اور بے بنیاد ہوتے ہیں مگر عبرت نہیں کھڑتے اور خواہج اور روافض وغیرہ اور چورلوں اور خائنوں کو چھوڑ کر اہل سنت اور متبعان حدیث کے رد و قبح پر کمر ہمت باندہ تہمتیں</p>	<p>انچ نصیب ست بہم میر</p>

اور اونکا وہابی اور باغی اور غازی اور طاغی نام رکھتے ہیں حالانکہ پیر ظاہر ہے کہ  
 جو صرف طریقہ پیغمبر کا تابع ہے اور تقلید کسی مذہب کی اس کے نزدیک واجب نہیں اسکو  
 نہ مذہب و مابہ سے سروکار ہے نہ کسی اور مذہب کا یا رویدو گار آزادگی مذہبی  
 عجیب نعمت ہے کہ ملت اسلام میں سوا اہل سنت کے کسی کو ہرگز نصیب نہیں اور قید  
 مذہب خواہ مذہب پنچر ہو یا مذہب متقلدین یا مذہب مبتدعین یا مذہب حنفیہ یا مذہب  
 بین میں ایک بڑی بلا ہے اور سب عداوت بادولت انگلشیہ مگر ہم نہایت افسوس  
 اسپر کرتے ہیں کہ ہمارے زمانہ کے مفسدین درو غلو اور حاسدین فتنہ جو حکام کو مغلطہ  
 دیکر ایسی تھمتیں اون غرباے اسلام پر باندھتے ہیں اور اون لوگوں کو باغی اور  
 طاغی نہسراتے ہیں جنکو سوائے نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ کے اور کام نہیں  
 اور ترک خصال ذمیمہ اور کسب حلال اور دیانت و امانت کے سوائے وفائی اور بدعتی  
 سے کچھ سروکار نہیں اور کذب و دروغ اور کسب حرام اور خیانت و ایذا ای نام کا ہرگز  
 خیال نہیں اور وفاداری اور غیر سگالی حکام اور غیر خواہی رفہ عوام کے سوا اونکو  
 کوئی امر ملحوظ خاطر نہیں اور اقرار اور قول کا پورہ کرنا اور اپنے عہد و میثاق پر قائم رہنا  
 اونکے دین میں سب فرضوں سے بڑا فرض اور حاکموں کی اطاعت اور رئیسوں کا انقیاد  
 اونکی ملت میں سب واجبوں سے بڑا واجب ہے اور یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ یہ امور سب  
 اہل سنت کے گروہ میں موجود ہیں اور اہل بدعت میں مفقود ہر چوتھے بڑے کو معلوم  
 ہے کہ سرکار برٹش کو کسی کے ریش و نسب و دستار سے سروکار نہیں یا نجمہ ٹخنوں سے اونچا  
 رکھنا یا گریبان جبہ وسط سینہ میں سینا یا ناچ گانے میں شریک نہونا یا رتدی ٹھون  
 کو جمع کرنا اس سے سرکار کا کیا نقصان ہے بلکہ ہر دولت اور سلطنت کا اس میں فساد ہے  
 امن و امان ہے پراس حال کو وہابیت سے کیا علاقہ اور اس منوال کو بغاوت سے کیا  
 تعلق باوجودیکہ اہل توحید و اہل سنت کو وہابیت کے نام سے نفرت ہے اور مذہب کے

نام سے پیرا پیرا لکھو واپائی کہنا گویا مونہ چڑانا ہے اور مذہبی جاننا بالکل ستانا  
 ہمارا تو یہ حال ہے کہ سب مذہبوں سے آزاد ہیں اور قرآن و حدیث کے مطیع و منقاد  
 اگر کہو کہ واپائی وہ ہے کہ دولت انگلشیہ کا دشمن ہو اور اون پر جہاد کو فرض جانتا  
 ہو تو اس کا جواب اسقدر کافی ہے کہ سلفہ فرضیت جہاد کا بیشک قرآن و حدیث  
 بلکہ ہر کتاب مذاہب اسلام میں خواہ زبان عرب کے ہو خواہ عجم کے موجود ہے اور یہ  
 کتب ہر زبان میں ترجمہ ہو کر ہندو سند و عرب و عجم کے تلمیذی قرئی میں اور امسٹین  
 منشر ہیں اور ہر عام و خاص بلکہ جمیع ناس مذہبی و ملکتہ و مدراس کے ملکوں میں اون کے  
 درس و تدریس میں مشاغل رہتے ہیں اور فضائل جہاد کے اور حکم اس کا پڑھتے اور  
 سنتے ہیں اور اعتقاد اس کی فرضیت پر رکھتے ہیں تو حق کہ اس میں تخصیص کسی فرقہ کی اور  
 خصوصیت کسی گروہ کی کرنا محض بے اصل ہے اور وجہ اس کی کہ باوجود عام ہونے اس  
 امر کے خاص ایک جماعت اہل سنت کو واپائی قرار دینا عقل میں نہیں آتی اور خیال میں  
 نہیں سمانی اور جو لوگ اس حلیہ گری سے بعض حکام کو بہر انتقام لاتے ہیں اور اس سے  
 کوئی پوچھے کہ آیا تمہاری کتب درسیہ مذہبیہ میں حکم جہاد کا مخالفان اسلام کے ساتھ  
 موجود ہے یا نہیں اور جب کہ تمہاری کتب میں ہی مرقوم و مکتوب ہے تو تم اعتقاد اس کی  
 حقیقت کا رکھتے ہو یا نہیں اگر اعتقاد حقیقت رکھتے ہو تو یہ کیوں بیٹھے ہو اور جہاد خاص عساکر  
 کے ساتھ ہی فرض ہے یا سب مخالفوں کے ساتھ ہی ہے اس سے ہی کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا  
 اور یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہماری کتب میں موجود نہیں یا ہم کو اس پر اعتقاد نہیں مگر اتنا ضرور کہیگا کہ  
 جہاد وجود شریعہ جہاد پر موقوف ہے جو سنت صحیحہ یا مذہب فقیہ کی کتب میں مرقوم ہیں اور  
 جب تک وہ شرائط پائی نہ جائیں جہاد ہر گز جائز نہیں اور بغیر اون شرائط کے اگر کوئی جہاد  
 کا قریب ہو تو وہ اپنی شریعت کے ہی خلاف کام کرتا ہے اور جب مدار کار جہاد کا بلا تخصیص  
 حکام فرنگ کے اور شرائط پر موقوف ہو تو ہر شخص یقین کر سکتا ہے کہ اندون ملکت ہند میں

گلستہ سے لگا کر پشاور تک اور گجرات سے کن تک مثلاً ہلکساری دنیا میں کوئی معتقد اس امر کا جہاد  
 و قتال خاص ہر کار انگلشیہ سے جائز ہے دوسرے سے نہیں ہرگز نہیں اسلئے کہ شرطیں اس  
 عمل کی تمامہ مسفقہ دین اور جمع ہونا اور شرطوں اور ضابطوں کا نہایت دشوار ہے  
 غرض یہ خیال باطل اور وہم بیکار و عاقل کہ مجرود وجود اس مسئلہ کا کتب اسلام میں اور  
 شیوع اور درس و تدریس اور علمی طالبان علم کو بغاوت سرکار ہے ہرگز معقول نہیں فرضاً  
 اس مسئلہ کا کتب اسلامیہ میں صرف مرقوم و مکتوب ہونا اگر جرم سرکار ہے تو اس میں تمامی اہل اسلام  
 برابر میں تخصیص ایک فرقہ سنت و جماعت کی اور وہابی قرار دینا اور ان کا کیوں ہے اور اگر  
 وجود اس کا کتب میں کوئی جرم نہیں تو سب لوگ اس برأت اور بے جرمی میں شریک یکدیگر ہیں  
 یہی حال اور مسئلہ نکاح ہے جو اسکی مثل ہیں یا کتاب اجمہاد در مختار اور فتاویٰ عالمگیری اور تفسیر  
 اور کنز و نہایہ و قدوری و شامی و حنفی میں مذکور نہیں کیا خاص اہل سنت ہی کی کتابوں میں  
 جنگو لوگ عداوت سے وہابی کہتے ہیں اور نہیں میں موجود ہے حالانکہ جو کتب وہابیہ کہلاتے  
 ہیں جنگو لوگ اگر منظر صاحب نے ہی کتب مذکورہ میں شمار کیا ہے جیسے تقویت الایمان  
 نصیحت المسلمین کتاب التوحید اقتضایہ المستقیم وغیرہ انہیں مسئلہ جہاد کا اتنا ہی  
 نہیں اب ذرا انصاف اور عقل کو کام فرمانا چاہئے کہ جب ان رسائل میں جہاد کے مسائل  
 نہیں ہیں تو انکے عالم و عامل کس طرح وہابی ہو سکتے ہیں انہیں جو کچھ ہے وہ خدا کے سوا  
 اور وہ کو پوجنے کی برائی نبی یا تین فساد انگیز کی سنا ہی تقویٰ و طہارت کی تاکید دینا  
 و امانت کی تعلیم ہے فرقہ یہ ہے کہ وہابیت ہر شہر اور ہر قطر کی ایک نیارنگ رکعتی ہی دکن میں  
 وہابی وہ ہے جو کسیند ہی و بیخوشہ کی چیزوں سے دور رہے بھی میں وہابی وہ ہے کہ  
 جو یا شیخ عبد القادر شیا اللہ کہنے سے نفور ہے اور وہ میں وہابی وہ ہے جوئے مذہبوں  
 میں سے کسی مذہب کی پابندی نہ کرے دہلی میں وہابی وہ ہے جو گور پرستی پر اظہار غور نہی  
 نہ کرے بدایوں میں وہابی وہ ہے جو شائخون کی تراشی ہوئی باتوں پر نہ چلے حرمین شریفین



بین وہابی وہ ہے جس کا عقیدہ اہل نجد کے عقیدہ سے ملے حالانکہ ہر عاقل بخوبی سمجھ سکتا ہے  
 کہ ان امور کو سلطنت انگلستان کی عداوت سے کوئی تعلق اور دولت انگلشیہ کی دشمنی  
 سے کوئی علاقہ نہیں جو لوگ ہند کے باشندہ و نکو وہابی ٹھہر کر محمد بن عبد الوہاب نجدی کی طرف  
 منسوب کرتے ہیں ان کی عقل پر خدا کی طرف سے ایک پردہ پڑا ہوا ہے یہ نہیں جانتے کہ باغی  
 موحین نصاریٰ و اسلام نجدی مذکور ہند میں کبھی داخل نہیں ہوا اور نہ اہل ہند کو ان کے  
 کسی طرح کا علاقہ شاگردی یا مریدی کا ہے چنانچہ کیفیت مفصل اس کی کتاب آثار الابرار اور  
 تاریخ شام اور دیگر مولفات علماء نصاریٰ سے بخوبی ثابت ہے وہ ہم نے تاج کل میں لکھی  
 ہے اور ان سب کی تحریر سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی دعوت مذہبی فقط حجاز کے حوالے میں  
 پہیلی اور بہادار کا حرم وہاں کے مسلمان بادیثین کے ساتھ تہانہ دوسرے ملت والوں  
 کے ساتھ غرض جو کچھ ہوسر تہذیب اخلاق اور حسن عمل اور فتن و فساد سے دور رہنا اگر  
 اسی کا نام وہابیت ہے تو انصاف کی گردن مارنا اور عقل کا خون بہانا ہے اور اگر فکر و اندیشہ  
 لڑائی کا سرکار انگلشیہ سے رکنا اس کا نام وہابیت ہے تو جس شخص نے ابتداء سے سلطنت برطانیہ  
 سے آج تک ایام غر و غیرہ میں سرکار سے مقابلہ کیا ہے یا ایام غر میں اس نے لوٹ مار کی ہے  
 یا فساد و خونریزی پر کمر باندھی ہے خواہ ہند و ہویا مسلمان وہ وہابی ہیں اس میں تخصیص اہل تقویٰ  
 و طہا کی نہیں بلکہ حقیقت میں جو بات ہمارے نزدیک پائے تحقیق کو پہونچی ہے وہ یہ ہے کہ ایک  
 گروہ فساد پر وہ فتنہ جو بنا و تہمت نے حکام وقت کو اپنے بچانے اور دوسروں کے پھسانے کو  
 یہ وہو کا تہمت وہابیت کا دے رکھا ہے اس پردہ میں اپنی عداوت کو چھپایا اور اپنی بے باقی  
 کو اس حجاب میں مستور کیا ہے والا واقع میں وہی مثل ہے کہ بہت سی مشہور باتیں بے اصل  
 ہیں اور یہ اکثر کوئی تعہد اہل تقویٰ اور ارباب دیانت سے زیادہ تر سرکار انگلشیہ کی  
 دوستدار اور خیر خواہ نہیں یقینی و قطعی و واقعی ہے اس لئے کہ طریقہ ان کا عداوت اور  
 امانت اور دیانت پر مبنی ہے اور بغاوت کا حرام ہونا اور نقص عہد کا مذہب سمجھنا ان کے

ذہنون میں جما ہوا ہے اور رہا ہوا عوام اور اس میں انام اور امان خاص و عام پر چڑھائی  
ملت کی قائم کی گئی ہے استی اور یہ لوگ اپنے دین میں وہی آزادگی برتتے ہیں جبکہ انہما  
بار بار انگریزی سرکاری ہوا ہے خصوصاً دربار دہلی میں جو سب دربار و نکاح و اس  
جو رسائل و سائل رد و تقلید و تقلید مذہب میں اب تک تالیف ہوئے وہ شاہ عدل ہیں  
اس بات پر کہ معنی اس طریقہ کے قید مذہب خاص سے آزاد ہیں اور جب قدر رسائل جواب  
ان سائل کے طعن سے مقلدان مذہب کے لکے گئے ہیں وہ سب با واز بلند پکارتے ہیں  
کہ ہم مذہب خاص کے متقلد ہیں ہمیں پیروی فلان و همان فرض و واجب ہے آزاد  
سے کچھ واسطہ نہیں یہ آزادگی سرکار برٹش کو یا انکو جو اس حکومت میں اظہار اپنی آزادگی  
مذہب خاص کا کرتے ہیں مبارک رہے اب تامل کرنا چاہیے کہ دشمن سرکار کا وہ ہوگا جو کتنی قید  
میں اسیر ہے یا وہ ہوگا جو آزاد و فقیر ہے **ع** بین تفاوت رہ از کجاست تا کجاست  
**ع** سخن شناس دلدلہ اخطا اینجاست

## فصل ششم

ترجمہ تاج مکمل اس کتاب میں حالات سلفین اسلام اور امراے عالمہ مقام مذکور ہیں جیہ کتاب  
عربی زبان بطور تاریخ ہے اوس میں سے جتنے حالات یہاں لکنا ضرور ہیں اوس میں سے اول  
ابن سعود میں نام انکا محمد ہے نجد کے رہنے والے تھے آثار الادبار میں مذکور ہے کہ وہ  
ایک شاخ عرب عسکرہ میں سے ہیں جو ایک قبیلہ کا نام ہے اوس میں یہ قبیلہ صالح کے شیخ تھے  
اور انکو عرب میں وائل اور تغلب اور شمران قبیلوں سے قرابت تھی اور نہایت خوش  
خلق اور سخی اور عاقل تھے اور دادا انکے سعود اپنے گھر کے سردار تھے کہ وہ دعوے میں آئے  
قبیلہ میں بود و باش رکھتے تھے اور ابن عمار کے عاملو نہیں تھے جو حاکم تھا عیانہ کا اور جب  
محمد بن عبدالوہاب نے اپنی دعوت دیا بیت ظاہر کی قراٹھ اوں سے بگڑے اونوں کے

ابن سعود کے پاس جا کر پناہ لی ابن سعود نے اونکی دعوت قبول کی اور مدد پر کھڑا ہوا چھوٹے وعدہ کیا کہ تو بلا دہندہ پر حاکم ہو جاوے گا اور یہ معاملہ شیعہ کا ہے پھر ابن سعود نے عبدالوہاب کی بیٹی سے نکاح کیا اور اسکے قبیلہ کے بہت لوگوں نے محمد بن عبدالوہاب کی دعوت قبول کرنے میں اسکی موافقت کی اور دعوت و ہابیہ اونکے بلا دہین پھیل گئی اور اوسط طرف کے بہت لوگ اونکے تابع ہو گئے اور ابن سعود کا غلبہ روز افزون ہونے لگا اور اتباع اسکے بہت ہو گئے اور ابن دعاس سے اور اس سے لڑائی ہوئی اس لڑائی میں ابن دعاس نے شکست کھائی اور وہاں سے قطیف کو جا کر مگر گیا اور وقت میں ابن سعود کی حکومت و ولایت جمیع بلا دہندہ پر جو جنوب میں واقع تھی بخوبی ہو گئی اور کام اور سکارت ترقی پر ہوا اور اگر تہذیب کی کہ سائر بلا دہندہ پر حاکم ہو جاوے اور عراق قریطی پر پڑ پائی کی اور فتح پائی پھر باجماع عساکر بلا دہندہ اور احسا اور عسیر کا قصد کیا اور یہ ملک سب اسکے زیر فرمان ہو گئے اور بعد وہ مگر گیا اور اپنے بیٹے کو بڑی سلطنت پر چھوڑ گیا یعنی سعود کو اور سعود نے اس سلطنت کا اہتمام و بند و بست خوب کیا اور بڑے بڑے کام کئے اور عبدالوہاب کے بیٹے محمد نے جو اون سے وعدہ کیا تھا کہ تو حاکم تمام بلا دہندہ کا ہو جاوے گا وہ پورا ہوا اور قریب قریب کے لوگ اس سے ڈرنے لگے اور اسکے مقابلہ اور محاربہ سے خوف کرنے لگے اور یہ شخص عالی بہت اور صاحب شجاعت ہوشیار ذی فراست تھا اور بڑا ادیب اور خوش خلق و خوش گفتار تھا اور درعہ کو اس نے خوب آباد کیا اور بہت سے مساجد اور محل تعمیر کئے اور لوگ اس سے انس کرتے اور اسکی صحبت سے سبب حسن اخلاق اور خوبی گفتار کے محفوظ و سرور ہوتے تھے اور اپنی رعیت پر ظلم و تعدی اور خونریزی کو ارا نکرتا تھا بلکہ نرمی اور حلم سے اسکے ساتھ پیش آتا پر دعوت و ہابیت پھیلاتا تھا اور باگ اختیار دین کی ابن عبدالوہاب کے ماتہ میں دی رکھی تھی اور ملقب بلقب امیر تھا اور اسکی وفات ۱۲۹۶ھ میں ہوئی سن سیلا دسے تخمیناً انتہی یہ کتاب جسکی یہ عبارت ہے تصنیف عالم ہرہ بیالی

کی ہے میردت میں طبع ہوئی اسمین محمد بن سعود اور اسکے شیخ محمد بن عبد الوہاب کا  
سنہ اور حال ضبط کیا ہے :

دوسرے عبد العزیز بن محمد بن سعود آثار الاویہ میں لکھا ہے کہ محمد اوکے باپ نے ان کو  
خلیفہ کیا اور یہ اپنے باپ کے رویہ پر چلتا رہا اور امور سیاست میں قدم بقدیم آگے  
رکھتا رہا اور وہاہیت کے پھیلانے میں بہت کوشش کی اور ہمیشہ لڑائیوں اور سخت  
سخت کاموں میں مشغول رہا اور یہ اپنے مذہب کا بڑا عالم اور صاحب سطوت و شجاعت  
تھا اور خلیج عجمی سے حجاز تک سب لوگوں نے اسکی حکومت اور امارت قبول کی اور جب  
اپنی اطراف کی حکومت میں خوب مضبوط و مستقل ہوا اور قبائل عرب اور مالک حجاز کے  
لے پر آمادہ ہوا تب اس پر غالب نام شریف مکہ نے اعتراض کیا اور نوبت جنگ و جدل پہنچی  
اور یہ لڑائی ۹۲۰ھ میلادیہ میں یا ۱۵۰۷ھ میں واقع ہوئی اور ایک مدت تک جھڑپی  
رہی اور چند ماہ کے بعد فرقہ و ہامیہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ پر غالب ہو گئے اور عبدالعزیز  
نے قطیف کا قصد کیا اور ان پر غالب آیا اور وہاں کے لوگوں کو قتل کیا پھر بحرین کا قصد  
کیا اور اس پر فتح پائی اور جزائر قریب پر وہاں کے مسلط ہو گیا اور خلیج فارسی اور خلیج  
شرقی کے لوگوں نے اسکی اطاعت اور امارت قبول کی پھر لشکر اسکا عمان کو روانہ  
ہوا اور جب عمان میں داخل ہوا وہاں کا حاکم سعید بن ہریت پاکر مسقط کو بھاگا اور وہاں  
قلعہ میں مستحصن ہوا عبد العزیز کے لشکر نے اسکا مسقط تک تعاقب کیا اور وہاں قلعہ  
کو جا کر ایک مدت تک گھیرا اور اس محاصرہ میں سعید نے عاجز ہو کر صلح چاہی غرض ان  
دونوں میں صلح ہوئی اور سعید نے ہر سال جزیرہ دنیا قبول کیا اور یہ اقرار ہوا کہ وہاں  
کا ایک حق مسقط وغیرہ کی مساجد میں مقرر ہے اور وہاں ان دونوں دیار نصیب میں  
اور اس کے اطراف میں قبائل عرب کو لٹتے تھے اور ۹۴۰ھ تک انکی یہی کیفیت رہی اور  
اسی سال میں سلیمان پاشا والی بغداد نے ایک لشکر کثیر الاعداد ظفر اور بنی شمر اور بنی

کے لوگوں سے جمع کر کے عبدالعزیز کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر نے درعیہ کی طرف  
توجہ کی اور راہ میں احسا کی طرف ملتفت ہوا اور احسا کے قلعہ کا ایک مہینہ تک محاصرہ  
کیا اور وہاں کے حاکم نے عبدالعزیز کو خبر کی وہ نجد سے بانواج گراں فوراً چڑھ دوڑا  
اور سلیمان پاشا اور عبدالعزیز کے درمیان میں صلح ٹھہری اور چھ برس تک اس صلح پر دو  
قائم رہے اور سلیمان پاشا بعد تفر صلح کے پہر بغداد کو لوٹ گیا اور عبدالعزیز نے اس  
میں مشہد امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف لشکر طیار کر کے روانہ کیا اور اس کے مقدمہ یعنی  
پیش خمیہ میں آپ بھی نکلا اور فرات کے کنارہ سے اس کا گزر ہوا اور قوطیہ کے لوگوں  
نے اس کی اطاعت ڈر کر قبول کر لی اور بہت غلام اور تحف و ہدایا پیش کئے عبدالعزیز  
اونکے قتل و قمع سے باز رہا اور اپنے لشکر میں سے کچھ لوگوں کو نزیرا و سوتق شیوخ  
اور سناوہ کی طرف روانہ کیا کہ اون ملکوں کو فتح کریں اور آپ مشہد علی رضی اللہ عنہ میں  
پہنچا اور اس کا محاصرہ کیا اور حاکم وہاں کا ایک مدت حصار میں سخت بیمار ہوا پھر بعد فتح  
حصار کے عبدالعزیز کو بلا کی طرف متوجہ ہوا اور وہاں جا کر خونریزی اور فارت کا  
بازار گرم کیا اور امام حسین کے مزار کا سامان سب لوٹ والوں پر مباح کر دیا وہاں کی  
آبادی اکثر ویران ہو گئی اس جنگ و جدل کے بعد جب درعیہ کو لوٹا والی بغداد نے ایک  
لشکر عثمانیوں کا اس کی طرف روانہ کیا اور عبدالعزیز نے ایک تھوڑی مسافت پر درعیہ  
سے باہر اس لشکر سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ و قتل کے اس کو درہم برہم کر دیا اور اسی  
سال میں غالب شریف مکہ سے دوبارہ لڑائی ہوئی عبدالعزیز نے دوسرے سال ایک  
لشکر طیار کر کے طائف کو بھیجا اور انہوں نے وہاں قتل و قمع کے بعد فتح پائی اور کربلا  
کی طرح وہاں بھی قتل عام کیا اور اموال اونکے لوٹ لئے اور اسی سال میں قفقذہ کو جو  
سات دن کی راہ پر نجد سے جنوب کی جانب واقع ہے فتح کیا اور سترہ مہینے عبدالعزیز نے  
ایک لشکر وہابیوں کا طیار کر کے اپنے بیٹے سعود کو اس کا مقدمہ آبیش بنایا اور مکہ معظمہ

روانہ کیا وہ لشکر مکہ میں پہنچا اوس نے اہل مکہ کو زیر و زبر کر کے تین مہینے تک اوسکے  
حصار کا محاصرہ کیا اہل مکہ کا گوشہ تمام ہو گیا ناچار انہوں نے اوسکی اطاعت قبول کی  
اور غالب شریف مکہ مغلوب ہو کر حبشہ کو روانہ ہوا اور سعود بن عبدالعزیز مکہ میں بنیسان  
میں داخل ہوا اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ بہت رعایت اور مدارات کی اور اوس  
مقام کے آداب و تقسیم کو بخوبی سمجھ لایا اور بعضوں نے لکھا ہے کہ وہاں کے سرداروں  
اور شریفوں کو قتل کیا اور کعبہ کو برہنہ کر دیا اور دعوت و ہدایت قبول کرنے کو گوہر  
جبر کیا پر وہاں سے مع لشکر حبشہ کو روانہ ہوا اور اوسکا گیارہ روز محاصرہ رہا غالب  
شریف نے اوسکی اطاعت قبول کر کے بہت سے اموال بطریق تحفہ اوسکو پیش کش کئے اسی  
اثناء میں عبدالعزیز مقتول ہوا اور کیفیت اوسکے قتل کی یہ ہے کہ اسی سال کے وسط  
میں وہ ایک دن نماز میں مشغول تھا کہ ایک عرق شیشی نے جو فارس کا تھا اور نام اوس کا  
عبدالقادر تھا اوس نے عبدالعزیز پر حملہ کیا اور دونوں شانوں کے بیچ میں ایک  
تلوار ماری کہ اوسکے زخم سے وہ زمین پر گر گیا اور خون میں لوٹنے لگا اور لوگ اوس قاتل  
پر دوڑ پڑے اپنے نیزے لیکر اور اسکا سارا بدن نیزوں سے چھید ڈالا باقی رہا سبب  
قتل سو مورخین یون بیان کرتے ہیں کہ بادشاہ فارس نے ابن سعود کو اسلئے مروا ڈالا  
کہ اوس نے بلاد قطیف اور جزائر بحرین کو اوسکی ولایت سے چھین لیا تھا اور مشہد امام حسین  
کو برباد کیا تھا اور اوس سے لڑنے کی طاقت نہ تھی سو اس طرح فریب سے اوسے عبدالقادر  
کے ہاتھ سے قتل کروادیا عبدالقادر پہلے درعیہ میں آیا اور بڑی دینداری اور زہد  
و عبادت ظاہر کی اور ساجد میں مشغول عبادت رہتا تھا یہاں تک کہ اپنے مقصود پر فک  
ہوا ابن سعود بھی نماز کا پابند تھا کہ ہر نماز اپنے وقت میں ادا کرتا تھا اور یہی شائق عبادت  
و تہذیب کی بھی تھی اور بعضوں نے کہا کہ عبدالقادر نے عبدالعزیز کو اپنے عیال کے  
عوض میں قتل کیا کہ وہ اوسکی تلوار سے کربلا میں مارے گئے تھے اور عبدالعزیز نے اپنے

بیٹے سعود کو خلیفہ کیا تمام ہوا مضمون آثارالادبار کا۔

تیسرے سعود جو بیٹا عبدالعزیز کا ہے جب اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھا اس نے مین اور اس کا حال آثارالادبار میں یوں لکھا ہے کہ وہ کریم النفس عالی ہمت دانا و مضبوط اور ادیب اور عالم اور بہادر تھا اور اپنی عالی ہمتی سے بڑے بڑے کاموں پر اقدام کرتا تھا اور اپنی بہادری اور شجاعت کے سبب بہ نسبت اور بہائیوں کے باپ کو بہت پیارا تھا اور باپ کے اوسکو کئی بار لشکروں کا سردار کر کے جا بجا قریب و بعید ملکوں میں روانہ کیا تھا اور وہ بسر داری لشکر و باہیہ کئی جگہ فتحیاب ہوا اور اوس میں تدین اور حلم اور عدل تھا اس لئے خاص اور عام اوسکی طرف میلان رکھتے تھے اور اجراے احکام میں ایک شمشیر برہنہ تھا اور چھرنو کو سخت سزا دیتا اور البطل طلاق میں اوس نے بہت کوشش کی اور فریضہ رمضان کی حفاظت میں بہت سعی کی اور سعد ہمیشہ اوس کا خادم رہا اوس کے ایام امارت میں اور موافق رہا اوسکی دولت میں یہاں تک کہ جب سعد مر گیا اوس کے گھر والوں میں ایک بلا پڑ گئی اور او میں بیوٹ ہو گئی اور وہ بڑی دولت والا تھا اور بڑے لشکر والا اور اوسکی ڈاڑھی اور مونچھوں کے بال بہت گھنے تھے سواہل درعیہ نے اوس کا نام ابی التواکل رکھا تھا اور اوسکی پہلی بیوی سے آٹھ بچے تھے اور دوسری سے تین اور جب اوس کے باپ عبدالعزیز نے انتقال کیا اوسوقت سعد و حجاز میں غالب شریف کی لڑائی میں مشغول تھا اور راستے شریف کے لشکر کے بند کر دئے تھے اور غالب نے مغلوب ہو کر اوسکی امارت کو تسلیم کر لیا تھا اور یہی غالب جب مکہ میں لوٹ کر آیا اور وہاں بیوں کو غافل پا کر جابا کہ اوپر تسلط کرے سعود نے اوسکی بہت تعظیم و توقیر کی اور اپنے نزدیک رکھا یہی ضرب سے حرب کا اتفاق ہوا اور اوس کے شہر وں کہیں اس نے بہت خونریزی کی اور شہر مینج میں اوترا اور وہاں کے لوگوں نے اسکی اطاعت قبول کی پر مدینہ منورہ میں گیا اور وہاں کے لوگوں پر جزیہ باندھا اور مرزا مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کو برہنہ کر دیا اور اسکے خزانے اور دفائن سے سب لوٹ کر درعیہ کو لیکر بھٹون نے  
 کہا کہ ساٹھ اونٹوں پر بار کر کے خزانہ لیکر آیا اور ایسا ہی ابی بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے  
 مزارات کے ساتھ پیش آیا اور مدینہ پر مغرب شیخ بنی حرب کو حاکم کیا اور لوگوں کو درختوں  
 و ماہیہ کے قبول کرنے پر مجبور کیا اور سعود نے قبہ فرار بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈاکا  
 کا قصد کیا مگر اس امر کا مرتکب نہوا اور حکم کیا کہ بیت اللہ کا حج سوائے وہابیوں کے اور  
 کوئی نہ کرے اور عثمانیوں کو حج سے مانع ہوا اور کئی برس تک حج سے بہت لوگ محروم رہے  
 اور شام اور عجم کے لوگوں کو حج نفیب نہوا اور ان کے خوف سے اکثر حجاج اپنے مقاصد  
 پر فائز نہ ہو سکے اور آخر ۳۸۰ھ میں سعود نے ابو نطفہ کو جو عیسویوں کا شیخ تھا اپنے  
 لشکر کے پیادوں کے ساتھ صنعاء ربیع کے شہر و نمین بھیجا اور اس نے اون شہروں  
 میں داخل ہو کر بہت خونریزی کی اور لٹیا اور حدیدہ کو غارت کیا پر اپنے شہروں میں  
 لوٹ آیا اور حمود صاحب صنعاء نے دعوت و ماہیہ قبول کی انکی شر سے اپنے شہر کو  
 بچاؤ سے اور تمام بلاد حجاز نے اطاعت اور امارت سعود کی قبول فرمائی اور بکر اور سکا  
 تمام بلاد عرب میں پھیل گیا سوائے حضرموت کے اور بعض قریبی من کے غرض سلطنت  
 اوسکی بہت غریب و طویل ہو گئی پر سعود نے اپنے لشکر کئی بار بصرہ کو بھیجا اور ماہین الزہر  
 انہوں نے بڑی خونریزی کی اور بصرہ میں داخل ہوئے پر اپنے حرکت غلام کو صحرا  
 شام کی طرف روانہ کیا اور اس نے جاکر وہاں قتال کیا اور حلب تک اور کھانا تاقب کیا  
 اور بعض لشکر کی اوسکے فرات سے پار اترے اور وہاں کے ملکوں میں لوٹ مار اور  
 قتل و قمع کی اور بغداد کے اور ان کے بیچ میں توڑی مسافت باقی رہ گئی اور اس اتنا  
 میں ابی نطفہ عسیری اور حمود صاحب صنعاء میں لڑائی جاری تھی اور ۳۸۱ھ میں یوسف  
 پاشا والی شام ہوا اور اس نے وہابیوں کی لڑائی میں بڑی کوشش کی اور  
 اپنی مراد کو نہ پہونچا اور اسی سال میں خلیج عجمی پر اسطول انگریزی آیا اور اس نے



راس خمیر پر گولہ باری کی کہ وہ ویران ہو گیا اسکے رہنے والے چورتے کہ وہ نہ بنی  
 انگریزوں کی کرتے تھے اور انکے جہازوں کو لوٹ لیتے تھے اور سالہ ۱۸۶۱ء میں سعود نے  
 بلاد شام کی طرف چھ ہزار سوار لیکر ارادہ کیا اور اوس میں پہونچکر بڑی خونریزی کی  
 اور (۲۵) شہروں کو وہاں کے خراب و برباد کیا یہاں تک کہ اسکے اور دمشق کے  
 بیچ میں دو دن کی راہ رہ گئی اور وہاں کے لوگ اوس سے ڈرے اور یوسف پاشا کو  
 اوس سے مقابلہ کرنیکی طاقت نہ تھی مگر سعود وہیں سے فتح پا کر لوٹ گیا اور پہرا اوسکو  
 خبر ملی کہ بعض سرداروں نے بلاد حائل میں اوسکی طاعت اور انقیاد سے ہار کیا اوس نے  
 اوس وقت اپنا کچھ لشکر اوس جانب روانہ کیا اور اوس نے انکے شہروں میں داخل  
 ہو کر لوٹ مار اور برباد کرنا شروع کر دیا اور بلر حوہ میں جبراً داخل ہو کر وہاں کے  
 چھوٹے بڑے و نکو تہ تیغ کیا اور وہاں دس ہزار آدمی تھے سوا و نین سے ایک ہی نہیں  
 بچا اور جب امر و بابیت نے اوسکے وقت میں خوب زور پکڑا اور کراچی و داب لوگوں  
 میں زیادہ ہونے لگا تب سلطان محمود خان نے اوسکے دفع کا ارادہ کیا اور انکی  
 شر سے لوگوں کو بچانا چاہا سو اوس نے محمد علی پاشا خدیو مصر کو لکھا کہ ان لوگوں کو  
 بزور بلاد حجاز سے نکال دواور انکی حکومت اور ولایت حرمین شریفین وغیرہا سے  
 اٹھا دوسو اوس نے توشہ اور لشکر جمع کرنا شروع کیا اور جب ایک بڑا لشکر طیار کر لیا  
 اوسپر سون پاشا اپنے بیٹے کو امیر بنا کے روانہ کیا لشکر وہاں سے اسطول میں  
 روانہ ہو کر (۲۸) جہازوں میں براہ سویس نیج تک پہونچا اور تشرین میں اوترا  
 اوائل سالہ ۱۸۶۱ء میں پہر نیج سے مدینہ منورہ کا ارادہ کیا اور اوسکی راہ میں بدر اؤ  
 صفر پر غلبہ کیا پھر عبداللہ بن سعود اور اسکے بھائی نے اس لشکر سے ضیق جدیدہ  
 میں کہ وہ قریب ایک منزل کے ہے مدینہ سے ملاقات کی اور بڑا مقابلہ ہوا لشکر نے  
 شکست کھائی سب اموال و اطفال اوسکے و باہیوں کے ہاتھ آئے اور چار توپیں مع

سامان حرب اونکے ہاتھ لگین پہلوسون پاشا خند مین دوبارہ آیا اور مدینہ کی طرف  
 تشریف اول ۱۱۲۰ھ مین مدینہ پہونچا اور سارے شہر کو گھیرا اور تشریف ثانی مین سن  
 مذکور سے مدینہ مین داخل ہوا اور وہابیوں کا قتل کرنا شروع کیا اور لوٹ مار و ان  
 جاری کی اور بعضے وہابی قلعہ مین سحسین ہوئے جب اونکا توشہ تمام ہو گیا تو انہوں  
 نے امن چاہی اور طرسون نے اونکو امن دی جب وہ قلعہ سے باہر نکل کر مدینہ سے  
 دور گئے ایک لشکر نے اون پر حملہ کیا اور انہیں سے کیمکو پنجوڑا مگر جو بہاگ نکلا اور  
 ۱۱۲۰ھ مین طرسون نے مکہ مکرمہ پر فتح پائی اور جدہ پر غالب ہوا اور اوسین اور  
 وہابیوں مین کئی لڑائیاں ہوئیں اور اسی سن مین مصری قفقذہ پر غالب ہوئے  
 اور تھوڑے عرصہ مین وہابیوں نے اون پر حملہ کیا اور مصری بہاگ نکلے اور وہابی  
 شہر مین داخل ہوئے اور قتل و قمع شروع کیا اسی ایام مین سعود بن عبدالعزیز منکا  
 ہم حال مکہ رہے ہیں اور اسکا انتقال ہوا عرض بخار مین اسیہ معاملہ انہوں جادی الاول  
 ۱۲۹۰ھ ہجری (۲۸) نیسان کو ۱۱۲۰ھ میلادی مین ہوا عمر اوسکی اڑسٹھ برس کی تھی  
 چوتھے عبداللہ بیٹا اوسی سعود کا ہے جسکا حال ہم اوپر لکھ چکے فرد شجاع تھا اور باپ  
 اکثر امور مین اوسپر اعتماد کرتا تھا اور وہ علوہیت اور شہنشاہی اور بہادری مین  
 اپنے باپ سے بڑھ کر تھا مگر صاحب عزم ایسا نہ تھا جیسا اوسکا باپ تھا اور وہ محمد علی پاشا  
 عزیز مصر کے مقابلہ مین درہم برہم ہو گیا اور عزیز مصر حجاز مین آیا اور اپنے لشکر کا قفقذہ  
 حال کیا اور اون سے مدد لیکر بلاد حجاز مین بہت خونریزی کی اور وہابیوں پر غالب ہوا  
 اور لوگوں کو اونکی شر سے امان دی پھر عزیز مکہ مین لوٹ آیا ۱۱۲۰ھ مین اور ابن سعود  
 سے صلح طلب کی اس شرط سے کہ وہ جو چیزین مزار نبوی سے لوٹ لے گیا ہے پھر دے  
 اور اگر نہ پھر لگا تو لشکر عزیز کا درعیہ مین داخل ہو کر بالکل استیصال درعیہ کا کرے گا  
 ابن سعود نے اوس صلح کو قبول نکلیا اور عرب نجد کی طرف چلا کہ طرسون پاشا سے ملے

کہ وہ خبرہ میں جو تقسیم کے حوالی میں ہے اتر رہا ہوتا تھا اور ابن سعود دشمنان میں اتر رہا  
 جو خبرہ سے کئی گھنٹے کی راہ پر ہے اور وہاں مصریوں کی راہ بند کی اونکو گھیر لیا وہ  
 انکے لشکر کی کثرت سے ڈرے ان سے صلح چاہی اس میں ابن سعود کے ساتھ مصریوں  
 نے فریب کیا ابن سعود نے اونکی صلح مان لی وہ صلح ابن سعود اور طرسون کے درمیان  
 ان شرطوں کے ساتھ ٹھہری کہ وہابیوں سے کچھ مزاحمت نہ کیجاوے اور حج کی اونکو  
 اجازت ملے بغیر مزاحمت کے اور مصری لوگ تقسیم کو پہنچیں اور ان مشائخان  
 عرب کو پیر دین جو ابن سعود کی عہد شکنی کے مصریوں میں گلے تھے اور اقرار کریں  
 سلطان کی سلطنت کا سوا اسکے اور شرطیں مقرر ہوئیں اور طرسون پاشا اپنا لشکر  
 لیکر خبرہ سے رخصت کیطرون لوٹا پھر وہاں سے مدینہ گیا اور آخر خربان میں ۱۸۱۵ء  
 میں مدینہ داخل ہوا اور اپنے باپ کو وہاں بنایا اسلئے کہ وہ مصر کو کسی ضرورت سے  
 چلا گیا تھا تو قاصد ابن سعود کے مصر گئے اور عزیز مصر سے پر وازہ صلح طلب کیا اور اس  
 انکار کیا اور کہا کہ ہم صلح نہیں کرتے جب تک کہ احسا جو ایک عمدہ اور نہایت ارزانی  
 کا ملک تھا وہابیوں کا دولت کے سپرد نہ کر دیا جاوے غرض وہ دونوں قاصد بے نیل  
 ملام لوٹ آئے اور یہ خیانت مصریوں کی ابن سعود کو نہایت بُری لگی اور دوبارہ  
 لشکر اونکے مقابلہ کو طیار کیا اور یہی حال ۱۸۱۶ء تک رہا اور شہراب میں سنہ مذکورہ  
 سے ابراہیم پاشا ابن محمد علی پاشا ایک لشکر گران لیکر حجاز گیا اور ابن سعود کی لڑائی  
 میں بڑی کوشش کی اور اونکے شہروں کے لینے میں بڑی سعی بجالایا اللہ نے اونکو  
 فتح دی ان دونوں میں بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں وہابیوں نے بڑی ہمتیں  
 پائیں انہیں میں ایک واقعہ ماویہ کا تھا جو (۱۲) یار میں ۱۸۱۸ء میں واقع ہوا اور  
 واقعہ عینہ اور شقار جو (۱۳) کانوں ثانی میں ۱۸۱۸ء میں واقع ہوا اسکے بعد خبرہ  
 میں ایک لڑائی ہوئی پھر درعیہ میں ایک جنگ ہوئی ابن سعود نے بہت زبردستی کیا

اور لشکر اکٹھا کر کے درعیہ میں قلعہ بند ہوا ابراہیم پاشا اوسکو ایک مدت تک گھیر کر رہے  
 بعد اوسکے قلعہ فتح ہوا اور ابراہیم پاشا نے قلعہ میں داخل ہو کر ابن سعود اور اوسکے  
 گھر والوں کو مفید کیا کوئی اونہیں سے بہانہ نہ سکا سوا ایک بیٹے ترکی کے اور بعضوں  
 نے کہا ہے کہ جب ابن سعود اپنی نجات سے مایوس ہوا اور درعیہ بالکل مصریوں کی  
 گولہ باری وغیرہ سے برباد ہو گیا تو ابراہیم پاشا سے اوس نے امن چاہی ابراہیم نے  
 اوسکو امن دی اور یہ واقعہ (۸) ذیقعدہ ۱۲۴۲ ہجری میں ہوا یعنی بلوہ  
 ۱۸۱۸ میلادیہ میں غرض ابن سعود ابراہیم پاشا کے پاس آیا اور اپنے تئیں اوسکو  
 سونپ دیا اور امن چاہی اور ایک دن کی مہلت مانگی ابراہیم نے اوسکی بہت تعظیم  
 کی اور مہلت دی دوسرے دن اوسکی شرط کے موافق اوسکو مصر لیجا ناچا اور اپنے  
 حسب حکم سلطان مصر کی طرف ایک لشکر کی حفاظت و حراست میں روانہ ہوا جو  
 ذیقعدہ کو وہاں سے چل کر اٹھارہ یوں محرم کو محمد علی پاشا عزیز مصر کے پاس پہونچا  
 عزیز مصر نے اوسکا بہت اکرام کیا ایک خلعت دیکر آستانہ علیہ سلطان کو روانہ  
 کیا (۱۷) صفر (۱۶) کانون اول میں سن مذکور سے وہاں داخل ہوا وہاں بائزک  
 مارا گیا اور خرنادرہ اور عبد العزیز بن سلمان جو اوسکا کاتب ہوا وہ دونوں قیدی

## فصل ہفتم

محمد بن عبد الوہاب کا حال کرنیل یوس قندبک امیر کافی نے اپنی کتاب حراۃ الوضیۃ  
 فی الکرة الارضیہ کی چوتھی فصل میں بلاد عرب کے حالات میں صفحہ (۲۲۶) میں  
 یون لکھا ہے کہ اوائل اس قرن میں طائف و ہامہ قوی ہوا اور یہ گروہ ایک  
 مرد تیمی کی طرف منسوب ہے کہ اوسکو محمد بن عبد الوہاب کہتے ہیں اور وہ قبیلہ سالج  
 میں سے تھا اولاد علی سے اور اس قبیلہ کا بقیہ نواحی زبید میں ہے خلیج عجم پر اور

محمد بن عبد الوہاب درعیہ میں تہا نجد میں اور حاکم وہان کا اون دنوں سعود بن عبد العزیز  
 غنیمتی تہا ربیعۃ الفرس کے قبیلہ سے کہ وہ شیخ تہا شہر کا غرض سعود ابن عبد الوہاب سے  
 متفق ہو گیا اور اسکی تعلیموں کو پھیلانے لگا ۹۰۰ھ کیسجی میں اور اس کے بعد عبد العزیز  
 ابن سعود حاکم ہوا اور دہڑے لشکروں پر غالب آیا جو دزیر بغداد نے اسکی طرف  
 روانہ کئے تھے اور ایک بڑے لشکر پر اور فتح پائی جو زید بن مساعد شریف مکہ کے زیر نشا  
 تہا ۹۰۰ھ میں اور یہ گروہ وہابیوں کا عراق میں غالب ہو گیا اور سب علی پر انہوں نے  
 غلبہ کیا اور اسکو ویران کر دیا اور ۱۰۰۰ھ میں عبد العزیز نے اپنے بیٹے سعود کو بارہ ہزار  
 فوج کے ساتھ روانہ کیا اور وہ طائف اور مکہ پر حاکم ہو گیا اور پھر جدہ گیا اور اسکا  
 محاصرہ کیا اور وہان اسکو اپنے باپ کی موت کی خبر ملی وہ درعیہ کو لوٹ آیا اور ۱۰۰۰ھ  
 میں پھر حجاز کو گیا اور مدینہ منورہ کو فتح کیا اور اس کے اطراف پر تسلط ہو گیا اور وہان  
 فرمانروائی کی ۱۰۰۰ھ تک پھر ابراہیم پاشا اس کے دور کرنے پر مستعد ہوا جو والی  
 مصر تہا اور کئی لڑائیوں میں اس پر غالب آیا یہاں تک کہ اسکو ملک حجاز سے نکال دیا  
 اور سعود مدینہ منورہ سے درعیہ میں گر گیا اور پچاس برس کی اسکی عمر تھی اور اسکی  
 اولاد نجد پر حاکم رہی اور اس کے اطراف پر اب تک حاکم ہے اور قصبہ اونکا مدینہ  
 ریاض ہے اور وہ لوگ سب وہابیوں میں سے ہیں انتہی اس کتاب کی تالیف ۱۰۰۰ھ  
 میں ہے اور مرجعت اس کتاب کی یعنی نظر ثانی ۱۰۰۰ھ میں ہوئی اور اسی طرح  
 نے یہ بھی کہا ہے کہ نجد اس ملک کو کہتے ہیں جو متصل شام جانب شمال واقع ہے اور  
 عراق سے جانب مشرق اور حجاز سے جانب غرب اور یمامہ سے جانب جنوب اور وہ  
 بہت پاکیزہ ملک ہے عرب کا اور شعرا سے عرب نے اکثر اس کی تعریف کی ہے اور اس میں  
 ایک زمین بلند واقع ہے جسکو کلیب بن وائل بن ربیعہ نے رمنہ مقرر کیا تھا اور آخر  
 یہ امر اس کے قتل کا سبب ہوا اور بڑی لڑائی ہوئی جو حرب بسوس مشہور ہے اور وہ

لڑائی عرب میں ضرب المثل ہو گئی اور جبل عکا ذہبی اویسی ملک میں واقع ہے کہ ایک مدت  
 سے عربی فصیح سوا اسکے اور کہیں باقی نہیں۔ الحاصل جو حال وہابیوں کا ان سات  
 فصل میں تحریر ہوا اس سے زیادہ کسی کتاب تاریخ وغیرہ میں کسی نے نہیں لکھا اور یہ موافق  
 تحریر و تحقیق علماء عیسائین کے ہے اس سے زیادہ تحقیقات بھی ممکن نہیں ہے اس  
 حال کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانان ہند میں کوئی مسلمان وہابی مذہب نہیں  
 ہے اس لئے کہ جو کارروائی ان لوگوں نے ملک عرب میں عموماً اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ  
 میں خصوصاً کی اور جو تکلیف ان کے ہاتھوں سے ساکنان حجاز و حرمین شریفین کو  
 پہنچی وہ معاملہ کسی مسلمان ہند وغیرہ نے ساتھ اہل مکہ و مدینہ کے نہیں کیا اور  
 اس طرح کی جرات کسی شخص سے نہیں ہو سکتی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ فتنہ وہابیوں  
 کا سلسلہ ۱۸۰۰ء میں بالکل خاموش ہو گیا اسکے بعد کسی شخص امیر و خیر نے اس ملک  
 میں بھی پھر سر نہ اٹھایا بلکہ اویسی سن میں جو بد نظمی ملک ہندوستان میں بسبب  
 طوائف الملوکی کے واقع تھی وہ سب حسن تدبیر سرکار انگریزی سے دور ہوئی ایک  
 طرف ہنگامہ قتال کا ہاتھ سے نواب امیر خان والی ٹونک کے گرم تہاد دوسری طرف  
 ہمارا جہاندور نے غل غبار ملک خاندیس و خیرہ میں ڈال دیا تیسری طرف نہ دور و شور  
 لوٹ مار کا ہاتھ سے ہندارون کے تھا جو بھی طرف ملک مالوہ میں کارخانہ حرب و تہار  
 کا ہاتھ سے میان وزیر محمد خان بہادر کے قائم تھا اس طرح ہر قطر ہندوستان میں  
 ایک ایک سردار اپنی ولاوری سے ملک گیری اور تباہی رعایا کر رہا تھا حکام دولت  
 انگلشیہ نے سب سرداروں سے موافق اونکے رتبہ کے عہد نامے کئے اور سب کو اونکی  
 جگہوں میں ہامن و امان تمام بٹھا دیا اور ایک ایک حصہ ملک کا اونکے تحت تصرف  
 مستقل میں دیکر نسل بعد نسل اور بطناً بعد بطن و بیعت نامہ لکھ دیا جو آج تک بدستور  
 قائم ہے اور اوسکی پابندی طرفین سے برابر برزنا نہ میں ہوتی ہے چنانچہ عہد نامہ

ریاست ہو پال اسی ۱۸۷۱ء میں ہوا جو سال ختم فتنہ اہل نجد کا ہے جنکی طرف دہا بی منسوب  
 ہیں اوس دن سے آجکا دن ہے کہ کسی نے سرکار برٹش سے کسی قسم کی مخالفت و  
 سرکشی نہیں کی بلکہ سپاندی قول و قرار مذکور زمانہ قدر ہندوستان میں جبکہ اکثر عایا  
 خالصہ انگریزی کی بدل گئی رؤسا ہند نے بقدر اپنی طاقت و قدرت کے سرکار برٹش  
 کو رسد و فوج اور مال سے مدد و اچھی دی نواب سکندر بیگ صاحبہ مرحوم نے ہو پال  
 سے تاجا نسی فوج ریاست بھیجی اور غلہ و اجناس علاقہ ہو پال سے ہر طرح کی اعانت کی  
 اسی طرح نواب شاہجہان بیگ صاحبہ عالیہ نے ہنگامہ فوج کشتی کابل میں مستعدی اپنے  
 واسطے مدد سرکار انگریزی کے فوج و مال سے ظاہر کی اور سال حال میں جبکہ ہم مصر  
 پیش آئی طرح طرح کی دلسوزی اور اعانت ظاہر فرمائی یہاں تک کہ جب سرکار نے اعرابی  
 پاشا کو شکست دی اور ملک مصر بہر توفیق پاشا خدیو مصر پر تسلیم ہوا تو اوسکی خوشی میں  
 اتواب قلعہ فتحگدہ سے کہیں اور خریطہ خط تہنیت روانہ صدر کیا اسی طرح ہر موقع میں  
 باتفاق نامہ نگار سے پہلے اپنی خیر سگالی اور مدد دہی کا ارادہ سچے دل سے ظاہر کیا  
 جسکا شکریہ ذریعہ تحریر شستہ و تار ہا ہے برقی مکرر سہ کر طرف سے جناب و کسرا کشور ہند  
 کے معروض اطہار میں آیا اور یہہ کارروائی موجب کمال خوشی حکام عالم مقام ہوئی۔  
 ذکر محمود جدید بعد فتح مصر کے ۱۵ ستمبر ۱۸۸۲ء سے ایک ستارہ نیزہ دار جناب  
 مشرق سے تاتاریچ ہزار و زائد آخر شب کو بنواخت چہار ساعت برآمد ہوتا ہے جسکی دم  
 مثل ایک نیزہ بلند کے نہایت لمبی دچوڑی ہے سراوسکا چوٹا مشرق کی جڑ میں ہے اور  
 دم طرف جنوب کے منحرف اور سر پتلا برابر تارے کے اور دم نہایت عریض سفید رنگ  
 یکساں ہے جو ستارہ بعد زمانہ قدر ہندوستان کی جانب شمال سے نکلتا تھا اوسکی  
 صورت اور تہی وہ اتنا بڑا نہ تھا اور اوسکی دم بوجہ اجتماع چند کواکب خورد دیکھتے تیز  
 آتی تھی گویا دھماکا ہونا اوسکا ہیئت مجموعی تاروں سے منتشر ہوتا تھا اور اس

تارے کی دم مجرد ایک ستون سفید روشنی ہے کو اک دیگر سے یہ دم ملحوظ نہیں  
ہوتی مذہب اسلام میں تاثیر کو اک کا اعتقاد نجومیوں کی طرح پر نہیں بلکہ زینت آسمان  
اور آلہ رحمت یا طین اور علامات راہ بر و بحرین میں لکن اس قدر ضرور ہے کہ کثرت کو  
جلد جلد نکالنا ایسے ستاروں کا جنکو دُمدار کہتے ہیں علامت قریب زمان ظہور مہدیؑ  
و نزول حضرت مسیح علیہ السلام لکھا ہے اور اب مدت ذہ ماہ کی ختم تیرہویں صدی کو  
باقی ہے پھر سن ۱۸۶۷ء سے چودہویں صدی شروع ہوگی اور نزول  
عیسیٰ علیہ السلام و ظہور مہدی و خروج دجال اول صدی میں ہوگا جس کسی صدی  
میں ہو اور اس وجہ سے کہ یہ نزول و ظہور و خروج اوس وقت ہوگا جبکہ دنیا ظلم و جور  
سے بھر جاوے اور ہر صنعت گری و عمل داری اپنے کمال کو پہنچ جاوے معلوم ہو سکتا ہے  
کہ زمانہ نزول جناب مذکور نہایت قریب ہے ہر طرف سے تعصب مذہبی کا زور ہے  
نیچر پوکا شور ہے نیچر تو بظاہر آپکو زبردستی مسلمان کہتے ہیں ہندوین بھی بعض  
پنڈت موجد مذہب جدید ہو کر داعی خلق خدا طرف اپنی اوتیج کے میں مسلمان لکھنؤ  
میں ایک مذہب بین بین کا نکلا ہے اس قسم کے مفاسد سے ساری دنیا بھر گئی تھوڑا  
سال سے ایک نہ ایک جگہ ہنگامہ قتال گرم ہوا کوئی اپنے آقا سے قدیم سے باغی ہوتا ہے  
کوئی کسی کو زبردستی باغی و باپی ٹھہراتا ہے کوئی و باہیت کا سنکر ہے کوئی  
صلح کل کا طالب کوئی عقیدہ مذہب خاص کا ہے کوئی درپے آزار غبار اہل اسلام ہے  
کوئی سرپرست مذہب دہریہ کا ہے کوئی مسائل مذہب کو تقریر فلسفی میں لاتا ہے کوئی  
اہل سنت کی رد میں باثبات تقلید مذاہب سرگرم ہے کوئی متبعین حدیث کو رافضی بتاتا  
ہے کوئی مقلدون کو گمراہ بتاتا ہے کوئی کسی کی معاش و جایاد و جلازی سے چھینے  
لیتا ہے کوئی قریب و دغا بازی سے رسائی اپنے نزدیک رو سار و حکام کی چاہتا ہے  
کوئی ممنون احسان فکر محسن نشی میں ہر کسی جگہ باب و بیٹے میں جنگ ہے کسی جگہ ادا و خوشنشین میں



کسی جگہ دفتر کو مادر سزا ہے کسی جگہ غیر حقدار مدعی حق میں کسی جگہ مستحق خاموش ہیں  
غرض کہ اس قسم کے صد ہا ہزار بالاکھون فتنے ہر شہر و ملک میں کیا عجب کیا عجم برپا ہیں جن کا  
حصہ نہیں ہو سکتا ظہر الفساد فی الدین والجمہور کسبت الیکدی لانا سید احمد خان نیجر  
کو اپنی دہائیت کا اقرار ہے لیکن بے شبہ غیر خواہ سرکار انگریزی ہیں اس قسم کے پیچیدہ  
معاملہ شمار سے باہر ہیں اب بھی اگر قیامت جلد نہ آوے تو ہر کرب اور بگی کثرت آفات  
درون و بیرون سے اتبوز ندگی بسر کرنا دشوار ہو گیا ہے ۷

خونا پہ کشتی مدام کی ہے ہمنے  
مردم کے غرض تمام کی ہے ہمنے

ہر صبح غمخوار میں شام کی ہو ہمنے  
یہ مہلت کم کہ جسکو کہتے ہیں عمر

## فصل ششم

جب بحب اغوائے ملازمان قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کی ٹیمیں آن انڈیا نے اپنے پرچم پر  
مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۵۶ء میں حسب فرمائش سید حسن و سید احمد و منشی لطف اللہ  
خان و سید عبداللہ ساکن سورت آل عیدروس یہ چاہا پاکہ ہم لوگوں نے عربی اخبار  
جواب مطبوعہ قسطنطنیہ مورخہ ۲۵ محرم ۱۲۹۴ھ مطابق ہشتم جنوری ۱۸۵۶ء میں اس  
مضمون کو پایا ہے کہ صدیق حسن خان ایک معزز و مالدار نے جو بشوہر ہنر ہنس رئیسہ  
ہو پال جی ایس آئی ہیں دو تین اپنی خاص تصنیف کی کتابیں مطبع جواب میں چھپنے  
کو بھیجی ہیں خطبہ کتب سے ظاہر ہے کہ یہ کتابیں خلاف عام قواعد اسلام اور امن و امان  
مسائل مذہبی کی ہیں اور اس صحیح مذہب کے خلاف ہیں جو بارہ سو برس سے ایک  
طرح پر چلا آتا ہے اور یہ کتابیں تائید مذہب و مالدار ہیں تو اسی زمانہ میں صاحب  
جواب نے ٹیمیں کو جواب و دندان شکن دیا اور غلطی خبر مذکور کی ثابت کر دی یہ دوبارہ  
سید حسن وغیرہ چار نفر مذکور نے ٹیمیں آن انڈیا میں و مالدار ہونا میرا طبع کرایا اوپر

ریاست نے اعتراف کیا اور اجنبی سیمور اور اندر کو لکھا آخر تیس نے لکھنا خبر مذکور  
کا جھوٹ سمجھ کر ترک کر دیا۔ کیونکہ ان کتابوں میں ذکر بغاوت یا جہاد کا نہیں ہے بلکہ  
وہ مذہبی کتابیں بھی نہیں علم تاریخ و لغت و معانی و بیان وغیرہ کی ہیں پر ماہ و فیقہ  
۱۲۹۸ھ میں سید حسن مذکور مر گیا۔ اسلئے اس جگہ بضرورت بیان حال خبر مذکور  
لکھنا اس بات کا ضرور ہوا کہ یہ وہابیت کس چیز کا نام ہے جس پر اسقدر شور و غل مچا  
ہے۔ اور ہر شخص و قوم کے دشمن جب کسی کو ایذا پہونچانیکا قصد کرتے ہیں تو نزدیک  
حکام وقت کے اوسکو وہابی ظاہر کر کے بدنام کر دیتے ہیں۔ سو اصل اسکی یہ ہے  
کہ بموجب تحقیقات علماء عیسوی کے بطرح کتاب آثار الادبار وغیرہ مطبوعہ بیروت  
میں لکھا ہے۔ یہ بات معلوم ہوئی کہ محمد بن سعود نام ایک امیر ملک نجد میں تھا اوسکے  
وقت میں ایک شخص محمد عبدالوہاب نام ظاہر ہوئے اون سے اور قوم بوہرہ سے  
مخالفت مذہبی ہوئی محمد بن سعود نے اونکی مدد کی یہ واقعہ ۱۱۶۷ھ میں ہوا اور  
بعد ۱۱۶۹ھ کے ابن سعود مر گیا۔ اوسکی جگہ بیٹا اوسکا عبدالعزیز نام قائم ہوا  
اوس نے اپنے باپ کی طرح پر مذہب محمد بن عبدالوہاب کا رواج دیا اور اطراف  
نجد و ملک عرب میں لڑائی شروع کی یہاں تک کہ ۱۱۹۲ھ یا ۱۱۹۷ھ میں مکہ و مدینہ  
پر فتح پائی اور بہت علاقہ لے لیا اوسکے بعد بیٹا اوسکا سعود نام ۱۱۹۷ھ میں حکم  
ہوا اور باپ کے طریقہ پر کارروائی کی یہاں تک کہ حسب احکام سلطان محمود خان والی  
روم کے محمد علی پاشا مصر نے ۱۲۱۱ھ میں اوپر فوج کشی کی اور شکست دی پر وہ  
۱۲۱۶ھ میں مر گیا اوسکی عمر ۶۸ برس کی تھی۔ اوسکی جگہ اوسکا بیٹا عبداللہ نام  
قائم ہوا اوسکی لڑائی ابراہیم پاشا بن محمد علی پاشا سے ۱۲۱۶ھ میں ہوئی اور آخر  
کو قید ہو کر اسلامبول بھیجا گیا وہاں جا کر قید میں مر گیا اور یہ فقہ ۱۲۲۷ھ  
مطابق ۱۲۱۸ھ میں ختم ہو گیا۔ اصل اس مذہب کی یہ ثابت ہوئی اور معلوم ہوا

کہ سوائے اطراف ملک نجد کے کسی دوسری جگہ مذہب مذکور نے رواج نہیں پایا اور  
 دوسری کتب تاریخ بیروت سے جو تالیف علماء عیسوی کے ہیں۔ یہ بات بھی  
 معلوم ہوئی کہ مذہب محمد بن عبدالوہاب مذکور کا جنہلی تھا جب سے سعود وغیرہ  
 اور اسکے مددگار مرث گئے پر کسی نے اس دن سے آج تک اس ملک میں خروج  
 نہیں کیا ہندوستان کے مسلمان ہمیشہ سے مذہب شیعہ یا حنفی رکھتے ہیں انکی راہ  
 و رسم ملک نجد سے کسی کتاب تاریخ سے ثابت نہیں ہوتی اور نہ کوئی مسلمان اس  
 ملک کا مزید یا شاگرد اون لوگوں کا ہے اور نہ کوئی کتاب اس ملک کی اقلیم  
 میں رائج ہے۔ لکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شہر میں بعض لوگ بعضونکو وہابی کہتے  
 ہیں۔ اور ایک دوسرے کی رد میں کتابیں بناتے ہیں۔ اسکے سبب میں جسے جو  
 غور کیا تو یہ معلوم ہوا کہ یہ فساد آپس کی عداوت سے ہے۔ اسلئے کہ مذہب  
 اسلام میں باوجودیکہ تشریف فرستے ہیں جنگی گنتی علماء اسلام نے ایسی کتابوں میں  
 لکھے ہیں اونہیں کسی جگہ کوئی فرقہ بنام وہابیہ نہیں گنا۔ اسکے سوا جنکو ہندوستان  
 میں اونکے دشمنوں نے وہابی مشہور کیا ہے۔ وہ اس نام سے انکار کرتے ہیں  
 اور کوئی تعلق اونکا ملک نجد سے ثابت نہیں ہوتا۔ پر جو غور کیا گیا کہ وہ کون  
 مسائل ہیں جنکے سبب ایک فرقہ کا نام بدعتی ہوا اور دوسرا وہابی کہلایا۔ تو  
 معلوم ہوا کہ وہ چند مسئلہ ہیں۔ بعضے اونہیں متعلق عقائد ہیں اور بعض  
 متعلق عبادت اون مسائل میں کسی جگہ مسئلہ جہاد کا ذکر نہیں ہے اور ڈاکٹر ہنر  
 صاحب نے تعداد اون مسئلوں کی سات مسئلہ اپنی کتاب میں اور چودہ کتابیں  
 لکھی ہیں لکن ان مسائل میں اونسے غلطی ہوئی ہے چنانچہ نکتہ چینی  
 سید احمد خان سی ایس آئی سے ظاہر ہے جو مع ترجمہ انگریزی خاص مقام  
 لندن میں طبع ہوئی ہے اور جس کتاب کو ابھی غلط ہے اور بعض ایسی کتابوں کا

نام لیا ہے جو کسی کے نزدیک مذہب و مابی کے نہیں ہیں جیسے درختار۔ پس جو لوگ بزرگوں میں  
 پوجتے مردوں کی نذر و نیاز نہیں کرتے۔ مولویوں اور درویشوں کی راسے کی اطاعت نہیں  
 بجالاتے مجلس مولود نہیں کرتے تعز یہ نہیں بناتے کسی مذہب خاص کے پابند نہیں۔ چوری و  
 دغا بازی و رشوت خواری و زنا کاری و عہد شکنی وغیرہ افعال بد کو منع کرتے ہیں اور جو  
 دین بارہ سو برس سے چلا آتا ہے کہ حیوت سوا سے اسلام کے کوئی نام مذہب کا جانتا تھا  
 اور وہ قرآن شریف اور حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے اور وہ کتابیں ساٹھ ستر برس تک  
 اوس سے پیشتر سے گزریں کہ کلکتہ و دہلی و بمبئی و مصر وغیرہ میں طبع ہوئی ہیں اور یونانی میں  
 اور انوکھا صرف قائم ہونا عبادت پر یعنی نماز و روزہ و حج وغیرہ فریض پر اور بچنا ہر  
 فساد کی بات سے ہے۔ اور اس قسم کی کتب و رسائل سیکڑوں عدد عربی و غیرہ زبانوں میں  
 سیکڑوں برس سے تالیف ہوئی ہیں نہ جو وہ کتابیں ہیں نہ چالیس۔ انکو یہ بھی لوگ  
 جو پابند کسی مذہب خاص کے ہیں و مابی کہتے ہیں۔ ایک شخص فضل رسول نام شہر بدایون  
 ملک ہند کا رہنے والا تناسب سے پہلے و مابی نام اوس نے مسلمانان ہند کا رہا جس نام  
 کو عوام میں مشہور کر دیا جو لوگ فساد می تھے انہوں نے حکام کے ذہن میں یہ بات ڈال دی  
 کہ جو لوگ و مابی کہلاتے ہیں وہ سرکار انگریزی کے دشمن ہیں۔ سرکار نے جو غور فرمایا۔ تو  
 یہ دریافت کیا کہ مطلق و مابی کے کہنے سے کوئی ہمارا دشمن نہیں سمجھا جا تا جب تک کوئی جرم  
 بغاوت اوس سے صادر نہ ہو۔ مگر یہ بات مدت دراز کے بعد سرکار نے سمجھی ورنہ ایک ہزار  
 میں صرف کسی کے و مابی کہہ دینے پر بھی ہوا خدہ ہو جاتا تھا۔ اب وہ بات باقی نہ رہی۔ سید احمد  
 شاہ ساکن نصیر آباد بریلی میں ایک شخص تھے جنہوں نے بہت خلق کو نماز و روزے پر قائم کیا  
 اور گناہوں اور فساد کے کاموں سے روکا۔ اور پھر وہ ہندوستان سے چلے گئے۔  
 اتران پنجاب میں سکھوں سے لڑے انکو فضل رسول بدایونی نے و مابی ٹھہرایا اور  
 سرکار کا دشمن تھلا یا اور لاکھ وہ کلکتہ تک گئے تھے اور ہزاروں مسلمان فوج انگریزی کے

اونکے مرید ہوئے تھے۔ مگر اونہوں نے کبھی یہ ارادہ ساتھ سرکار انگریزی کے غلام نہیں کیا اور نہ سرکار نے اون سے کچھ تعرض فرمایا حالانکہ خاص کلکتہ سے سات سو آدمی اپنے ہمراہ لیکریج کو گئے اور مدت دراز تک ہندوؤں مریدوں کو ہمراہ لیکریج ہندوستان کے شہروں میں وعظ و نصیحت کرتے پھرتے اسکی تصدیق کیواسطے تھریسید احمد خان سی ایس آئی کافی ہے جو اونہوں نے جواب میں ڈاکٹر ہنر صاحب کے خاص لندن میں بیاریٹ اردو و انگریزی طبع کرائی ہے اوسمیں حال و بابوں کا اور حال سید احمد شاہ بریلوی کا اور سید جہاد و ہجرت کا اور سید دارالحرب اور دارالاسلام ہونے ملک ہندوستان کا اور ذکر اون کتابوں کا جنکو لوگ تصنیف دیا ہوئی خیال کرتے ہیں مفصل لکھا ہے اور انکا لکھنا اسواسطے زیادہ معتبر ہے کہ یہ بڑے معتد گورنمنٹ عالیہ اور خیر خواہ سرکار انگریزی کے ہیں سید احمد شاہ بریلوی کو نہیں دیکھا اور نہ اونکا زمانہ پایا لوگوں سے اونکا حال سنا اور کتاب سید احمد خان سی ایس آئی مطبوعہ مقام لندن ۱۸۷۷ء میں لکھا دیکھا گرجا میں جو ایک رویار محکمہ گورنمنٹ پنجاب وغیرہ مورخہ دہم نومبر ۱۸۷۷ء مقام کوہ مری دیکھا تو اوسکا مضمون اس عبارت سے معلوم ہوا کہ لفٹنٹ گورنر جنرل صاحب بہادر نے تین سو آدمی کی درخواست کے جواب میں جنکو لوگوں نے دی ہائی مشور کر کے ہر طرح کی معاش و عمدہ جات سرکار انگریزی سے محروم کر رکھا تھا یہ تحریر فرمایا کہ جناب موصوف کی طرف سے اوس عرضی کا جواب لکھا جاتا ہے جسپر تین شوخص کے دستخط ہیں اور جسہیں کئی ہزار اشخاص کی رائے اور خواہشوں کا اظہار ہے جو اہل اسلام میں اوس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں جو عوام الناس میں دیہاتی کے نام سے مشہور ہیں سالوں کا بیان ہے کہ اگرچہ وہ ایسے خیر خواہ سلطنت کے ہیں جیسے اور رعایا سے حضرت علیا ملکہ معظمہ دام اقبالہا میں سے تو بھی وہ بسبب اشتباہ بدخواہی سے سی کلکٹوں کے زیر بار ہیں اور چند ناچار یوں کے متحمل کئے جاتے ہیں کہ وہ اپنے مذہب کی رسوم کو آزادی کے ساتھ ادا نہیں کر سکتے حالانکہ ملکہ معظمہ کے اشتہار نے سبکو آزادی کا

وعدہ دیا ہے مگر وہ مسجدوں اور اسلامی جلسوں سے الگ کئے جاتے ہیں اور لوگ عموماً سرکار کے طریقہ کی پیروی کر کے اونکو حقارت اور بے اعتنائی سے دیکھتے ہیں کہ کسی بابی کے لئے عدالت سے قانونی میں انصاف پانا ناممکن ہے کیونکہ اس ملت و بابی کے معلوم ہوتی ہی حاکم عدالت اسکے خلاف پر آمادہ ہو جاتا ہے اخیر میں انکی یہ درخواست ہے کہ وہ گورنمنٹ کے اعتبار میں لئے جاویں اور لوگوں کو روکا جاوے کہ وہ اونکو بدخواہ سلطنت نہ خیال کریں اور ان سے ایسا سلوک نہ کریں جیسا بدخواہوں کے ساتھ ہوتا ہے خبر گیری اور نظر بندی سے خلاص کئے جاویں اور اپنے مذہب کی رسوم کو آزادانہ ادا کرنے پادین اور یہ ملازمان سرکار جو و بابی راویوں کے مقر ہیں وہ آئندہ شہدے سے بری ہوں اور ترقی سے محروم نہ ہوں۔ نواب لفتنٹ گورنر بہادر خوش بین کہ سائلین اپنی کالیف کے اظہار کے لئے پیش قدم ہوئے اور انکی درخواست کے پورے جواب دینے کو آمادہ ہیں۔ اول حسب احکم نواب معزی الیہ علی ہے کہ اگرچہ سائل نام و بابی کو رو کرتے ہیں۔ لکن یہ وہ نام ہے جس سے وہ عموماً مشہور ہیں جہاننگ لقب مذکور تخریر ہذا میں مستقل ہو ہے حقارت کے کلمہ کے طور پر نہیں ہوا۔ ماسوا اسکے نواب محمد علیہ اس مضمون کے ملاحظہ سے نہایت محفوظ ہوئے کہ سائل بالکل خیال بدخواہی دولت ملک معظمہ سے بھی منکر ہیں اور اپنے تئیں ان و بابیوں کی حرکات مخالفانہ اور راویوں سے جو کئی سال سے خفیہ فتنہ پرداز یا ظاہر مخالفت میں مشغول ہیں بالکل بے تعلق ظاہر کرتے ہیں جناب موصوف ان گزارشات اطمینانی کے قبول کرنے کے لئے بہم وجہ ضامنہ ہیں اس جماعت نے جسکی طرف سے سائل معروض رسالین کچھ عرصہ گذشتہ سے پنجاب میں نہایت خیر خواہی اور رفاقت کے طریقہ سے سلوک رکھا اور جناب معزی الیہ ان کو یقین دلاتے ہیں کہ جب تک وہ ملک معظمہ کے نیکو در عایا کے مانند کار بند رہیں گے سرکار باوقار ان سے برابر اسی مہربانی سے سلوک کریں گی جیسے کسی اور جماعت رعایا کے ملک معظمہ

اگرچہ فرقہ مشہور وہابی کی نسبت بدگمانی رہی ہے تو باعث اور کا یہ ہے کہ انکے اراکین  
 مین سے بہت سے خصوصاً ہندوستان کے دیگر حصوں مین طریقہ بدخواہی سے کام  
 کیا خاکہ اس معاملہ مین کہ اوہنوں نے اوسس گروہ باغیان کو امداد دے  
 جو مقابلہ ملک سرحد ہزارہ پر آباد ہیں لیکن نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کا یہ منشا نہیں ہے  
 کہ اوروں کے جرائم سالکوں کے یا اور کسی کے جو انکی طرح خیر خواہی پست کا اظہار  
 کریں اور نیکو ورعایا کے مانند کار بند رہیں ذمہ لگاویں جو اللہ چاہے درباب  
 پرستش مذہبی حسب الارشاد نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے مرقوم ہے کہ جناب مقتسم الیہ  
 جانتے ہیں کہ گورنمنٹ عالیہ کے اشتہارات جنگی رُوس سے ہر ملت کے پیروں کو سخت  
 ہے کہ اپنی پرستش بلا بندش کریں۔ تاوقتیکہ امن عامہ کو خطرہ نہ پڑے ہر طرح تعمیل  
 کیجاوے۔ لیکن جو مخالف وہابی طریق کی پرستش کے عام عمل کے باب مین ہے وہ  
 خود اہل اسلام کی طرف سے ہے نہ کہ سرکار سے۔ وہابی ایک فرقہ ایسے اشخاص کا ہے  
 کہ وہ اوس طریقہ اسلام سے جو عموماً پنجاب مین رائج ہے اتفاق کلی نہیں کرتے اور  
 گو وہ اپنی مسجد و مین اپنی رسوم کے آزادانہ عمل کرنے اور اوس جگہ اپنے خاص  
 مسلمانوں کے وعظ کر نیکا استحقاق اظہار کریں لیکن وہ اون مساجد کے استعمال  
 کے باب مین جو راشد مسلمانوں کے زر سے اور انکے استعمال کے لئے بنے ہوئے  
 ہیں اصرار نہیں کر سکتے۔ جہاں تک تو امد پولیس کا تعلق ہے فی الحال وہابی کسی خاص  
 نظر بندی مین نہیں ہیں اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر سالکوں کی گزارشات اطمینانی  
 سے اس امر کے یقین کر نیکو بہت خوش ہیں کہ اسکی آئندہ بھی ضرورت نہ پڑے گی۔ علاوہ  
 بریں سرکار اپنے اون اہلکار و نکو جو سالکوں کی ملت سے ہیں ناہربانی سے نہیں دیکھتی  
 ہے اور نہ انکو ترقی سے محروم رکھتی ہے جو کچھ سرکار اپنے ملازموں سے چاہتی ہے  
 وہ یہ ہے کہ وہ اپنے فرائض کے انجام مین سرگرمی ظاہر کریں اور خست خیر خواہی سے

لبوس رین اور کے نبوت میں تذکرہ لکھا جاتا ہے کہ سید ہدایت علی تحصیلدار پٹیاہ  
جو فرقہ وہابی میں بہت مشہور ہیں کچھ عرصہ ہوا کہ عمدہ اکثر اسسٹنٹی پرمترقی ہوئے  
اور کم سے کم ایک اور شخص کا نام جو اسی ملت میں سے ہے اور جسکی خدمات اکثر دفع پسند  
ہوئی ایسے ہی ترقی کے لئے جو کسی مناسب وقت پر عمل میں آوے فہرست میں درج کر  
نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بخش ہیں کہ اوںکو یہ موقع سائلوں کے اطمینان کرنیکا ملا کہ  
جب تک اوںکا چال وچلن ایسے نیک رویہ سے اور ایسا غیر خواہ نہ جیسا کہ اب ہے رہیگا تو  
اون سے سرکار باوقار نامہ ربانی سے سلوک نہ کریگی یہ مرسلت صاحبان کسٹرن ان قیمت  
ہائے اضلاع کے لئے بھیجی جاوے گی ۱۰ رنو ہر سلسلہ ۱۰۰ کوہ مری۔ تمام ہوئی عبارت روکا  
محکمہ گورنمنٹ پنجاب کی بعدہ سول اینڈ لیٹری گزٹ مورخہ ہشتم اگست ۱۸۹۹ء مطبوعہ  
لاہور میں تائید اس عبارت کی اس طرح پردیکھی گئی کہ آج کل مشکل ہوگا اگلے خیالات کو  
جو لوگ ثابت کر رہے تھے کہ بغاوت ہند کی وہابیوں کے سبب سے ہوئی اسکا ثابت کرنا  
مشکل پڑیگا اور اس گزٹ میں یہ بھی ذکر ہے کہ مولوی محبوب علی دہلوی نے زمانہ  
غدر کی لڑائی کی نسبت جس میں بخت خان باغی نے اوںکو شریک کرنا چاہا تاہما جہاد ہونے  
کا انکار کیا اور مولوی محمد حسین لاہوری بھی اب تک بذریعہ پرچہ اشاعت السنہ جہا  
کا نسبت گورنمنٹ ہند کے انکار کرتے ہیں پھر دوسرے پرچہ گزٹ مذکور مورخہ اکتوبر  
سنہ صدر میں یہ لکھا دیکھا کہ مولوی محمد حسین لاہوری نے سرلوہس کا وگ ناری کا  
مقام کا بل میں ظلماً مارا جانا ثابت کیا ہے اور مذہب اسلام سے سلسلہ اسکا یہ بتایا  
ہے کہ قاصد مذہب مخالف کا نزدیک مسلمانوں کے مارا نہیں جاتا اور آنحضرت صلعم  
نے اہل امر کے آخر عمر میں وصیت فرمائی ہے۔ چھپرائتار تحریر اس فصل میں پرچہ موسوم  
تیرہویں صدی جلد سوم نمبر پنجم مطبوعہ دفتر آگرہ اخبار محلہ نئی بستی مورخہ ۱۲۹۸ھ  
اس مضمون سے میری نظر میں گزرا کہ ہمدردی آبا دین چند روز رہنے کا اتفاق ہوا



بننے چند نوجوان دیکھے جو اس فکر میں مدہوش ہیں کہ مسلمانوں کی رسمی اور مذہبی عیوب  
 کی ایک کتاب بنائی جاوے اور جتنے عالم ایسے ہوئے ہیں کہ اوپر محدث کا لفظ بولا گیا  
 ہے اور نیز اب جو عالم اس قسم کے جہان جہان موجود ہیں انکو ایک فرست میں داخل  
 کر کے انکی تصنیفات پر اعتراض کئے جاویں۔ اور انکو لقب و بابی سے یاد کیا جاوے  
 اس کتاب کا نام جسے ترتر دید و با بیان تجویز کیا گیا ہے الی قولہ اس سے بجز تسویک و  
 کیا حاصل ہے اگر خوشنودی و خوشامد گورنمنٹ کے لئے ایسی کتاب کی ضرورت ہو تو  
 یہ بات دوسری ہے اور اسکا ڈھنگ ہی دوسرا ہے اور اوہمیں در دسر کرنا حاصل  
 ہے ایسی کئی کتابیں تصنیف و شتہ ہو چکی ہیں ازرا بخلہ کمو خوب یاد پڑتا ہے کہ ۱۲۸۹ھ  
 یا ۱۲۹۰ھ میں جبکہ چند صاحبان انگریز نے اس امر پر بحث شروع کی تھی کہ فرقہ و بابیہ  
 کے مسائل ہماری سلطنت میں ذریعہ فساد ہو سکتے ہیں اور اوپر بہت سے ملکی خیر خواہوں  
 کی طبیعت کا رجحان ہو کر بہت دنوں تک اسکی بحث جاری رہی تھی آخر کو وہ بحث  
 دست اندازی گورنمنٹ سے باہر رکھی گئی اسوقت مولوی عبداللطیف خان بہادر  
 جسٹس کلکتہ نے اس خیال کے رد میں عام مسلمانوں کی طرف سے ایک رسالہ شتہ  
 کیا تھا اور اوہمیں عام اطراف ہندوستان کے عالموں اور نیز علماء مکہ و مدینہ وغیرہ  
 کے فتوے نقل کئے تھے جس سے سرکار کو معلوم ہو جاوے کہ تمام قباو اسے مذکورہ  
 کی رُو سے کل مسلمانوں کو سرکار کی مخالفت ناجائز ہے اور کسی شخص کو حیثیت موجودہ  
 پر ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہ رہے اور ہمارے ہوپال میں ہی  
 جناب ستھاب معالی القاب فاضل اجل عالم اکمل محدث باکمال مفسر ہمتیال حضرت نواب  
 والا جاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر دام اقبال نے اس  
 رسالہ کو پسند فرما کر حکم دیا کہ اسکو اچھی طرح شائع کریں اور حضور موصوف نے  
 خود بھی اس سلسلہ کو نہایت تحقیق و احتیاط سے اپنی کئی کتابوں میں بصرحت تمام

تحریر فرمایا ہے جس میں حیثیت موجودہ پیر سرکار انگریزی کی مخالفت کو قطعاً ناجائز لکھا ہے اور جن علما و متقدم نے مثل شاہ عبدالعزیز صاحب وغیرہ کے تاویلات دیگر اسکے خلاف اپنا مسلک اختیار کیا ہے ان تاویلات کو نہایت عمدگی سے علمدہ کیا ہے خصوصاً حضور محترم الیہ نے دو برس پیشتر اس سلسلہ کو کتاب موائد العوائد میں نہایت خوبی و تحقیق سے بیان فرمایا ہے اور جیسی اور کتابیں ہندوستان سے لیکر مصر اور استنبول تک اور پشاور سے لیکر طہران تک تقسیم ہو گئیں ویسے ہی یہ کتاب بھی جا بجا پہنچ گئی اور اگر کوئی صاحب ہم سے فرمایش کرے کہ تو ہم بیحد ننگے پس ہمارے نزدیک جب ایسے عالم ستند اور رئیس معتبر کی کتاب موجود ہے اور مولوی عبداللطیف خان صاحب کے رسالہ میں بہت سے فتوے بصرحت مندرج ہیں تو اب ایسے ایسے چٹھے بیٹوں کو اپنے دخل و معقولات کی کیا ضرورت ہے اور اپنے مذہب کی کتابوں پر بے فائدہ جھوٹے اعتراض وار کرنے اور دوسروں کی نظر میں خود کو مطعون کرنے سے کیا فائدہ الی قولہ مثلاً ہم سنی المذہب ہیں ہم کو کوئی وہابی بیان کرے جسکی اصلیت کچھ نہیں اور نہ وہابی کا لقب اپنے لئے کسی نے اختیار کیا ہے اور کوئی علت یہ ہو کہ سرکار ہم سے بدظن ہو یا ہماری اور ہماری حیثیت کی نسبت بے موقع الفاظ کا استعمال کرے یا ہمارے عقائد پر ایسے اعتراض وار کرے جس سے مذہب میں بزرگیختگی پیدا ہو تو اس دور انگشتیہ میں بصورت استغاثہ مصنف مذکور تباہی و بربادی سے محفوظ نہیں رہ سکتا چہر ایسا کام کیوں کرے جس سے بجز حماقت و نقصان کے کچھ فائدہ نہ ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ جو شخص مذہبی امور میں مداخلت کی لیاقت نہیں رکھتا ہے وہ خود کو دخل و معقولات سے بچا تا رہے یا خود کو اس لائق کرے تب ایسا حوصلہ کرے انتہی بلفظہ - اسکے بعد نمبر ششم جلد چہارم اشاعت اسنتہ کو مینے دیکھا اس کے اول میں یہ لکھا ہے کہ صفحہ ۱۶۴ سے آخر تک لائق ملاحظہ گوئیے

یہ پرچہ بابت رجب ۱۲۹۱ھ مطابق جون ۱۸۷۱ء کے ہے مینے بھی اوسکو ملاحظہ کیا  
 معلوم ہوا کہ اسے صاحب اشاعت کی دربارہ اصلاح طریقہ مناظرہ مذہبی اتفاق پائی  
 اہل اسلام و انتظام عام ملک ہند کے بہت مناسب اور صحیح ہے گو ٹرنٹ کو اوسپر لحاظ  
 فرمانے سے نہایت اسن جانب عامہ خلق سے حاصل ہوگا اور رفع تعصبات مذہبی سے  
 جہین خاص و عام گرفتار ہیں ایک عمدہ انتظام ملک کا ماتہ آویگا اسکے بعد میں  
 کتابوں کے مینے جو اپنی کتابوں میں مطابق مذہب خفیہ ہندوستان کو دارالاسلام  
 لکھا اور فقہان شریعت جہاد کا اس ملک میں ذکر کیا جسکا حوالہ تیرہویں صدی میں  
 دیا گیا ہے یہ تحریر میری قبل از اطلاع کے ہے اوس بحث پر جو کلامتہ میں ہوئی اور  
 اوسمیں مولوی عبداللطیف خان صاحب بہادر سی ایس آئی اسے نے کوشش فرمائی  
 اور سید احمد خان صاحب بہادر نے نکتہ چینی ڈاکٹر منظر صاحب میں کتاب بنائی کیونکہ  
 اس ریاست ہویال میں آج تک بحث مذہبی کا کسی قوم کے ساتھ چرچا نہیں ہے کہ ریاست  
 اور اہالی ریاست کو دوسرے بلاد کی بحث پر اطلاع یا شوق دیکھنے ایسی کتب کا ہو  
 بلکہ مینے اس ۱۲۹۱ھ میں بضرورت ملکی نکتہ چینی مذکورہ کو دیکھا اور طرف اخبار  
 مذکورہ کے رجوع کیا اسلئے کہ تحریرات مذکورہ کو موافق منشا اہل اسلام عموماً اور اہل  
 حدیث کے خصوصاً پایا جھکوا اس جگہ شکر گزاری خواجہ محمد یوسف علی صاحب مہتمم ترمین  
 صدی کی لازم ہے کہ انہوں نے غائبانہ میری تحریر سابق ولاحق کی تصدیق و  
 تائید فرمائی لطف دیگر یہ ہے کہ مینے اپنی ایک کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ہندوستان  
 جن علماء کے نزدیک دارالحرب ہے اونکی واپسوں کی بنیاد پر بھی خاص اس جگہ جہاد  
 نہیں ہو سکتا گو یا یہ نزاع لفظی ہے اسی طرح جو ایک کتاب خبر نام دربارہ جہاد  
 و ہجرت بزمانہ جنگ روم و روس لکھی تھی اوسمیں بھی واسطے ايقاع جہاد کے وہی  
 شرائط مذکور ہیں جنکا وجود اس زمانہ میں مفقود ہے بلکہ ایک کتاب دوسری میں

جس کا نام اگلیل ہے مثلاً یہ بات عربی عبارت میں اپنے استاد و الاستاد مرحوم قاضی محمد بن علی بنو کانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہے کہ اقل درجہ عدل کا واسطہ امام کے یہ ہے کہ مثل سرکار برکش کے اسباب رفاه عام میں کوشش کرے اور خیر خواہ دین جوے عامہ خلق ہو عرض کہ مجرد وجود مسائل جہاد کا کتب قدیمہ و جدیدہ ملت اسلام میں اور بیان احکام جہاد کا ہمراہ مخالفان مذہب اسلام کے ہرگز وسیلہ کسی فساد و بغاوت کا ہمراہ سلطنت گو نہ نہت عالیہ کے نہیں ہو سکتا ہے یہ بات ضروریات ہر مذہب و ہر ملت سے ہے کہ ہر عالم اپنے مذہب کا جب کوئی کتاب مذہبی بطور تحقیق و تفتیح تصنیف و تالیف کر گیا تو جو بات اس مذہب میں از رو سے دلیل و برہان ثابت ہو گی اور کو لکھیکا جسطہ قرآن شریف اور کتب حدیث و فقہ اسلام میں کتاب اجماع و جماع مسائل و فضائل و احکام موجود اور درس و تدریس میں مروج ہے اس تصنیف سے کوئی تہلیل و قوع فتنہ و فساد کا نہیں ہو سکتا جب تک کہ صاحب تصنیف اسباب ظاہری بغاوت جمع کر کے مدعی امامت یا جہاد کا نہوا اور دعوت عام فتنہ و فساد نہ کرے نہ ارہا باغی زمانہ غدر و غیرہ میں از رو سے تو اسے ملکی ایسے دیکھے سنے گئے کہ جن سے پلے درجہ کی بغاوت حکام سابق و حال کی واقع ہوئی حالانکہ وہ لوگ علم سے بالکل محروم تھے اور انکے افسر و امیر بھی نام جہاد کا یا اسکی فضیلت کا حال نہیں جانتے تھے چہ جائے عوام لشکر اور مقصود اوں کا اس بغاوت سے جہاد اسلامی نہ تھا اور اگر یہ مقصود ہوتا تو کبھی کوئی عالم اسلام اونکی تصدیق و تائید اس کام میں نہ کرتا سمجھتا تھا نہ امت اور جہاد علماء حدیث پر خواہ قدما رہوں یا متاخرین محض خیال خام ہے کوئی دانشمند تجربہ کار معاملہ فہم ہرگز اس بات کو قبول نہیں کر سکتا ہے کہ سوائے اوں ملایون کے جو علم کامل سے جاہل اور تحقیق صحیح سے عاطل ہیں کوئی شخص بھی اہل علم و معرفت سے ایسا دعویٰ کرے کہ سرکار سے جہاد کرنا مذہب اسلام میں حالت موجودہ پر بالخصوص

فرض ہے یا اس وقت میں شر و طہاد موجود ہیں اور مجھ کو تو خاصہ اس بحث میں قلم اٹھانے سے کچھ غرض نہ تھی مگر جبکہ ایک کتاب مجموعہ خطب جو کا نام موعظہ حسنہ ہے بھوپال میں طبع ہوئی اور وہ کتاب ایسی تھی کہ اوسمیں خطب جمعہ سال تمام کے فی ماہ چھ خطبہ علماء ربانین مرحومین صد ہا سال کے جمع تھے مثل ابن الجوزی و محمد بن احمد عینی وغیرہ اہل حدیث کے اوسمیں اتفاقاً ایک خطبہ غزوہ کا مولفہ مولوی محمد اسماعیل مرحوم کا بھی آخر کتاب میں بذیل خطبہ کسوف و خسوف و استسقاء و نکاح وغیرہ حسب طریقہ دیگر مجموعات خطبہ مطبوعہ بلا د متفرقہ درج تھا اوس پر یاروں نے مجھ کو دہائی کہہ دیا جس کا جواب دیا جبہ کتاب غزالی تاریخ بھوپال میں لکھا گیا ہے حالانکہ میں نے مولوی محمد اسماعیل کو نہیں دیکھا اور نہ اونکا زمانہ پایا اور نہ اونکی کسی کتاب میں ذکر جہاد کا لکھا دیکھا اور نہ خاص اس خطبہ میں ذکر جہاد کا ساتھ گورنمنٹ کے ہے صرف بیان فضیلت جہاد کا ہے جس طرح ساری کتب اسلامیہ میں لکھا ہے اس طرح کے خطبہ و کتب تاریخ سلاطین اسلام وغیرہ میں بہت لکھے ہیں اور مجامیع خطبہ مطبوعہ بلا د متفرقہ میں بھی موجود ہیں بلکہ آٹھ برس پہلے طبع مجموعہ خطبہ مذکور سے میں نے کتاب ہدایۃ السائل میں ایک فقرہ یہ بھی تحریر کیا ہے کہ ہم نے اتباع محمد بن عبد الوہاب نجدی کا لازم ہے اور نہ اتباع محمد اسماعیل دہلوی کا حالانکہ اگر کوئی شخص مسلمان کسی عالم اسلام کی کتاب سے کوئی مسئلہ روشرک و بدعت و تقلید کا نقل کرے اور اس کے موافق عقیدہ رکھے اور اوس کو اپنا پیشوا جانے تو یہ بات بھی کچھ ضرر کسی سلطنت و دولت کو اس وقت تک نہیں ہو سکتی ہے جب تک کہ بنیاد و بنیاد و بغاوت کی اوس پر قائم ہو علماء ہر ملت و مذہب ایک دوسرے کی کتاب سے ہمیشہ نقل و استفادہ و استدلال کیا کرتے ہیں یہ امر کوئی جرم مذہبی یا قانونی نہیں ہے مگر جب یہ تہمت نسبت میرے بطور زنجیری لگائی گئی تو اس وقت جس طرح ہر شخص کو اپنے خلاف نشانہ امر پر غصہ و رنج ہوتا ہے مجھ کو بھی اس

مختصری بے اصل اور تہمت محض پر غصہ و رنج پیدا ہوا ناچار میں نے اس فصل کو واسطے بیان  
 حال و ہامیت کے تحریر کیا ہجو و ہابی کہنا ایسا ہے جیسا کوئی کسی کو گالی دے اور منسوب  
 کرنا ہمارا طعن اور ان اشخاص کے جن کا نام بعض لوگوں نے براہ عداوت مذہبی یا خانگی  
 و ہابی رکھا ہے اور وہ لوگ بھی و ہابی نہ تھے اور نہ انہوں نے سرکار انگریزی سے کبھی  
 جہاد کیا اور نہ ہندوستان میں فتویٰ جہاد کا لکھا سر اسرنا انصافی ہے عین لہذا تفاق  
 رائے سید احمد خان صاحب بہادر سے جو انہوں نے جواب ڈاکٹر منیر صاحب میں ظاہر  
 کی ہے اور کتاب نکتہ جینی میں لکھی ہے یہ کہتا ہوں کہ سید احمد شاہ بریلوی جب کا نام  
 فضل رسول بدایونی نے و ہابی مشہور کیا تھا وہ اپنی ذات سے عالم مولوی نہ تھے ایک  
 درویش قوم سادات سے تھے شاہ عبد العزیز دہلوی کے مرید انہیں کے طریقہ پر چلتے  
 تھے اور وہ اپنے باپ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے طریقہ پر تھے۔ اور خلق کو وعظ  
 و نصیحت کرتے تھے اونکی نصیحت سے ہزاروں جاہل ہندوستان کے راہ راست پر لگے  
 شاہ عبد العزیز اور اونکے باپ کا زمانہ ہنگامہ ملک نجد سے قریب یا اول تھا مگر اونکو  
 کسی نے و ہابی نہ کہا اور نہ انہوں نے ملک نجد کو دیکھا اور نہ اونکو طریقہ اہل نجد اطلاع  
 حاصل ہوئی اور نہ انہوں نے کسی اپنی تصنیف میں ذکر و ہابیوں کا لکھا۔ بلکہ وہ  
 نام و مذہب و ہابی سے ہی آگاہ نہ تھے۔ اس سلسلہ جو تصنیف سید احمد شاہ صاحب  
 بریلوی اور اونکے مرید و نکی ہے اوس میں کہیں بھی ذکر و ہابیوں کا نہیں ہے اور  
 نہ مسئلہ جہاد کا لکھا ہے ایک کتاب اونکی صراط مستقیم نام ہے جو مکملہ میں اسی  
 زمانہ میں طبع ہوئی تھی اور پھر دوبارہ اس زمانہ میں دہلی میٹھ میں چھپی۔ اور  
 سائل درویشی ہیں۔ دوسری کتاب تقویت الایمان مولفہ مولوی اسماعیل دہلوی  
 ہے اوچین ذکر و شرک و بدعت کا ہے کہیں و ہابیوں کا اور مسئلہ جہاد کا پتہ ہی نہیں  
 یہی حال کتاب راہ سنت اور ہدایت المؤمنین کا ہے کہ اوس میں بدعات اور تفریہ

کی بُرائی لکھی ہے۔ تعزیر یہ ایک ایسی چیز ہے کہ مذہب شیعہ میں بھی بدعت ہے گوشت  
 اگر ساری کتابوں کو جمع فرما کر ملاحظہ کر لگی تو کسی کتاب میں ان کتب سے مسئلہ جہاد کا  
 یا بغاوت کا سرکار انگشتیہ سے یا فساد سکمانے کی کوئی بات نہ پائیگی۔ سید احمد خان  
 بہادر سیالپوری آئی سے اس مقام پر یہ بھول ہوئی ہے کہ انہوں نے لفظ ہابی کا  
 حق میں سید احمد شاہ اور ان کے مریدوں اور شاگردوں کے روار کھا اور یہ  
 بھی لکھا کہ ہر فرقہ حنفی مذہب وغیرہ میں بھی وہابی ہوتے ہیں مگر یہ لوگ معتقد جہاد  
 کے ساتھ سرکار انگریزی نہیں ہیں۔ اور آخر فقرہ اوکا یہ ہے کہ ہم اس وقت بہت  
 ایسے آدمیوں کا نشان دے سکتے ہیں جو سرکار کے ملازم ہیں اور ملازم بھی ایسے کہ اگر  
 زیادہ سرکار کا خیر خواہ اور معتقد کوئی نہیں با اینہم وہ اپنے تئیں کھلے سزا نہ تامل  
 وہابی کہتے ہیں اور اس کہنے پر اونکو ایک طرح کا ناز ہے۔ مراد اس عبارت سے خود  
 سید احمد خان بہادر ہیں کہ وہ اپنی جان کو وہابی قرار دیتے ہیں۔ مگر ہمارے نزدیک  
 تحقیق یہ ہے کہ سارے جہان کے مسلمان دو طرح پر ہیں۔ ایک خالص اہل سنت و  
 جماعت جنکو اہل حدیث بھی کہتے ہیں دوسرے مقلد مذہب خاص وہ چار گروہ ہیں  
 حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ جو شخص ملک نجد میں پیدا ہوا اور جسکی رائے پر محمد بن  
 سعود نجدی نے بوہرون اور عرب کے مسلمانوں اور یروں سے لڑائی کی وہ  
 شخص حنبلی مذہب تھا۔ یہ بات کتب تواریخ عیسائی و اہل اسلام دونوں سے ثابت  
 ہے۔ پھر اہل حدیث کس طرح وہابی ہو سکتے ہیں۔ علاوہ اسکے خاص ہندوستان کے  
 شہروں میں ہر جگہ وہابی نام ایک مفہوم جدید کا ہے فضل رسول بدایونی کے  
 شاگرد و مرید اوسکو وہابی کہتے ہیں جو قبروں اور پیروں کو نہ پوجے اور ہر بدعت  
 کا انکار کرے۔ لکنو کا پیور دہلی میں وہابی اوسکو کہتے ہیں۔ جو مذہب حنفی وغیرہ کی  
 تقلید کرے اور خاص مقلد ایک مذہب کا نہو بلکہ حدیث و قرآن پر چلے بھی وغیرہ ہیں

مذہب وہابی

وہابی اوسکو کہتے ہیں جو شیخ عبدالقادر بیلانی کا معتقد نہ ہو اور جہاز و آگ بوت میں بھکر  
 عیدروس کا لغزہ نہ مارے اور وقت تکلیف و تردد کے اونکو نہ پکارے جیسا آباد  
 دکن میں وہابی اوسکا نام ہے جو سینہ ہی نہ پئے اور وہاں کے میلوں اور عرسوں  
 میں نہ جاوے اور کسی جگہ وہابی وہ ہے جو لمبی ڈاڑھی رکھے موچھین کتر اوسے اونچا  
 پاجامہ پہنے۔ اور کسی جگہ وہابی وہ ہے جو محفل مولود اور گیارہویں شیخ عبدالقادر  
 کی نہ کرے ہو یا ل میں وہابی وہ ہے جو تعزیہ نہ بناوے اچھیر مکن پور نہ جاوے و قرآن  
 شریف کا ترجمہ پڑھے پڑھاوے نذر نیاڈ کا کمانا نہ کھاوے۔ غرض کہ ہر شہر میں وہابی  
 کے معنی جدا جدا ہیں۔ اور سرکار انگریزی کے نزدیک بموجب تحقیق ڈاکٹر ہنٹر صاحب  
 وہابیت نام بغاوت کا اور وہابی نام جہاد کرنے والی کتا ہے۔ سواس مفہوم کارڈ  
 سید احمد خان بہادر نے بخوبی اپنی کتاب مذکور میں لکھ دیا ہے۔ اور وہ براہ ہضاف  
 و معاملہ شناسی کے نزدیک گورنمنٹ وغیرہ کے مقبول بھی ٹھرا۔ مگر میں اس جگہ یہ بات  
 کہتا ہوں کہ مسئلہ جہاد کا ایسی چیز ہے کہ ساری دنیا کے مسلمان اوسکے معتقد ہیں اور  
 سب فرقہ اسلام کے اوسکے قائل ہیں اور سب کی کتابوں میں وہ ایک ہی حالت پر لکھا ہے  
 یہ بھی عجب اتفاق ہے کہ یہ مسئلہ سب کی کتابوں میں بلا اختلاف لکھا ہے باہم مسلمانوں  
 کے کم ایسے مسئلہ ہونگے جنہیں اختلاف ہو سوا اس مسئلہ کے کہ ایک طرح پر چلا آتا ہے پھر  
 جب مسئلہ مذکور سب کے نزدیک ثابت ہے۔ تو پھر خاص کسی فرقہ مسلمان کا نام وہابی  
 رکھنا اور اوس سے خاص بغاوت و جہاد کا سمجھنا خلاف عقل ہے۔ اور اگر موافق  
 عقل ہے تو ساری دنیا کے مسلمان وہابی ہوئے چند مسلمانان ہند کی کیا خصوصیت  
 ہے۔ کتاب در مختار۔ بدایہ۔ شرح وقایہ۔ فتاواے عالمگیری۔ حاشیہ شامی وغیرہ  
 کتابین خاص مذہب حنفی کی ہیں ان میں مسئلہ جہاد کا موجود ہے۔ اس مذہب کے  
 لوگ وہابی ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ اور سرکار بھی شاید انکو وہابی نہیں کہتے



اور اہل نجد بھی اونکو اپنا ہم مذہب نہیں جانتے حالانکہ یہ کتابیں چند مرتبہ ہندوستان  
 و مصر میں طبع ہوئیں اور ادنیٰ عمل سارے حنفیوں کا ہے۔ اسی طرح جو چہ سات بڑی  
 کتابیں علم حدیث کی ہیں۔ اور اہل حدیث اعتقاد رکھتے ہیں جیسے موطا۔  
 بخاری۔ مسلم۔ ابو داؤد۔ نسائی۔ ترمذی۔ ابن ماجہ اور نین بھی مسئلہ جہاد کا  
 موجود ہے اسی طرح کتب مذہب شیعہ میں بھی یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے مگر وہ جہاد کو  
 ظاہر ہونے امام مہدی پر ملتوی کرتے ہیں۔ اور اہل سنت وجود شریعہ جہاد پر۔  
 یہ شروط بھی کچھ ایسے نہیں کہ ہر زمانہ میں موجود ہوں انکا پایا جانا بھی مثل خروج  
 امام مہدی کے مشکل ہے کتابوں کو رہتے۔ دو خاص قرآن شریف میں جو سارے  
 فرقوں اسلام کا اصل اصول ہے مسئلہ جہاد کا اور اسکی فضیلت موجود ہے اور  
 قرآن شریف کا ترجمہ۔ اردو۔ فارسی۔ عربی۔ ترکی۔ پشتو۔ برہمنی۔ فرانسیسی۔ رومن  
 یونانی۔ سنسکرت۔ لاطینی۔ انگریزی میں ہو گیا ہے اور ساری دنیا میں موجود  
 اور مسلمانوں میں اس کے پڑھنے کا عام یہاں تک رواج ہے کہ ہر عورت و مرد بچا بوڑھا جوان  
 اوسکو روزانہ توڑا سا بطور وظیفہ پڑھتا ہے لیکن کوئی شخص اوسکو پڑھ کر جہاد و بغاوت  
 کرنے پر آجتا کہ آمادہ ہوا۔ اسلئے کہ وہ شرطیں موجود نہیں ہیں۔ اس زمانے کو جانے دے  
 پان سو برس پہلے جب تیمور لنگ نے فوج کشی کر کے بہت ملک مسلمانوں اور غیر مسلمانوں  
 کے لئے اوسوقت بھی کسی عالم اسلام نے اس لڑائی کو جہاد نہ سمجھا۔ بلکہ فتنہ قرار  
 دیا۔ حالانکہ تیمور سلطان تھا۔ پس جھیکہ پان سو برس اول کی لڑائی یا دشاہ اسلام کی  
 بسبب فقدان شرائط کے جہاد نہ ٹھری۔ تو اب حال کے فساد و بغاوت کو جو جاہل لوگ  
 ہر جگہ کرتے ہیں کون جہاد کہہ سکتا ہے اور یہ لڑائی کب لائق اوس اجر و ثواب کی  
 ہو سکتی ہے جسکا وعدہ خاص قرآن شریف اور حدیث اور فقہ کی کتابوں میں عموماً  
 لکھا ہے اور جسکی شرائط ساری تفصیفات اسلام میں گن کر لکھی گئی ہیں۔ اسی طرح جو

لڑائی محمد بن سعود بادشاہ نجد اور اوسکی اولاد نے کی اوسکو بھی کسی نے جہاد نہیں  
 کہا بڑی ہندوئی اسلام کی مکہ مدینہ اور ملک میں ہے وہاں کے لوگ بھی محمد بن سعود  
 بادشاہ نجد سے ناراض تھے۔ اس طرح زمانہ غدر میں جو لوگ سرکار انگریزی سے  
 لڑے اور عہد شکنی کی وہ جہاد نہ تھا فساد تھا اور نہیں ہندو مسلمان مرہٹہ راجپوت  
 ہر قسم کے لوگ تھے انکو کوئی مسلمان موافق مخالف و باہبی نہیں کہہ سکتا ہے اور جس طرح  
 سید احمد خان بہادر نے جو اب ڈاکٹر ہنر صاحب سکہ جہاد کی تقریر کی ہے جسے قبل  
 از اطلاع کے اوس تقریر پر انکار مذہب و باہبی کا اپنی کتاب ہدایۃ السائلین  
 اولاً اور کتاب روض حصیب میں ثانیاً اور بڑا گناہ ہونا عہد شکنی کا اور  
 جائز نہونا جہاد کا ہندوستان میں کتاب موانع العوائد میں ثالثاً۔ اور  
 حال و بایون کا تواریخ علماء عیسوی سے کتاب تاج مکمل میں رابعاً لکھا ہے  
 جسکا حاصل یہ ہے۔ کہ یہ بغاوت جو ہندوستان میں زمانہ غدر ہوئی اسکا نام جہاد  
 رکھنا اور ان لوگوں کا کام ہے جو اصل دین اسلام سے آگاہ نہیں ہیں۔ اور ملک میں فساد  
 ڈالنا اور امن کا اوٹھانا چاہتے ہیں۔ جب تک کوئی شخص متصف بہ صفات امام شرعی  
 نہوا اور سب منتظمین و عقلا ملک کا اوپر اتفاق نہوا اور وہ خاص قریشی ہو دوسری  
 ذات کا آدمی نہوا اور سب اوسکو قبول کریں اور اوسکی اطاعت اپنے حق میں فرض  
 جانیں اور سب شرائط دعوت اسلام اور جزیہ و جہاد کے موجود ہوں اور وقت جہاد  
 ہو سکتا ہے۔ سوان صفات کا امام سیکڑون برس سے دنیا میں مفقود ہے اور  
 وہ شرائط بالکل معدوم۔ مجرد موجود ہونے سکہ جہاد سے باوجود معدوم ہونے  
 شروط جہاد کے کتب اسلام میں کوئی مسلمان جہادی و باہبی باغی نہیں ہو سکتا۔  
 علاوہ اسکے بغاوت کچھ خاص ساتھ مسلمان کے نہیں ہے ہر قوم میں مفسد باغی ہوتے  
 ہیں۔ اور وہ و بایون کے دشمن ہیں بلکہ مشہور یہ ہے کہ وہاں یہ نجد کے نزدیک

قتل کرنا سارے جہان کے مسلمانوں کا اور اونکا لوٹنا درست تھا۔ اس صورت میں ہم سب لوگ بھی اونکے نزدیک واجب القتل ہوئے پھر ہم پر اطلاق و ہابیت کا کس طرح ہو سکتا ہے ملک افغانستان کا بل وغیرہ کے سب لوگ بڑے سخت خفی ہیں اور ہندوستان کے بعض مسلمانوں کے جنگو مفسد لوگ و بابی کہتے ہیں بڑے دشمن ہیں۔ چار برس سے اونہوں نے گورنمنٹ کی مخالفت پر کمر باندھ ہی ہے کیا وہ بھی و بابی ہو گئے ہیں۔ انکو تو آج تک کسی مسلمان ہندو وغیرہ نے بھی و بابی نہیں سمجھا اور جو ہندوستان میں زبردستی و بابی نام سے بدنام کئے گئے ہیں مثل سید محمد شاہ بریلوی اور اونکے طریقہ کے لوگ اونہوں نے تو کبھی نام ہی جہاد کا گورنمنٹ سے ہندوستان کی سرحد میں نہیں لیا۔ جس طرح جواب ڈاکٹر منیر صاحب میں تحقیق ہو چکا ہے۔ جب ملک عرب میں غلغلہ اہل نجد کا تھا اسوقت ہندوستان میں کسی کو خبر ہی اونکی حال کی نہ تھی۔ ریاست بہوپال کا عہد نامہ ۱۸۱۸ء میں ہوا وہی سال ختم حکومت و فتنہ اہل نجد کا تھا۔ پھر ہندوستان میں کون شخص اس مذہب کو لایا اور کس نے اپنا نام و بابی بتلایا۔ اور کس نے جہاد کیا اور کب کیا اور کہاں کیا زمانہ عذر میں سواروں اور تلنگوں نے بعض مولویوں سے زبردستی جہاد کے مسئلہ پر ٹھہرائی فتویٰ لکھایا جس نے انکار کیا اسکو مار ڈالا اسکا گلوٹ لیا۔ سو وہ ٹھہر کر نیوالے اور فتوے لکھنے والے ہی غالباً وہی لوگ تھے جو اہل سنت و اہل حدیث کو زبردستی و بابی نام رکھتے ہیں اور اونکے دشمن جانی ہیں کلکتہ سے مراد ہلی وغیرہ جبکہ رمدے عدالتاے گورنمنٹ میں اون لوگوں پر دائر ہوئے اور ہوتے ہیں جو اپنی ناز میں آمین پکار کر کہتے ہیں دونوں ہاتھ رکوع وغیرہ میں اٹھاتے ہیں کسی مذہب خفی وغیرہ کے مقلد نہیں۔ سو پیش کر نیوالے اون مقدمات کے اور سزا دلانے والے مدعا علیہم کے وہی لوگ ہیں جنکے دلیں فساد

بہرہ ہوا ہے اور آزادی مذہب کو مطابق فٹار گورنمنٹ کے اور امن ملک کو حسب  
 ارادہ اہل سنت نہیں چاہتے ورنہ یہ مدعا علیہم اونکے جو حدیث و قرآن پر چلتے  
 ہیں اور جنکا نام زبردستی وہابی رکھا گیا ہے اور وہ اس نام کو اپنے واسطے  
 پسند نہیں کرتے۔ اپنے امور مذہبی میں موافق رائے گورنمنٹ میں ان میں سے  
 کسی نے آج تک کسی شہر میں یہ نالاش کسی عدالت انگریزی میں پیش نہیں کی کہ فلاں  
 شہر و محلہ و مسجد کے مسلمان آمین پکار کر اور دونوں ہاتھ ناز میں اونٹن پر عبادت  
 نہیں کرتے ہیں انکو سرکار سے سزا دی جاوے یا مسجد میں آنے سے ممانعت کی جاوے۔  
 جب اس طرح کی نالاش جہاں کہیں ہوئی ہے اہل بدعت کی طرف سے ہوئی ہے ذیل  
 حدیث کی طرف سے۔ پس حقیقت میں خواہاں رفع امن و امان وہی لوگ ہیں جو  
 اپنے مخالف مذہب خاص کو وہابی ٹھاتے ہیں نہ وہ لوگ جو محدث ہیں۔ ویکو  
 مصنفین کتب صحاح ستہ علم حدیث کے پیشوا اہل سنت و جماعت کے تھے انکو تو وہابی  
 ہزار برس یا کچھ کم و بیش زمانہ گزرا۔ سب محدث اونکے قدم بقدم چلتے ہیں۔  
 اور کسی مذہب کو نہیں مانتے خواہ حنبلی فقہ ہو جو کہ عقیدہ اہل نجد کا تھا۔ خواہ حنفی  
 مذہب ہو جو کہ عقیدہ آج سلطان روم کا ہے۔ پس باوجودیکہ کتب صحاح ستہ میں  
 مسئلہ جہاد کا لکھا ہے اور یہ ہر شیش کتاب میں مرتبہ کر مالک و بلاد ہند اور مصر  
 میں بعلم و اطلاع گورنمنٹ طبع ہوئیں اور انکا خوب روانہ تک ہے مگر کسی نے  
 ان میں سے جو اپنے عقیدہ و عمل رکھتے ہیں جہاد نہیں کیا۔ بلکہ وہ لوگ جنکے یہ کتابیں  
 ہیں ہمیشہ بادشاہوں اور امرا کی مجلس سے بچتے تھے اور فقیرانہ گزران کرتے  
 تھے۔ اور جو بادشاہان اسلام اپنے مخالفوں سے ملنے لڑائی کرتے تھے وہ محدث  
 نہ تھے بلکہ عقیدہ کسی ایک خاص مذہب کے تھے۔ پھر محدثوں اور اہل سنت کا نام وہابی  
 رکھنا اور اسکا ترجمہ بلفظ بغاوت و جہاد کرنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ بلکہ مستحق

اس لقب کے وہ لوگ ہیں جو اپنا مذہب حنفی شافعی وغیرہ بتلاتے ہیں اور رات دن اہل حدیث کا رد کرتے ہیں بلکہ زیادہ رد کرنے والے مذہب عیسائی کے بھی لوگ ہیں جنکو ہم مقلد مذہب یا اہل بدعت کہتے ہیں۔ بقول ٹیمس آف انڈیا کہ صحیح مذہب اسلام وہ ہے جو قریب بارہ سو برس سے ایک طرح پر چلا آتا ہے اور وہابی بر خلاف اوسکے ہیں۔ سو ہلوگ اوسی طریقہ پر ہیں جو بارہ سو برس سے یسار بے کم و بیش چلا آتا ہے اور جن لوگوں نے دین اسلام میں ہزاروں نئی باتیں نکالی ہیں جو دین میں نہ تھیں جس طرح ایک بغاوت ہے جسکا نام جہاد شرعی رکھا ہے حالانکہ معنی جہاد کے وہی ہیں جو ہم نے اوپر بیان کئے اور سید احمد خان بہادر نے جو آڈاکٹر منٹ صاحب میں لکھے ہیں کہ یہ معنی جو ان لوگوں نے اپنی طرف سے تراشے اور ایجاد کئے ہیں اور اب خوف سے گورنمنٹ کی بغاوت ظاہری چوڑ کر در پردہ واسطے رفع آماج و امن کے یہ نسخہ نکالا ہے کہ جسکو اہل حدیث جانتے ہیں اولٹا نام وہابی کا اوسپر لگا کر سرکار انگریزی کو اوسکا دشمن کر دیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہی تعصب مذہبی و تقلید شخصی اور ضد و جہالت آبائی جو اونہیں چلی آتی ہے قائم رہے اور جو آسائش رعایا سے ہند کو بوجہ آزادی مذہب گورنمنٹ نے عطا کی ہے وہ اویٹھ جاوے اور امن عام باقی رہے سارے مسلمان وغیرہ ایک مذہب خاص کے پابند ہو کر خوب تعصب اپنا گورنمنٹ سے ظاہر کریں اور جب موقع پائیں مثل زمانہ غدڑ کے فساد برپا کریں۔ یہ وہی مثل ہے کہ اولٹے چور کو توال کو ڈانٹے۔ ایک نیا ہنگامہ فی الحال یہ دیکھا کہ جس طرح اہل بدعت اور مقلدین مذہب نے اہل حدیث اور قرآن کا نام زبردستی وہابی رکھا ہے۔ اور اپنا فساد اونکے دامن سے بانڈھا۔ اسطرح قاری عبد الرحمن پانی پتی نے رسالہ کشف الحجاب نام مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۹۸ھ میں یہ چھاپا کہ یہ لوگ جو آپکو محدث اور تابع حدیث و قرآن کہتے ہیں

یہ سب رافضی شیعہ ہیں اور نام حدیث کا بطور تقیہ لیکر خلق کو گمراہ کرتے ہیں۔  
 اور خاص مجاہدین کی ہے کہ یہ لوگ انگریزوں کے قانون پر چلتے ہیں عبارت  
 رسالہ مذکور کی یہ ہے ترویج خمر کی خوب کی ہے شراب کا نکالنا بیچنا ہو پال میں  
 برلاسے جنگلی پرچیز پر لینا شاید حکم الناس علیٰ دین ملو کہہ جب قانون انگریزی  
 کے حلال کر لیا ہے خرچ رحیمٹری و خرچ کاغذ اسٹامپ اور طرح طرح کی رسوم  
 تحصیل کے جب قانون انگریزی کے نواب والا جاہ نے رعیت پر لگا رکھے ہیں یہ  
 سب رسوم و ابواب ظلم صریح ہیں۔ اب کیا شبہ اس فرقے کے رافضی ہونے  
 میں باقی رہا ان کو نہ ہندو کے پیچھے نہ نصاریٰ سے نہ اور کفار سے جب اہل مذہب  
 کا نام سنتے ہیں جل جاتے ہیں انتہی بلفظ۔ یہ عبارت قابل لحاظ گورنمنٹ عالیہ ہے  
 اور دلائل کرتی ہے اس بات پر کہ تمت و مابیت کی اہل حدیث پر غلط ہے۔ اور  
 درپردہ یہ لوگ جو آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور فساد کرنے اور عہد توڑنے  
 اور تعصب مذہبی پر چبھنے اور بغاوت کرنے کو بڑا گناہ سمجھتے ہیں رافضی ہیں اور  
 نیز عبارت مذکور حجت ہے اس بات پر کہ مفسد و دشمن امن و آزادگی خلق کے  
 وہی لوگ ہیں جو مقلد کسی مذہب خاص کے ہیں جیسے مصنف رسالہ مذکور کہ انکو  
 اپنے حنفی مذہب ہو نیکا دعویٰ ہے بخلاف اودن لوگوں کے جو لفظ و ہابی کو پسند  
 نہیں کرتے۔ اور اہل سنت و حدیث ہیں۔ اور انکے دین میں حکومت حاصل  
 کرنے کی فکر کرنا اور زمین میں فساد پھیلانا اور تعصب مذہبی کو رونق دینا اور ہر کسی  
 پر نفسانیت و عداوت سے مدعی ہونا سخت گناہ اور حرام ہے۔ فوراً انوار اخبار  
 مطبع نظامی مورخہ پانزدہم شوال ۱۲۹۹ھ میں ایک اخبار انگریزی فورٹ نیٹلی  
 ریونیو نام مطبوعہ ۱۸۸۱ء سے نقل کیا ہے کہ فی الحال مردم شماری سے یہ معلوم ہوا  
 کہ سب مسلمان سترہ کروڑ پچاس لاکھ ہیں بمثلہ اودنکے سنی چودہ کروڑ پچاس لاکھ اور

ایک کروڑ چاس لاکھ اور وہابی انشی لاکھ ہیں اور ہندوستانی مسلمانوں کی تعداد جو برٹش کی رعایا ہیں چار کروڑ ہیں اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مسلمان ہندوستان کے وہابی نہیں ہیں اور یہ بات سچ ہے اسلئے کہ نام وہابی کا ہندوستان میں کبھی نہ تھا اہل مکہ و مدینہ نے حق میں اہل نجد کے سنیہ ۱۷۷۴ء میں یہ نام نکالا پھر ۱۸۱۸ء میں وہ دفتر کاؤنڈر ہو گیا۔ روم کے مسلمان حنفی۔ اور مصر کے شافعی۔ اور مغرب کے مالکی اور دمشق وغیرہ کے حنبلی مذہب رکھتے ہیں اور اہل سنت قرآن و حدیث پر چلتے ہیں ایران کے مسلمان شیعہ اور اطراف میں کے بعض زیدی اور بعض محدث اور مسقط کے خارجی ہیں۔ اور ہند کے اکثر حنفی اور بعض شیعہ اور کٹر اہل حدیث ہیں اور کہ شریفین چاروں مذہب کے مصلحے جدا جدا مقرر ہیں اور اہل مکہ وہابیہ نجد کے برخلاف ہیں پراشی لاکھ وہابی ہونیکی کیا سند ہے اس قسم کے اخبار اور اکثر مشہور باتیں محض بے اصل ہوتی ہیں آپس کی دشمنی سے اکثر لوگ گالج طرح کے افتراء ایک دوسرے پر کرتے ہیں۔ اس جگہ پر ارن لوگوں کو جو عقل سلیم رکھتے ہیں شکر گوشت عالیہ کا ادا کرنا چاہئے کہ فقط نام وہابی سے سرکار کسی پر مواخذہ نہیں کرتی جب تک کہ کوئی جرم خاص بغاوت یا جادہ ملاحی کا ثبوت کامل کسی شخص کی نسبت نہ ہو اور واسطے ثبوت اس امر کے کہ سرکار کو غرض باغی و جہادی سے ہے نہ نام وہابی سے اس قدر کافی ہے کہ سید احمد خان سی ایس آئی دعویٰ وہابیت کا کرتے ہیں اور سرکار سے اونکی ترقی روز افزون ملحوظ خاطر ہے جو کوئی ہندو مسلمان سرکار سے بغاوت کرے گا وہ لایق سزا و جزا ہے گو ساری دنیا اوسکو وہابی نہ کہے بلکہ دوسرے کسی لقب سے اوسکو یاد کرے اور جسکو سارا جہان وہابی کہے گا یا خود اوسکو اور اپنی وہابیت کا ہو گا مگر اوس سے کبھی کوئی بات بغاوت کی ظاہر نہیں ہوتی تو سرکار ہرگز اوسکو اس نام پر ماخوذ نہ کرے گی یہ عین عدالت ہے۔ یہ تحریر تو خاص نسبت عام

فرقہ اہل حدیث کے ہے خواہ وہ ہندوستانی ہوں یا دوسرے ملک کے رہنے والے  
 اور جو ان میں خاص رئیس کسی ملک ہندوستان کے ہیں اور عین تو کسی ریاست کی  
 نسبت کہی خیال ہی وہاں بیت کا نہیں کیا جاتا اگر کوئی رئیس مسلمان اقلیم ہندوستان  
 کے وہابی اصطلاحی ہوتا تو زمانہ غدر میں ضرور فساد کرتا حالانکہ جو خیر خواہی ریاست  
 بہوپال وغیرہ نے اس زمانہ میں کی ہے وہ گورنمنٹ پر نظام ہے ساگر و جہانستی تک سرکار  
 انگریزی کو مدد و فوج وغیرہ سے دی جس کے عوض میں سرکار نے پرتگیزی سے جمع  
 ایک لک روپیہ عنایت کیا۔ چار برس ہوئے کہ بیت اشتہار جنگ کابل کا اجنبی سے  
 بہوپال میں آیا اسی دن سے نواب شاہ جہان بیگم صاحبہ والی ریاست نے طرح  
 طرح کے عذر بندوبست کئے اشتہار عام جاری کیا کہ کوئی مسافر ولایتی ترکی عربی  
 شہر میں گزرنے نہ پاوے۔ چنانچہ اب تک یہی حکم جاری ہے اور اس کی تعمیل ہوتی ہے  
 سرکار گورنمنٹ میں خط لکھا کہ فوج کنٹنٹ اور فوج بہوپال واسطے مدد کے حاضر ہے  
 اور ریاست سپاہ و مال سے واسطے مدد دہی کے موجود ہے۔ مدت تک فوج بہوپال  
 اس چار سال کے اندر نوکری گورنمنٹ کی چھوٹی سیہور میں عوض کنٹنٹ کے بحال لائی  
 اور خاص بیٹے اور بیگم صاحبہ نے چند واسطے بیوگان جنگ کابل کے اجنبی میں  
 دیا اور جو وقت جو حکم گورنمنٹ کا آتا ہے فی الفور اس کی تعمیل ہوتی ہے۔ اور سب  
 احکام ریاست پر حکم نہ کر کے تعمیل مقدم بھی جاتی ہے اور تنظیمات لینے قانون  
 ریاست میں یہ دفعہ قایم ہے کہ جو عامل و تہانہ دار و مہتمم محکمہ تعمیل حکم مذکور  
 میں تاخیر کرے گا اس کو سزا سے مناسب دی جاوے گی۔ ہم لوگوں کا مذہبی عقیدہ یہ ہے  
 کہ جو کام انتظام ملک میں موجب فساد کا ہوا اور جس کام میں عمدہ شکنی لازم آوے اور  
 امن رعایا میں خلل پڑے وہ کام خلاف دین اسلام ہے۔ اور حصول حکومت اہل فکر  
 کرنے کو اور زمین میں فساد ڈالنے کو ہم لوگ سخت گناہ جانتے ہیں۔ اور تعصب مذہبی انا



اور کسی مذہب خاص کے پابند ہو کر رہنا اور آزادی کو دور کرنا اور جھوٹ  
 بولنا اور فریب کرنا اور رشوت دینا اور لینا ہمارے دین میں حرام ہے کوئی  
 فرقہ ہماری تحقیق میں زیادہ تر خیر خواہ اور طالب امن و امان و آسائش  
 رعایا کا اور قدر شناس بند و بست گورنمنٹ کا اوس گروہ سے نہیں ہے جو  
 آپکو اہل سنت و حدیث کہتا ہے اور کسی مذہب خاص کا مسلک نہیں ہے۔ اور  
 نہ واسطے کسی مذہب کے تعصب کرتا ہے اپنے نماز و روزہ وغیرہ فرائض میں  
 بے قائم رہ کر معاش موجود پر قانع ہے۔ قرآن و حدیث میں فساد کی بات کرنا  
 و غوریزی کرنا اور اوسکو جائز سمجھنا اور کسی کا مال چھین لینا اور کسی کی عزت  
 بگاڑ دینا اور عہد شکنی کرنا اور بغاوت کو اچھا جاننا بڑا گناہ ہے۔ لفظ وہابی محمد  
 بن عبدالوہاب نجدی کے وقت سے نکلا ہے اسلام کی کتابوں میں کہیں اوسکا  
 ذکر نہیں جیسے ایک فرقہ بابیہ چالیس برس ہوئے کہ ایران میں پیدا ہوا تھا اور  
 شاہ ایران وغیرہ سے بغاوت کی سو مذہب نجدی مذکور کا حریف تھا اور اوس نے  
 بوہرون اور بدون پر چڑھائی کی تھی اس مذہب کی کتابیں ہندوستان میں رائج  
 نہیں خصوصاً تصنیفات محمد بن عبدالوہاب کی کہ اوسکو کسی نے آنکھ سے بھی نہیں دیکھا  
 اونکے موجود ہونے اور پڑھنے پڑھانے اشاعت کرنا تو کیا ذکر ہے اور سن ۱۲۸۰ھ میں  
 ابتداء سے مذہب نجدی کی ہوئی اور سن ۱۲۸۶ھ میں وہ ہنگامہ ختم ہو گیا اٹھاون برس  
 غلغلہ اوسکا ملک نجد میں رہا۔ اکثر لوگ اوس قوم کے دشمن ہو گئے۔ اب تریب ٹھہرے ہوئے  
 کہ وہ دفتر کا غور ہو گیا تیرے والد مرحوم نے اپنے رسالہ ہدایۃ المؤمنین میں جو  
 سن بارہ سو اوتالیس ہجری میں تالیف کیا تھا اور اونکی حیات میں بمقام  
 کلکتہ طبع ہو کر خاص عام میں پھیل گیا پھر بار بار چھپا اور حال میں بمقام دارالطبع فاروقی  
 سن ۱۲۹۰ھ میں طبع ہو کر بیان آیا ہے بذیل رد بدعت تغیر یہ تشریف فرمایا ہے کہ بعض موقوف

جسکو سنتے ہیں کہ بدعت لغز یہ داری وغیرہ سے منع کرتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ  
 شخص وہابی ہے ایسی باتیں وہابی کرتے تھے اسکا یہ جواب ہے کہ جس بات سے  
 ہم منع کرتے ہیں اسکی بُرائی قرآن و حدیث سے بیان کرتے ہیں کہیں وہابیوں کا  
 نام نہیں لیتے اور نہ اونکی بات کی سند پکارتے ہیں باوجود اسکے تمہارا ہٹکو  
 وہابی کہنا جہالت ہے اور اگر وہابی اسی کا نام ہے جو شرک و بدعت کو دور کرے  
 اور موافق قرآن و حدیث کے عمل میں لاوے تو ہم وہابی سہی بقول امام شافعی  
 کے کہ اگر رفض فقط حسب آل محمد کا نام ہے تو ہم بھی رافضی ہیں انتہی یہ عبارت  
 نسخہ مطبوعہ مال کے صفحہ ۲۴۷ اور صفحہ ۲۴۸ میں لکھی ہے اس سے صاف ثابت  
 ہوتا ہے کہ اہل حدیث وہابی نہیں ہیں بلکہ اہل سنت و حدیث کا مذہب اوس دن  
 سے ہے جس دن سے دنیا میں دین اسلام آیا کسی تاریخ سے یہ بات ثابت نہیں  
 ہے کہ کسی محدث کو کسی نے وہابی کہا ہو یا کسی محدث نے کسی ملک میں فساد کیا ہو  
 یا کسی بادشاہ و حاکم وغیرہ سے بنام جہاد لڑا ہو۔ بلکہ ساری کتب طبقات و تواریخ  
 اس امر پر متفق ہیں کہ ہمیشہ طریقہ اہل لوگوں کا ترک دنیا و شغل عبادت و علم رہا  
 بعض ان میں درویش تھے جنکو صوفی و فقیہ و زاہد کہتے ہیں اونکو لڑائی سے  
 کیا واسطہ وہ تو دنیا دار لوگوں سے ملاقات بھی نہیں کرتے تھے۔ اور بعض علم  
 تھے اونکو شغل تعلیم و تدریس و تصنیف و تالیف کا تھا وہ بادشاہوں کی نوکری  
 سے اور اونکی صحبت سے بہاگتے تھے۔ باقی رہی یہ بات کہ بعض عقائد و مسائل انکو  
 ایسے ہیں کہ یہ اوہین مثلاً موافق نجدیہ کے ہیں تو اسکی حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں  
 کوئی مذہب حق و باطل ایسا نہیں ہے کہ اسکے بعض مسائل موافق دوسرے مذہب کے  
 نہوں یہاں تک کہ چوری کرنا زنا کرنا ظلم کرنا جھوٹ بولنا خونریزی کرنا بغاوت  
 کرنا سب مذہبوں میں گناہ ہے۔ اور زمین سے فساد کا دور کرنا رعایا کو اس

خیرات کرنا محتاج کو روٹی کھانا کپڑا دینا سب کے نزدیک اچھا ہے۔ قرآن و حدیث میں چند عقیدہ و مسائل ایسے ہیں جو موافق توریت و انجیل کے ہیں اور بہت قاعدہ دین اسلام کے ایسے ہیں کہ گورنمنٹ بھی ان کو انتظام ملکی میں پسند کرتی ہے سو اس شرکت جزئی سے ہرگز وہ دوسرا شخص مستحق اس نام کا نہیں ہو سکتا ہے جو نام خاص اس صاحب مذہب کا ہے۔ ہم حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام کو پیغمبر جانتے ہیں جس طرح اپنے پیغمبر کو رسول خدا جانتے ہیں۔ اس عقیدہ سے ہیکو کوئی عیسائی یہودی نہ کہیگا۔ شیعہ بھی نماز میں رفع الیدین کرتے ہیں اور اہل حدیث بھی کرتے ہیں مگر اہل حدیث کو کسی نے آج تک شیعہ نہیں کہا۔ اور شیعہ بھی قائل جہاد کے ہیں وقت ظہور مہدی کے ان کو کسی نے وہابی نہیں کہا۔ کتاب آثار الادبار تالیف سلیم خوری عیسائی اور کتاب المرأة الوضیۃ تالیف کرنیل یوس قندیک میں تحقیق وہابیوں کی یہہ کی ہے کہ سعود نجدی کی لڑائی بوہرون اور عرب کے بدكون سے تھی کسی ہندو راجہ یا سرکار انگریزی سے نہ تھی نام کے مسلمانوں سے تھی۔ اور وہ سارے جہان کے مسلمانوں کو کافر سمجھ کر خون کرنا اور لوٹنا خلق کا اچھا جانتا تھا یہاں تک کہ جب حرمین شریفین پر وہ غالب ہوا تو فریاد و سکی سلطان روم تک پہنچی۔ محمد علی پاشا کے وقت میں شکست کھا کر قید ہو گیا اور قید میں مر گیا۔ اس دن سے وہ فتنہ جاتا رہا۔ اب جو اہل سنت و حدیث ہیں تو وہ کچھ اوسکے طریقہ پر نہیں اسلئے کہ وہ ایک مذہب خاص رکھتا تھا اور یہ لوگ مذہب خاص نہیں رکھتے قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں یہی انکا مذہب ہے۔ اور ہر فساد کی بات سے ہزاروں کو سبھاگتے ہیں۔ اور نام سے وہابی کے انکار و تہیب کرتے ہیں۔ اور وہابیت کو دین میں ایک بدعت جانتے ہیں اور آپکو سستی اور اپنے مذہب کا نام اہل سنت بتاتے ہیں اس

صورت میں ہر محدث اہل سنت پر لفظ وہابی بولنا اور وہابی کے معنی باغی و  
جہادی ٹھہرانا خلاف عقل و نقل ہے حنفی آپ کو حنفی اور حنبلی آپ کو حنبلی اور زیدی  
آپ کو زیدی اور شعی آپ کو شعی کہتے ہیں اسی طرح عیسائی آپ کو عیسائی اور  
یہودی آپ کو یہودی بتلاتے ہیں مگر کوئی محدث آپ کو وہابی نہیں کہتا اور کس طرح کہے  
کہ جب محدث کو حنفی شافعی مالکی کہنا اپنے حق میں ناپسند ہے حالانکہ یہ الفاظ  
بہت پرانے ہیں تو وہابی کہنا کیونکر وہر وار کہے گا جو نیا لفظ ہے طریقہ حدیث  
تو زمانہ نجد یہ سے ہزار برس پہلے کا ہے اور وہابی نجد کے بعد ہزار برس کے  
اب پیدا ہوئے ہیں یہ نام اہل حدیث پر کس طرح نہیں چکیتا ہے۔ بلکہ خلاف اہل  
حدیث کا اہل مذہب بعینہ مثل خلاف مذہب پراٹھٹ کے ساتھ مذہب  
رومن کیتھولک کے ہے جس طرح سید احمد خان سی ایس آئی نے جواب میں ڈاکٹر  
ہنر صاحب کے تحقیق کر کے لکھا ہے۔ جو شخص اہل حدیث ہوگا اس سے کبھی سید  
بغاوت کی نہیں ہے وہ ہمیشہ فساد کی باتوں سے بچے گا اور لوگوں کو اپنی زبان  
و بیان سے بچاویگا اور صلح و امن کا خواہاں ہوگا۔ یہ بات دوسری ہے کہ  
آپس کی عداوت اور دشمنی سے کوئی اس کا نام وہابی اور کوئی رافضی اور کوئی  
خارجی رکھ دے اور اس چالاک و فریب سے حکام کو دھوکا دیکر اس کو بدنام کرنا چاہتا  
اس وقت اتفاق سے ایک شخص نے یہ خلاصہ تحریر اخبار سول میٹری گزٹ مقام لاہور  
مطبوعہ سوم فروری ۱۹۱۷ء نمبر ۵۸۶ و کالم ۷ صفحہ ۳ پیش کیا جو کہ مضمون اس کا  
لائق غور و تامل ہے نظیر اس لئے اس جگہ بلفظ لکھا جاتا ہے و بوفاق یا خلاف

العلم عند اللہ تعالیٰ



## بحث معنی و بابی

پرچہ اشاعتہ السنۃ مطبوعہ لاہور میں بمقدمہ تصنیف معنی لفظ و بابی و بمقدمہ ثبوت  
خیر خواہی و بابیان ملک ہند نسبت برٹش گورنمنٹ جو قول مندرج ہے اوس سے  
صاف ظاہر ہے کہ اطلاق لفظ و بابی کا موحّدین مملکت ہند پر ویسے ہی پایا گیا ہے  
جیسے کہ بدعتی لفظ کا اطلاق فرقہ اہل الراسے پر کیا جاتا ہے یہ فرقہ و بابی موحّدین  
ہند مثل دیگر خیر خواہان فرقہ ہائے مسلمانان ہند کے ہیں اور دلیلیں اس بات کی  
کہ سنی مسلمان نے رواج لفظ و بابی کو کیوں دیا ہے بہت ہیں متجملہ اوسکے یہاں  
ظاہر ہے کہ گورنمنٹ ہند کے دیگر فریق اسلام نے یہ دلنشین کر دیا ہے کہ فرقہ  
موحّدین ہند مثل و بابیان ملک ہزارہ کے ایک بدخواہ فرقہ ہے اور نیز یہ لوگ  
ویسے ہی دشمن و فساد دی ملک گورنمنٹ برٹش ہند کے ہیں جیسے کہ دیگر شریر اقوام  
سرحدی بمقابلہ حکومت ہند شہرت سوچا کرتے ہیں اور ہمیشہ یہ فرقہ و بابی ہند  
خواہان جنگ و فساد و تلف امن و امان ہند رہتے ہیں اس امر کو اکثر فرقہ موحّدین  
نے اپنی کوشش سے رد کر کے اپنے اوپر الزام کو دفع کر دیا اور گورنمنٹ ہند  
کے نزدیک بمقابلہ الزامات و دروغ کے اپنا تصنیف انصاف سے چاہا ہے چنانچہ  
سہ ماہی میں مولوی محمد حسین سرگروہ موحّدین لاہور نے جواب و سوال و مسئلہ  
اور اس فتوے کے کہ آیا بمقابلہ گورنمنٹ ہند مسلمانان ہند کو جہاد کرنا اور اپنی  
مذہبی تقلید میں ہتھیار اٹھانا چاہیے یا نہیں یہ جواب دیا ہے اور بیان کیا ہے  
کہ جہاد اور جنگ مذہبی بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند یا بمقابلہ اوس حاکم کے کہ جسے  
آزادی مذہبی دے رکھی ہے از روئے شریعت اسلام عموماً خلاف و ممنوع ہے  
اور وہ لوگ جو بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند یا کسی اوس بادشاہ کے کہ جس نے آزادگی

مذہب وی ہے بہتیار اوٹھاتے ہیں اور مذہبی جہاد کرنا چاہتے ہیں کل ایسے لوگ باغی ہیں  
اور ستمی سزا کے مثل باغیوں کے شمار ہوتے ہیں۔ پہر مولوی محمد حسین نے اپنی اسی دعویٰ  
اور جواب کی تصدیق میں کل علماء ملک پنجاب و اطراف ہند کے پاس اپنے فتوے جوابی  
کو بھیج دیا اور اچھی طرح سے شہر کیا اور کل علماء ہند و ملک پنجاب سے اس بات کی تصدیق  
میں اقرار ٹھہری اور دستخط کر لیا کہ عموماً مسلمانان ہند کو بہتیار اوٹھانا اور جہاد بمقابلہ  
برٹش گورنمنٹ ہند کرنا خلاف سلسلہ سنت و ایان موحیدین ہے اور نیز کل علماء ملک پنجاب  
و ہند نے تائید قول مولوی محمد حسین کی کی ہے اور اپنے اپنے دستخط و مہر کر کے مولوی محمد حسین  
کو اس فتوے میں بہت سچا اور پکا کہا ہے اور سچے اپنی اپنی رضائے اسلامی و ایمانی سے  
اس فتوے کو قبول کیا ہے اور جاننا اور مانا ہے کہ بمقابلہ گورنمنٹ ہند فرقہ موحیدین کو  
بہتیار اوٹھانا خلاف ایمان و اسلام کے ہے۔ پہر مولوی محمد حسین نے اس بات کی استیفاء  
کی تھی کہ وہاں بیان ملک ہزارہ کے نزدیک ایک عالم اپنی ہندو مسلمانان ہند کے بہتیار اور  
اور وہ مع اس فتوے کے جاکر اس نا سمجھ گروہ کو مطلع کر دے کہ جہاد بمقابلہ برٹش گورنمنٹ  
ہند کے متوجع ہے اور نیز انکو آگاہ کر دے کہ انکی اس نافرمانی کے خونریزی و قتال و جہاد  
پر سخت گناہ ثابت ہے اور سب کا گناہ انکے سر پر وارد شرعی ہے اور جو کہ از روئے  
شریعت اسلام برٹش گورنمنٹ ہند سے جہاد کرنا خلاف طریقہ اسلام و شریعت حق کے ہے  
اسلئے انکو خیر خواہی گورنمنٹ ہند میں برابر مستعد رہنا چاہئے چنانچہ یہ دعویٰ ارسال  
کر سئل مولوی محمد حسین کا سر سہری و بولیس لفٹنٹ گورنر بہادر مالک پنجاب کے اہل میں  
پیش کیا گیا تھا۔ جواب در خواست مذکور لفٹنٹ گورنر صاحب موصوف نے مولوی محمد حسین کا  
شکر یہ خیر خواہی ادا کیا لاکن کسی مصلحت سے ایچی کاروانہ کرنا پسند نہ کیا۔ بعد اسکے فرقہ موحیدین  
لاہور نے صاحب بہادر موصوف کی رویکاری میں استیفاء پیش کی کہ موحیدین جو لفظ  
بدنام و نامالی سے یکبارے جلاتے ہیں اور اطلاق اس لفظ کا عامہ موحیدین پر کیا جاتا

سو بطور سرکاری اشتہار دیا جاوے کہ آمیزہ فرقہ ہائے موحیدین لفظ بدنام و ہابی  
 سے نہ مخاطب کئے جاویں چنانچہ لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر موصوف نے اس درخواست  
 کو منظور کیا اور پھر ایک اشتہار اس مضمون کا دیا گیا کہ موحیدین ہند پر شبہ بدخواہی  
 گورنمنٹ ہند عامۃ نہوا اور خصوص جو لوگ کہ وہاں ملک ہزارہ سے نفرت ایمانی رکھتے  
 ہوں اور گورنمنٹ ہند کے خیر خواہ ہیں ایسے فرقہ موحیدین مخاطب بہ وہابی نہوں۔۔  
 تنایا لقب و خطاب و بابیت سے ظاہر ہے کہ اصل وہابی وہی لوگ ہیں جو پیر و محمد بن عبد اللہ  
 کے ہیں جسے سلاطین نشان مخالفت کا ملک بند عروب میں قائم کیا تھا اور خود یہ ایک  
 عروب جنگ تھا اسکے جو لوگ مقلدین وہابی وہابی مشہور ہیں سو محمد بن عبد الوہاب  
 خود مقلد مذہب حنبلی کا تھا اور یہ مذہب حنبلی منجملہ اونہیں چار مذاہب ہے جو بالفعل عام  
 رائج ہیں اور یہ فرقہ موحیدین کسی ایک مذہب خاص کے ان مذاہب میں سے پیر و ابو  
 مقلد نہیں ہیں کیونکہ یہ سب مذاہب بعد از زمانہ نبوت اسلام کے حادث ہوئے ہیں۔  
 فرقہ درمیان مقلد مذاہب اور فرقہ موحیدین کے فقط اتنا ہے کہ موحیدین نے قرآن  
 و حدیث صحیح کو ہی مانتے ہیں اور باقی اہل مذاہب اہل الراے ہیں جو مخالف سنت اور  
 طریقہ شریعت ہے اور نیز یہ بات ہے کہ تقلید راے تعلیم و تعلم قرآن و حدیث کو رکھتی  
 ہے اور نیز یہ امر ہے کہ کثرت نوافل نماز و صدقات و وظائف فرقہ موحیدین کے بیان  
 نہیں ہے اور اہل الراے جو اپنی اموات کے لئے صدقات طعام وغیرہ کو حسب رواج  
 حال جاری رکھتے ہیں سو یہ مسلک بہود کا ہے فرقہ موحیدین ان باتوں میں نہیں ہیں  
 ناسا کوئی تصنیف محمد بن عبد الوہاب مذکور کے نزدیک علماء موحیدین ہند کی موجود  
 نہیں ہے جس سے یہ امر ثابت ہو سکے کہ کچھ بھی ہدایت عبد الوہاب سے موحیدین ہند کو ملی  
 ہو اور نہ یہ امر کبھی اہل ہند میں دیکھا گیا ہے کہ ہند کے موحیدین اہل بندہ سے خط و کتابت  
 بھی رکھتے ہوں یا ان کے شاگرد و مرید ہوں غرض کہ مولوی محمد حسین کا طریق یہ ہے کہ

موحّدین لفظ و بابی سے نہ بچا کرے جاوین اور خصوص جو یہ لفظ علامت بدخواہی  
گورنٹ ہند میں مشہور ہے اسلئے اس لفظ کا اطلاق خیر خواہان گورنٹ ہند پر ہوتا  
ہو فرقہ موحّدین مقلد فرقہ نہیں ہے اور لفظ و بابی نسبت تقلید کو ثابت کرتا ہے  
تمام ہوا ترجمہ گزٹ مذکور کا۔ اب ہم اپنے خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے لوگوں  
کی عادت و فصلت و صحبت و محبت سے بچاوے جسکے حق میں فرشتوں نے پیشتر سے  
یہ کہا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فِیْہَا مِنْ لَیْسَ فِیْہَا وَیَسْفِلُ الدِّمَکُ اور جویشہ ہر فساد و فتنہ  
سے امن و امان میں رکھ کر ایمان کامل پر اور ہمارے سب زلات ظاہری  
و باطنی کو جو خلافت اوسکی مرضی واقع ہوئی ہو یا آئندہ واقع ہوں معاف فرماوے  
اللہم غفر

دنیاے دنی کو جو کہ فانی ہے	اور قصہ عمر کو کہانی ہے
دریاے حقیقت کو وہی جاوید تر	جو مثل حباب زندگانی ہے

## خاتمہ

اس رسالہ میں ہر چند حقیقت و باہمیت اور مسئلہ جہاد و مصلح زمانہ حال کے مفصل طور  
پر لکھی گئی ہے لیکن ذکر کرنا حکم فتنہ کا مطابق مذہب موحّدین اہل حدیث کے بروہہ استقلال  
باقی رہ گیا اسلئے اس خاتمہ میں ہر چند حدیث کا لکھا جاتا ہے جس سے یہ بات معلوم ہوگی  
کہ مسلمان موحّد کو وقت ظہور فتنہ کے کیا معاملہ کرنا چاہئے اس حال کا لکھنا اس جگہ اسلئے  
ضرور ہوا کہ یہ زمانہ اخیر ہے اور مدت باقی دنیا کی نسبت مدت ماضی کی اب بہت کم  
رہ گئی ہے اتم سابقہ کا زمانہ صبح سے تا عصر تھا اور اس امت کی مدت عصر سے تا مغرب  
ہے اوسین سے بھی تیرہ سو سال گزر گئے اور دنیا قریب الانصرام ہو گئی اور قیامت



سر ہر آئی اگرچہ وقت خاص قیام ساعت کا سوا خدا کے کسی بشر کو انبیاء اولیاء علماء  
صلحاء وغیرہم سے معلوم نہیں لیکن اس قدر ضرور معلوم ہے کہ پہلے اس سے قیامت  
اگر قریب تھی تو اب اُتر رہی ہے اور ناگہان آدگی اور اسکے آنے سے پہلے ہزاروں  
فتنہ و قوع میں آدھیکے چنانچہ صد ہا فتن کا واقع ہو جانا اس تیرہ سو سال ہجری  
میں از روئے کتب تواریخ و سیر بقید سال و ماہ معلوم ہے اور کتاب حج الکرامہ میں  
مفصل لکھا گیا ہے باقی فتن روز بروز ظہور میں متواتر رہے درپے درپے دیکھنے سننے میں  
آتے ہیں اس زمانہ اخیر کو محل فتن کثیرہ سمجھا گیا ہے یہاں تک کہ شعرا نے ہی اس مضمون  
کو باندھا ہے تو من خان مرحوم نے کہا ہے ۵

اوس بت کی ابتدا سے جوانی مراد ہے	مومن کچھ اور فتنہ آخر زمان نہیں
----------------------------------	---------------------------------

غرض کہ جب یہ زمانہ موقع فتن ٹھہرا تو معلوم کر لینا حکم فتن کا ہی ضرور ہوتا تھا کہ ہر شخص  
مسلمان فتنہ و فساد زمان میں مطابق اوسکے عمل درآمد کرے اور بنفسہ و قلعہ دیگر لوگوں  
کا شریک حال نہ ہو جتنے فتنے اس امت مرحومہ میں ہونے والے ہیں ہمارے پیغمبر صلعم نے  
سبکی خبر پہلے سے دے رکھی ہے کوئی ایسی غفلت نادانی سے اگر علم اوں فتن کا حاصل  
نکرسے اور بموجب ارشاد نبوت کے حامل نہ ہو تو یہ قصور اوس شخص کا ہے نہ ہر اسلام  
میں کوئی فتور نہیں ہے اب سنو حدیفہ بن یمان صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے  
سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے تھے کہ عرض کیے جاتے ہیں فتنے دلوں پر  
مانند بوریے کے شکے شکے ہیں جو نسا دل پلا یا گیا فتنہ کو اوسمین ایک کالائکہ ہو جاتا  
ہے اور جس دل نے مانا اوس فتنہ کو اوسمین ایک حنفیہ نکتہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ دو  
طرح کے دل ہو جاتے ہیں ایک تو سفید جیسے سنگ مر مر مثلاً اوسکو فتنہ نقصان نہیں  
پہونچتا جب تک آسمان وزمین ہے اور دوسرا دل کالا ہو جاتا ہے راکہ کی نگشت  
کا مانند اولے باسن کے کہ اوسمین جو کچھ ہو وہ گر پڑے نہ ایسے کام کو پہچانے اور دوسرے

کام کا انکار کرے مگر جو اس نے پیچھے اپنی خواہش نفسانی سے رواہ مسلم فتنہ کے  
 معنی ہیں امتحان و آزمائش اور گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے کے اس حدیث سے معلوم ہوا  
 کہ جو دل فتنہ کو قبول نہ کرے وہ اچھا ہے سفید و صاف و روشن اور جو دل فتنے  
 کو قبول کرے وہ بُرا و کالا و آلودہ ہے دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ امانت کا  
 اوطہ جانا دل سے یہ بھی ایک فتنہ ہے تیسری حدیث میں ہے حذیفہ نے کہا  
 لوگ رسول خدا صلعم سے حال خیر کا پوچھا کرتے تھے اور میں حال شر کا دریافت کیا کرتا  
 تھا اس ڈر سے کہ مبادا کوئی شر مجھ کو آگے دیتے کہا ہم جاہلیت میں گرفتار تھے اللہ تعالیٰ  
 نے یہ خیر بھی کیا بعد اس خیر کے پھر شر ہوگا فرمایا ہاں ہوگا مینے کہا پھر اس شر کے بعد  
 خیر ہوگی فرمایا ہوگی لکن اس میں کچھ کدورت ہوگی مینے کہا کیا کدورت ہوگی فرمایا  
 ایسے لوگ ہونگے جو میری سنت و ہدایت پر نہ چلیں گے دوسری راہ کیڑی گئے کوئی  
 بات اونکی تو پہچانے گا اور کوئی نہیں پہچانے گا میں نے کہا بھلا اس خیر کے بعد پھر شر  
 ہوگا فرمایا ہاں کچھ بلانے والے ہونگے جہنم کے دروازوں پر جسے اونکا کہا مانا اونکو  
 دوزخ میں پھینکا مینے کہا اونکا حال کیا ہے فرمایا ہماری ہی بال کمال سے ہوں گے  
 اور ہماری ہی سی بول بولیں گے مینے پوچھا پھر میں کیا کروں اگر وہ مجھ کو باوین فرمایا  
 تو اگر وہ سلیم کو پکڑے رہے اور اونکے امام کو میں نے کہا اگر جماعت اور امام نہ ہو تو کیا  
 کروں فرمایا ان سب فرقوں سے الگ ہو کر رہے گو کسی درخت کی جڑ کو تو دانت سے کاٹے  
 یہاں تک کہ تجھے موت آوے اور تو اسی حال پر ہو متفق علیہ اور مسلم کی روایت میں  
 یوں آیا ہے کہ میرے بعد ایسے امام و پیشوا ہونگے جو میرے راہ رستہ پر نہ چلیں گے اور  
 ان میں کچھ ایسے لوگ ہونگے جنکے دل مثل شیطانوں کے ہونگے آدمی کے جسم میں خدایہ  
 نے کہا پھر میں کیا کروں اگر اس طرح کے لوگوں کو یاؤں فرمایا امیر کا حکم سن اور  
 ہمارا اگر بھڑتی ہو پٹہ ٹھونکے اور تیرا مال ہمیں لے تو تو مانے جا اور جسے ہمارا حدیث

معلوم ہوا کہ بھلائی بُرائی کا ساتھ ہے ہر بھلائی کے بعد ایک بُرائی آتی ہے پہلے  
بعد کوئی بھلائی ہوتی ہے اگرچہ اول کی طرح نہ ہو اور کچھ لوگ بُرے فسادِ اچھے لوگوں  
کی صورت میں ظاہر ہو کر خلق کو بھگاتے ہیں انکے کہنے سننے میں نہ آوے اور ایسے  
بھنگامے میں کنارہ کشی اور گوشہ گزینی اختیار کرے تاکہ فتنے سے امن میں رہے

ایں کہ سے بینی خلاف آدم اند	نیتند آدم خلاف آدم اند
-----------------------------	------------------------

آج کل ایسا ہی زمانہ ہے کہ یہاں نہ کوئی امام ہے نہ کوئی جماعتِ مسلمانوں کی جماعت  
کے معنی یہ ہیں کہ سب یکدل یک زبان ہوں سو بجائے اس اتفاق کے آج کل مسلمان  
ہزاروں ہزار زبان ہیں ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہے ایسے وقت میں کو  
میں بیٹھ رہنا موجبِ حفظِ جان و ایمان و امن و امان کا ہے شہر میں امن نہ ملے  
تو کسی گانوں میں جا رہے اور کسی درخت کی جڑ کے نیچے بسر کرے لکن فتنہ و فساد  
میں نہ پڑے ابو ہریرہ نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی کرو اعمال میں اون  
فتنوں سے پہلے جو مثلِ مکہ و مدینہ و اندلس کی رات کے ہونگے صبح کو آدمی مومن ہے اور شام  
کو کافر اور شام کو مومن اور صبح کو کافر ایسا دین توڑی سی دنیا کے پیچھے پیچھا لیا گیا  
یعنی آخر زمانہ میں حالِ دین کا ڈانوا ڈواں ہو جاوے گا کہ گہری میں مومن گہری میں  
کافر کسی بات پر نہ جھے گا بہت دیکھا سنا ہے کہ بعض لوگ عیسائی ہو گئے پہر مسلمان ہوئے  
پہر عیسائی ہو گئے بعضے شیعہ سنی ہو گئے پہر چند روز کے شیعہ بن گئے بعضے ہندو عیسائی  
مسلمان ہوئے پہر چند روز کے بھرا گئے دین پر پلٹ گئے سو یہ انقلاب ہی ایک فتنہ  
ہے اور بڑی دلیل ہے قربِ قیامت کبریٰ اور صدقِ خبرِ مخبرِ صادق علیہ السلام کی  
اب سنو حکمِ فتنے کا ابو ہریرہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا قریب ہے کہ فتنے ظاہر ہونگے  
یعنی بڑے فتنے یا بہت فتنے پے در پے لگتا رہیں گا تاں ہر شخص اوس فتنے میں بہتر ہے کہ  
آدمی سے اور کبر بہتر ہے چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہے دوڑنے والے سے

جس نے جہانکا طرف اوس فتنے کے اوسکو فتنے نے اپنی طرف کیلئے لیا سو جو کوئی جگہ پناہ  
 و خلاص کی پاوے وہ پناہ پکڑے اوس جگہ متفق علیہ اور سلم کی روایت میں یوں ہے  
 کہ فتنے ہونگے سوتا و زمین بہتر ہے جاگنے والے سے اور جاگنے والا بہتر ہے پکڑے سے  
 اور کھڑا بہتر ہے سامعی سے سو جو کوئی پاوے ملجا اور معاذ وہ پناہ پکڑے اوس سے  
 اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فتنے سے جسد رعدا رہے وہی بہتر ہے اور جس جگہ جیکے پا  
 ٹھکانا ملے وہاں جا چھپے فتنے میں کی طرح شریک و آلودہ نہو جہاں تک بچا جاوے بچے  
 آبی بکرہ لے کما آنحضرت صلعم نے فرمایا قریب ہے کہ فتنے ہونگے بہت بڑے بڑے مٹیا آتی  
 اون فتنوں میں بہتر ہوگا چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے  
 طرف اوسکے سوجوب یہ فتنے واقع ہوں تو جسکے پاس اونٹ ہوں وہ پیٹھ اونٹوں میں  
 جا لے اور جسکے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں میں جا لے اور جسکے پاس زمین ہو  
 وہ اوس زمین میں چھپو ایک شخص نے کہا بھلا اگر کسی کے پاس نہ اونٹ ہوں نہ بکری نہ زمین  
 تو وہ کیا کرے فرمایا اپنی تلوار کو لیکر بہتر سے اوسکی یاڑہ کو کوٹ ڈالے اور اسطرح نجات  
 حاصل کرے اگر کسی کے چہرہ فرمایا اے اللہ تو گواہ رہ کہ میں یہ حکم پہنچا دیا یعنی امت کو  
 تین بار یہ بات کہی ایک آدمی بولا کہ بھلا اے رسول خدا اگر مجھ پر زبردستی کیاوے  
 یہاں تک کہ مجھکو دو صفوں میں سے ایک صف کی طرف لیجاوے اور کوئی شخص اپنی تلوار  
 سے مجھکو مارے یا کوئی تیرا کر مجھکو قتل کر ڈالے تو پھر کیا ہوگا فرمایا وہ اپنا تیرا گناہ لیگا اور  
 دوزخیوں میں سے ہو جاوے گا رواہ سلم اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فتنے میں کی طرح  
 شریک نہو نہ اپنی خوشی سے اور نہ دوسرے کی زبردستی سے اور اگر کوئی زور و زور  
 پکڑ کر کسی ایک فریق کی صف میں لیجاوے اور یہ وہاں ہاتھ سے کسی شخص کے پاس تیرا  
 سے مارا جاوے تو ایسی صورت میں یہ تو بیگناہ ہے اسلئے کہ اپنی خوشی سے فتنے میں  
 داخل نہیں ہوا گناہ ایجا نے اور مار ڈالنے مراد ڈالنے کا اوس کی گردن پر ہے جس نے

اسکو مجبور کر کے قتل کیا یا کروایا اور تین بار ارشاد کرنے کا یہ مطلب تھا کہ فتنے کے زمانہ میں بھی کرنا چاہئے جو کہا گیا اور کچھ ابی سعید خدری کہتے ہیں حضرت صلعم نے فرمایا نہایت ہے کہ اچھا مال مسلمان کا بکریاں ہونگی کہ ان کے ساتھ پہاڑ کی چوٹیوں پر اور بانی کے تہلوں پر جاویگا اپنے دین کو لیکر فتنوں سے بھاگے گا رواہ البخاری اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ فتنے سے بچنے کے لئے بستی سے علودہ ہو کر جنگل نالے پہاڑ میں جا رہنا اچھا ہے اور فتنے میں پڑنا اور فساد کی چال میں پھنسا اچھا نہیں لیکن افسوس ہے حال پر مسلمانوں کے اس وقت میں کہ ہزاروں فتنے خود مول لیتے ہیں بچنے کا تو کیا ذکر اور اکثر ملکی لڑائی اور حاکموں کے فساد بھی کو جہاد یا ثواب جانکر شامل حال ہو جاتے ہیں بہت دیکھا کہ ایسے لوگوں کی دنیا بھی خراب ہوئی اور ایمان تو پہلے ہی دن جواب صاف دیکھا تھا ابی ہریرہ نے کہا آنحضرت صلعم نے فرمایا زمانہ آپس میں قریب ہو گا یعنی دنیا و آخرت کا اور علم اور جہاد و یگانہ اور فتنے ظاہر ہونگے اور بخل والا جہاد یگانہ یعنی دلون میں اور قتل بہت ہو گا متفق علیہ یہ سب علامات آج دنیا میں بخوبی موجود ہیں فتنوں کی کثرت اس قدر ہے کہ کوئی ملک خالی نہیں بلکہ کوئی گہراور کتا میں تو ہر علم کی ہزاروں نظر آتی ہیں مگر عالموں کا اتنا پتا نہیں ہزار میں اگر ایک کوئی حرف شناس نعت دین ہے تو اسکو تو فقیہ عمل نہیں بخل کا یہ حال ہے کہ آپ تو کیا جو دوسرا کریں گے دوسرے کی سخاوت پر چلتے ہیں آجکل سوال و جذبے سے بہت کام کاج نکلتے ہیں گرہ سے ایک کوڑی خرچ کرنا مصیبت کا سامنا ہے زبیر بن عدی نے کہا جہنم انس بن مالک سے حجاج بن یوسف کے ظلم کا شکوہ کیا اتس نے جواب دیا کہ صبر کرو تمہارے کوئی زمانہ نہ آویگا لیکن اس کے بعد کا زمانہ بدتر ہو گا اوس اگلے زمانے سے یہاں تک صبر کرو کہ تم اپنے رب سے جا ملو یہ بات میں نے تمہارے پیغمبر صلعم کی زبانی سنی ہے رواہ البخاری فی الواقع حضرت صلعم کے وقت سے لیکر اب تک جو ہزاروں صدی کے حال میں غور کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے

کہ ہمیشہ خرابی و تباہی دین و دنیا کی روز بروز بڑھتی رہی اور ہر پچھلا زمانہ اگلے زمانہ سے بدتر نظر آیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ہمدی کا زمانہ باحدیث دیگر اس حدیث سے مستثنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کہیں ان دونوں صاحبوں کو جلدی سے دکھلاوے ایک کو زمین سے ہکا دوسرے کو آسمان سے لاوے

زمانہ عیسیٰ موعود کا یا اگر ہوں	تو سب پہلے تو کہیں اسلام پاک حضرت کا
<p>حدیث کہتے ہیں خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے بار بھول گئے یا وہ انہوں نے خود بھلا دیا  یہوذا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی شخص فتنہ برپا کرنے والا قیامت تک کا  بیکے سہرا ہوں گی گنتی تین سو نوہر یا زیادہ تک پہنچی لیکن اس کا اور اسکے باپ اور قوم  کا نام لیکر سکھو بتا دیا رواہ ابو داؤد اور ثوبان کی حدیث میں آیا ہے آنحضرت نے فرمایا  بھگوا بنی امت پر اگر ڈر رہے تو گمراہ کرنے والے اماموں کا ڈر ہے یعنی نہ اور کسی کا اور جب  کسی جاوگی تلوار میری امت میں تو پہنہ اوٹھائی جاوگی قیامت کے دن تک رواہ ابو داؤد  والترمذی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں ایسے امام بھی پیدا ہونگے جو لوگوں کو  گمراہ کرینگے جیسے وہ لوگ کہ فتنوں میں مثلاً حکم جہاد کا دیکر غریب جاہلوں کو دین دنیا  دونوں سے کو دیتے ہیں حالانکہ خوب جانتے ہیں کہ یہ شورش و بلبے و فساد جو خلق میں  جا بجا پاتہ سے اوباش بد رعاش لوگوں کے ہوتا ہے شرعاً فتنہ ہے نہ جہاد اس سے تو جہاد  ہو سکے خود بچے دوسروں کو بچاؤ ہے نہ یہ کہ فضائل جہاد سنا کر اوسمیں خود پیسے یا دوسروں کو  پیسے دے کہ ذکر تو اذکار ہے جو امام ہوں اور جو امام نہیں ہیں اور نہ کسی طرح کا علم و  فضل رکھتے ہیں دو چار کتابیں اردو فارسی کی پڑھ کر مولوی ملا بن بیٹے ہیں اور  اسلام کے بگاڑنے کے لئے طرح طرح کی تدابیر مخفی و ظاہر کرتے ہیں وہ وہ حقیقت و حلال  کذاب و صنایع ہیں ان کا حال قال دوسری حدیثوں میں آیا ہے اور یہ فرمایا ہے  کہ قریب تیس نفور کے اس امت میں دجال پیدا ہونگے یعنی تا آخر دہر چنانچہ سفید راہیں</p>	

دنیا میں ہو گئے اور باقی ہوتے رہتے ہیں اسوقت میں بھی دو ایک آدمی اس طرح کے سننے  
دیکھنے کے خدا پر فتنہ و ملامت سے بچاؤے

جابر بن عبد اللہ بن جابر	اللہ کہیں پہنچ میں زلفون کے نڈالے
--------------------------	-----------------------------------

دوسری بات اس حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ اس امت میں قتل ہوتا رہیگا چنانچہ کتب  
تواریخ ان واقعات کی شاہد ہیں کہ ہر زمانہ میں بدولت سلاطین اسلام وغیرہ غلامان  
بھی ہمیشہ تہ تیغ ہوا کئے اور آپس میں ملوک اسلام کے بغرض ملک گیری میں فائدہ کشت و خون  
ہوا کیا اور اب دوسری اقوام کے ہاتھ سے ہوتا ہے اور قیامت تک ہوتا رہیگا جس نے  
ان واقعات کو فتنہ سمجھ کر بپاہ پکڑی وہ اپنا رہا اور جو کوئی شامل ہوا وہ ستیا ناس  
ہو گیا عبد اللہ بن عمر بن العاص کہے ہیں آنحضرت نے مجھ سے فرمایا کہ تو کیا حال ہوگا  
تیرا جب رہ جاوے گا تو اندر نا کارہ لوگوں کے جیسے ہوسے جو چاؤ کی قول و قرار  
و امانتیں اون کی مل جل جاوے گی اور آپس میں مختلف ہو جاوے گی اس طرح پر پرانی اون گلیاں  
درمیان اون گلیوں کے کر کے پتا اختلاف کا بتایا دینے کہا مجھ کو کیا حکم ہوتا ہے فرمایا مجھ کو  
لازم ہے کہ حق بات کو جسے تو جانتا پہچانتا ہے پکڑ اور جسے نہیں پہچانتا اوسکو چھوڑ اور  
خاص اپنی جان کی خبر لے اور عوام سے الگ رہ اور ایک روایت میں یوں ہے اپنے  
گھر میں بیٹہ رہ اور اپنی زبان کو روک اور معروفت کو پکڑ اور منکر کو چھوڑ  
اور اپنی جان کی خاص درستی کر اور عام لوگوں کے کام سے کچھ واسطہ نہ کر کہ واہ اللہ  
وصحیہ اور ابو موسیٰ نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے آنے  
سے پہلے فتنے ہونگے جیسے ٹکڑے اندھیری رات کے صبح کرے گا آدمی اوس میں مومن رہے  
اور شام کرے گا کافر ہو کر اور شام کرے گا حالت ایمان میں اور صبح کرے گا کافر ہو جاوے گا تا علی  
بہتر ہے قائم سے اور ماشی بہتر ہے ساعی سے توڑ ڈالو تم اون فتنوں میں اپنی کمانون کو  
اور کاٹ ڈالو تم چلے اون کمانون کے آؤ اور اپنی تلواروں کو پتھر سے یعنی اون کی اڑے

موڑ دو پس اگر آوے کوئی کسی پر مارنے کو تو چاہئے کہ ہو جاوے مثل بہترین دو پیر دم  
 علیہ السلام کے رواہ ابو داؤد اور دوسری روایت میں اس طرح پر آیا ہے کہ صحابہ نے کہا  
 ہکو کیا حکم ہوتا ہے فرمایا تم گھر کے پڑانے ٹاٹ میں جاؤ یعنی گھر سے باہر نہ نکلو جیٹھ پڑانا ٹاٹ  
 عمدہ فرش کے نیچے سے نہیں اٹھایا جاتا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ گھروں کے  
 اندر بیٹھ رہو یعنی باہر نہ نکلو کہ فتنے میں گرفتار ہو جاؤ و مراد پیران آدم علیہ السلام سے  
 اس حکم کے مابیل قابیل بن۔ قابیل نے مابیل کو قتل کیا وہ مظلوم مارے گئے یعنی اس طرح  
 تم بھی فتنے میں مظلوم ہو جاؤ تو ہو جاؤ بلا سے لکن ظالم بنو تم کسی کو نہ مارو بلکہ اپنے ہتھیار  
 توڑ ڈالو اور کی بارہ بگاڑ دو نکلو اگر کوئی آکر مار جاوے صبر کرو و مرجاؤ ابو ہریرہ نے کہا  
 آنحضرت نے فرمایا قریب ہے کہ ہوگا ایک فتنہ بھرا گونگا اندھا جسے اوسکو جہانمکا اوس  
 اوسکو تانکا۔ دراز کرنا زبان کا اوسمین ایسا ہے جیسا تلوار کا مارنا رواہ ابو داؤد یعنی  
 گناہ اور وبال زبانی شرکت کا اوس فتنے میں برابر گناہ تیغ زنی کے ہے مطلب یہ ہے کہ  
 زبان سے ہی فتنے میں شریک بنو ذل اور ہاتھ کا تو کیا ذکر ہے زبان سے شامل ہونا  
 اس طرح ہوتا ہے کہ اوسکا چہرہ چاکرے اوسمین اپنی رائے ظاہر کرے اور سبکی اشاعت  
 و حکایت دوسرے کے سامنے کرے اوسکا ذکر سننے اور سبکی تحقیق کے درپے ہو لگن  
 سے اور سبکی خبر سننے کا اسلئے کہ اوس سے بچے مضائقہ نہیں تقداد بن اسود کہتے ہیں  
 میںے سنا آنحضرت صلعم کو فرماتے تھے نیکی تو وہ ہے جو الگ کیا گیا فتنوں سے یہ کلمہ  
 تین بار فرمایا اور جو ہیں گئے فتنے میں اور صبر کیا پس افسوس ہے اوسکے حال پر یعنی  
 اسلئے کہ فتنے سے دور نہوا اور الگ نہ ہا رواہ ابو داؤد ابی ہریرہ کی حدیث مطویل  
 میں آیا ہے قیامت قائم ہوگی یہاں تک کہ پیدا ہونے والے کذاب قریب تیس ہونگے  
 انکو لو لگان ہوگا کہ وہ پیغمبرین سنا گیا کہ اسوقت میں بعض لوگوں نے دعویٰ پیغمبری کا  
 بھی کیا ہے واللہ اعلم حذیفہ کی حدیث میں ہے مرفوعاً کہ جو فتنہ آدمی کا اوسکے اہل و



مال و نفس و ولد و ہمایہ میں ہوتا ہے روزہ نماز صدقہ امر بمعروف نہی عن المنکر سے اور کفار  
ہو جاتا ہے شفق علیہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو فقہ انکے سوا ہے جو دریا کی طرح موج مارتا ہو  
اور کفارہ نہیں اور حسین پھندا دین دنیا کی تباہی بربادی ہے اور جابر بن سمرہ کی حدیث میں آیا  
کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا قیامت سے پہلے کذاب یعنی بڑے بھوٹے لوگ ہونگے اور نبی پھر وہ اسلام  
ابن ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلعم نے فرمایا قسم اوسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے نہیں  
جاوے گی دنیا یعنی فنا ہوگی یہاں تک کہ گزرے گا آدمی قبر پر اور لوٹے گا اوپر اور کیگا ہا  
میں ہوتا اس قبر والے کی جگہ اور نہیں ہے یہ اوسکی عادت یا اوسکا دین بلکہ اسباب بلا  
و مصیبت کے ایسی آرزو کرے گی کہ وہ اسلام انس رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت نے فرمایا قیامت  
ہوگی یہاں تک کہ زمانہ قریب ہو سال مانند چھینے کے اور مہینا جیسے جمعہ اور جمعہ جیسے ایک  
دن اور ایک دن جیسے ایک ساعت اور ایک ساعت جیسے ایک شعلہ آگ کا اوٹھارواہ الترمذی  
یعنی برکت زمانے کی کم ہو جاوے گی اور فائدہ اوسکا جاتا رہے گا اس حدیث کا مصداق بھی  
اسوقت بخوبی پایا جاتا ہے اور پچھلی امت اسلام کے حق میں یہ فرمایا ہے کہ بہت سخت و زیاد  
مجھ سے محبت رکھنے میں وہ لوگ بہت جو بعد میرے آئیں گے ایک اونین کا چاہے گا کہ دیکھے جو کچھ کیا ہوا  
و مال صدقے کر کے رواہ مسلم عن ابی ہریرہ مرفوعاً اور معاً وہ یہ کی حدیث میں ہے مرفوعاً ہمیشہ  
میری امت میں سے ایک گروہ قائم رہے گا خدا کے حکم پر نقصان نہ پہونچاویگا اوسکو جو اوسکو  
چھوڑ دیگا اور اوسکی مدد نہ کرے گا اور اوس سے خلاف کرے گا یہاں تک کہ آوے حکم خدا کا یعنی  
قیامت قائم ہو شفق علیہ اور انس نے کہا رسول خدا نے فرمایا کہا و ت میری امت کی ایسی ہے  
جیسے مینہ معلوم نہیں پہلا پانی بہتر ہے یا پچھلا رواہ الترمذی علی بن حسین علیہ السلام کی  
روایت میں مرفوعاً آیا ہے کیسے تباہ ہو سکتی ہے وہ امت جسکے اول میں تو مین ہوں اور  
بچ میں ممدی اور آخر میں مسیح علیہ اسلام لکن اس درمیان میں ایک گروہ ہوگا کچ کرے  
کہ نہ وہ جمعہ سے ہے اور نہ مین اونین سے ہوں رواہ رزین اور فرمایا بہت پسند

خلق میں جبکہ از روئے ایمان کے وہ قوم ہے جو بعد میرے ہوگی پاونیکے صحیفے اوفین کتا  
 ہی ایمان لائیں گی اور جو اوسمین لکھا ہے یعنی قرآن وحدیث کو صحف میں پاکر غائبانہ عمل کریں گے  
 اس حدیث میں فضیلت ہے ایمان بالغیب کی رواہ البیہقی فی دلائل النبوة عن عمرو  
 بن شعیب عن ابیہ عن جبہ اور نیز بیہقی نے کتاب مذکور میں عبد الرحمن بن العلاء عن حفصہ  
 سے روایت کیا ہے مرفوعاً قریب ہے کہ ہوگی آخر اس امت میں ایک قوم اونکو اجر ملیگا  
 مثل اول امت کے وہ لوگ حکم کریں گے اپنے کاموں کا منع کریں گے برے کاموں سے  
 لڑیں گے فتنہ کرنے والوں سے یعنی باغی خارجی رافضی بدعتی وغیرہم سے تہ لڑائی شامل  
 ہے ہاتھ سے اور زبان سے لڑنے کو جو ہو سکے اور قرہ بن ایاس کی حدیث میں یوں  
 آیا ہے کہ جب تباہ ہووینگے اہل شام تو پیر نہیں بھلائی تم میں اور ہمیشہ رہیں گے ایک گروہ  
 میری امت سے مرد کیا گیا ضرر نہ پہونچاویگا اونکو جو اونکی بدد نکریگا یہاں تک کہ قیامت  
 آوے رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح ابن المدینی جو شیخ بن بخاری  
 صاحب صحیح کے اونہوں نے کہا کہ مراد اس گروہ سے اہل حدیث ہیں یعنی المسنت و عتات  
 جو ہمیشہ ہر طرح کے فساد کو دنیا سے دور کرتے رہتے ہیں اور جنہوں نے ان احادیث حکم  
 فتنہ کو اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے ابن عباس نے کہا حضرت نے فرمایا اللہ نے  
 معاف کیا بھول چوک کو میری امت سے اور اوس کام کو جو زبردستی اوس سے کرایا گیا  
 رواہ ابن ماجہ والبیہقی اس جگہ میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اسے اللہ جب خطا و نسیان اور  
 کلمہ ہونا اس امت کا تو نے معاف کیا تو جو کچھ بھول چوک استکراہ مجھ سے ہوا ہوا اس  
 کتاب میں یا دوسری کتاب میں قولاً اور جو کچھ خطا و نسیان و اکراہ عمل میں آیا ہو مجھے معاف  
 تمام عمر میں روز تکلیف آج تک وہ سب تو اپنے فضل و کرم و عموم رحم سے معاف فرما دو جو کچھ میرے  
 تصور و پیر نہ بیکر اور خاتمہ میرا دنیا سے کلمہ شہادت پر باخلاص دل و زبان فرمایا  
 اللهم امین وصلى الله على خير خلقه محمد وآله وصحبه اجمعين واخو دعوانا الحمد لله رب العالمين

# قطعه تاریخ طبع از مولوی حکیم حافظ اعظم حسین صاحب دیکوہ

بیر صمدیق حسن خان بہادر کے حضور  
راہ پر تربیت اوسکی یہ جہان کنج لائی  
اوسکی دولت سے ہے یہ کہنہ سیر دنیا  
اوسکے ایما سے تواضع کا خردیار جہان  
خاکساران جہان کے وہ قدم ہیں لیتے  
اوسکے اقبال کا اور دولت دار کا پین  
اوسکے حضرت میں جسے بار سعادست ملا  
اہل حاجت پہ گہرا شہ ہے وہ بے منت  
بزم عرفان میں پیاجسے پایا اوسکا  
اوسکی کوشش سے سد علم علی سے ملو  
بہر تحقیق تو بے شبہ یہ رسالہ لکھا  
تہا جو اس لفظ کا مصداق بتایا اوسکو  
ہو گیا مسلک اقبال خس و خاشاک  
ہو گئی صاف عیان شہرہ جہشی اونکی

نامہ داران جہان کا ہے نقطہ نام کو نام  
کہ گئے جاتے ہیں خاصان خرد و بین خود  
روز و شب قافلہ عشرت تازہ کا مقنا  
خود فروشی کو بنا تا نہیں کوئی ہی غلام  
سر بلند و نکانہ لیتے تھے جو خوشی سلام  
ہے ہم مذکرہ کو شہر و اوصاف مدام  
اوسکو مطلوبت مطلب ہے اس کا سر کلام  
جس طرح سے کوئی کرتا ہوا داند و رام  
ہوش میخاند رہا ہے خبر ساغر و جام  
دین و دولت کو بطور کسی رعایت نظر  
تا کہ آگاہ رہیں اصل حقیقت کا نام  
حق و باطل میں جو تہا فرق کیا اس علم  
دور سے نہیں اس راہ میں آگاہ نام  
دن کو جو رات تھے سمجھے ہوئے اوجھ کوشام

ضمیمہ پیکر جو پوچھنے زور سے جو دت  
حبذا پایہ تنقیح لکھا بسا لہام

## نکات مشد

# نثر خاتم طبر ز تقریظ از احمد خان صوفی ہستم طبع مفید عالم

باغبان حقیقی کی حمد و ستائش کس زبان سے ادا ہو کہ جس نے گلشن دنیا کو گہما سے بوتلوں  
سے رشک ارم نہایا اور طرح طرح کے آدمیوں سے جو اشکال مختلفہ اور صورت گوناگون رکھتے ہیں  
اس سطح رنگ کو غیرت اثر رنگ مانی فرمایا ہے

فلک را انجن افسر و زراعت	زمین را زرب انجمن و ہر دم
--------------------------	---------------------------

جس طرح کہ بنی نوع انسان اپنی ہیئت و صورت میں ایک دوسرے سے جدا ہیں اس طرح اوکو  
مذاہب و مل میں بھی اختلافات ہوید ہیں مگر باز گشت سب کی اوسی ایک یگانہ کیطرت اور  
مرجع سب کا وہی وحدہ لاشریک ہے

دو شیخ و برہمن ہیں گشتے تو ایک	شیشے ہزار رنگ کے ہوں ہی تو ایک
--------------------------------	--------------------------------

سیقان بادہ است اگر اوسکی یاد میں چورین تو جہرہ کشان خجاندہستی ہی اوسی کے شہر  
عشق سے مخمور ہے

نخستین بادہ کا نہ رجام کر دند	ز چشم مست ساقی و ام کر دند
-------------------------------	----------------------------

دنیا سر اسر طسمات ہے بلکہ آئینہ صفات ہے

یک چراغ است درین خانہ کار بر تو آن	ہر کجائے نگریم انجمنے ساختہ اند
------------------------------------	---------------------------------

اکفرو اسلام کا فرق دونوں کے وجود سے پایا گیا اور حق و باطل کا جلوہ دونوں کو مل کر  
بہر اجداد کو پایا گیا ہے

ہو واجب کفر ثابت ہی بہ تمنای سلمانی	نہ ٹوٹی شیخ سے تسبیح و نہار سلیمانی
-------------------------------------	-------------------------------------

ہر لب پر اوسی کا ترانہ ہے اور ہر دل اوسیک کا شانہ ہے

دل روشن ہے روشنگر کی منزل	پہ آئینہ سکندر کا مکان ہے
---------------------------	---------------------------

سر و سر اوسی کی جستجو میں سر گرم سنگدل اوسکی محبت میں موم سے زیادہ نرم ہے

سرور اسب سبز و قمری را کند خاکستری	جلوہ حسن تو یک جا آئے یکجا آتش است
او ہرگز نہ طرق نے مسافر کو تو کیا یا او در درگ نے اول منزل پہونچا یا دنیا میں تو آیا اگر پہونچا	ہونیکا شمرہ بنایا ہے
اتجی کو جو یان جلوہ فرماند یکسا	برابر ہے دنیا کو دیکسا نہ یکسا
طالع کی رسائی اور عنایت کبریائی سے اگر صراط مستقیم ہاتھ آئی تو خیر ہے ورنہ من کان فی	ہذا اعلیٰ نفو فی اکثرۃ اعلیٰ کا صدق ہوا ہے
شیخ کعبہ سے چلا ہے ہم چلے ہیں دیر سے	دیکھئے منزل پہ پہلے کون پہونچے خیر سے
پس تمام ہی نوع انسان کے لئے پیغمبروں کوبعوث فرمایا کہ اون مادیوں نے مگر ابوں کو سیدھا	راستہ بتایا جو اون پر ایمان لائے وہ ان لٹا ہوا مومنوں کے لئے سب کے بعد اوس
آفتاب رسالت کو فلک ہدایت پر چمکایا جسکی شان میں وہاں سلاٹ الارحمة للعالمین	فرمایا ہے
یتمی کہ نا کردہ قرآن درست	کتب خاندہ چند ملت بشت
بلقاقت لات شکست خورد	یہ اعزاز دین آب عزتی بہر د
نہ از لات و عزتی بر آورد گرد	کہ توریث و انجیل منوخ کو
سبحان اللہ ما اعظم شانہ تعالیٰ جسکی صفت خود صانع مطلق نے تمام قرآن مجید میں فرمائی	جسکے وجود و باوجود کے لطیف تمام کائنات ظہور میں آئی اوسکی نعمت اور ہماری زبان اگر
لے ادبی نہیں ہے تو کیا ہے	
ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب	ہنوز نام تو گفتن کمال ہے ادبی است
جسکی معین کر و بیان عالم بالا اور ملائکہ اعلیٰ قاصر البیان ہوں اوسکا مرتبہ وہم	انسان میں کب آسکتا ہے
او ہر اللہ سے وصل و بہر مخلوق کے شال	خواص اوس برنج کبری میں تھا شکر شکر

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم امانت بندہ گناہ احمد خان صوفی مہتمم مطبع مہنید عامر آباد  
صدق وصدق احباب سراپا مہر و وفا کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ اس زمانہ پر آشوب  
میں جس طرح دیکھتے بعض و نفاق جد ہر جایی نہ مہر و محبت ہے نہ اتفاق لفظ دوستی بھی  
سے ستر ہے محب پہلو نشین ہے مگر دل سے جدا ہے چاروں طرف شور و شر کی گرم بازاری  
اور عین فساد کی خریداری ہے رباعی

ابنا سے زمانہ درپے شور و شر اند	ابنا شہ نفاق و عین ضرر اند
مانند قطار شتر این فرقہ دون	باکید گرانند و درپے کید گرانند

چونکہ یہ زمانہ اخیر ہے شاید اسی کی یہ بھی تاثیر ہے کہ ہر شخص کا مذہب بھی جدا گانہ ہے  
جسے کوئی نیا مذہب جاری کیا وہی عاقل و فزانہ ہے اوس پر طرہ یہ ہے کہ ایک  
دوسرے کا دشمن جس و خالص کل میں آتش افکن حافظ شیراز کا مقولہ یاد نہیں کہ چہین  
مطلق شر و فساد نہیں ۵

جنگ ہفتاد و دہلت ہمہ را عذر بہنہ	چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زوندہ
----------------------------------	----------------------------------

جو مذہب فقر و اہل درو کا ہے ہمارے نزدیک وہی اچھا ہے ۵

کفر کا فرا کو دین دیندار را	ذرہ دروے دل عطسار را
ملت عشق از ہمت جدت	عاشقانرا مذہب و ملت خدمت

چونکہ اس زمانہ شور و شر میں بعض نا عاقبت اندیشوں نے اپنے عناد و دلی کو یوں ظاہر  
کیا کہ بعض مسلمانوں کو دہلی قرار دیا اور سرکار انگلشیہ میں یہ کارروائی کی کہ سرکار  
کو اون دیندار مسلمانوں سے بدظن کرادیا بیچارے بہت سے ناکردہ گناہ اشتباہ و ابہت  
میں گرفتار و مقید ہوئے مجبوروں نے دل کا حوصلہ نکال لیا افسوس ہزار افسوس ۵

سباش درپے آزار و ہرج و مرجی کن	کہ در شریعت ما غیر ازین گناہی نیست
--------------------------------	------------------------------------

جو لوگ اون بیچاروں سے دوستی کا دم ہرتے تھے وہی دشمن جانی ہو گئے اس گیر و دار کا

دیکھ کر چھے اچھون کے دل و جگر پانی ہو گئے اگرچہ پنجاب میں یہ شعلہ فساد بلند ہوا تھا  
مگر اثر اوسکا دور دور تک پہونچا تھا ربا عی

از عادت مردمان این دور خلایف	گویم سخنی اگر نگیر می بگذران
چون شیشہ ساعت اندیو سستہ بہم	دلما ہمہ پر غبار و روہا ہمنان

سرکار کی یہ کارروائی اور لوگوں کی لگائی بھائی دیکھ کر بعض حق پسند سینہ سپر ہوئے  
قد سے قلعے درے سے پیش آئے اونکی حق گوئی وسی و سفارش سے سرکار انگلشیہ پر بھی  
حقیقت حال کھل گئی خدا کا شکر ہے کہ حضور فیض گنجر جناب نواب بلارڈرین صاحب گورنر  
جنرل بہادر و سیرا کشور ہند دام اقبال نے اس معاملہ میں خود ہی غور فرمایا کہ یکبارگی  
اون بگناہ قیدیوں کو رہا کر دیا ۵

لہ الحمد ہر آنچیر کہ خاطر میجو است	آمد آخر ز پس پردہ تقدیر پدید
------------------------------------	------------------------------

قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ۵

اگر پنج پشت آید و گراحت ای حکیم	نسبت مکن بغیر کہ اینا خدا کند
---------------------------------	-------------------------------

ایہ معین باتملین گوش ہوش جہا کر سین اور ناظرین حقیقت بین عینک انصاف  
لگا کر دیکھیں کہ اس زمانہ پر آشوب کے لئے ایسی ایک کتاب کی جو مسلمانوں کو نفع پہنچا  
اور الزام و پابیت اور چوٹے مسائل جہاد سے بچائے ضرورت تھی یا نہیں پس نظر  
مصلحت و رفاد عام حضور فیض گنجر جناب مستطاب حقائق و معارف آگاہ نواب امیر الملک  
والاجاہ سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر دام اقبالہ امیر کبیر ہویال  
نے کتاب ترجمان و پابیت تالیف فرمائی اور مطبع مفید عام اگرہ میں طبع کر کے ایک  
ہزار جلد مفت بلا قیمت تقسیم کرائی حضور مدوح کی سرکار انگلشیہ کے ساتھ یہہ خیر خواہی  
ہے کہ ہند کی رعایا اس کتاب کو دیکھ کر مطیع و منقاد رہیں اور عام مسلمانوں سے سرکار  
و بطن ہوئی تھی وہ نقطہ اس کتاب سے دور ہو جاوے گا گو یا یہ کتاب حاکم و رعایا کے

در میان اتحاد بڑھانے والی اور طرفین کے دونوں سے بدظنی و بدگمانی کو رفع کرنے والی

کتابے کہ در دیدہ نور سے دہر	بغم پروران ہم سرور سے دہر
کتابے کہ الفاظ و معنی او	بود دلہر با چون گل و رنگ و بو
کتابے کہ تار نگاہ مرا	دید غوطہ چون در بوج صفا
کتابے کہ بینی اگر یک نظر	نظر باز ناید بپشت دگر
فدا سے مضامین بہار است و من	برین نثر نثری تار است و من
طلسم است بہر جہان این کتاب	ور قماش رشک سے و آفتاب
خداوند دارندہ مہر و ماہ	ز چشم بد خلاق دار و نگاہ
اگر مسرت گیر دے بر کتاب	دلش باد از آتش غم کباب

علاوہ اس ایک کتاب کے سیکڑوں کتابیں نواب صاحب مدوح کی اقاہیم عرب و  
عجم اور ہندو سندھ میں ایسی رائج ہیں جن سے بجز صلاح و فلاح کے اور کوئی نتیجہ پیدا  
نہیں ہوتا اور یونان و قسطنطنیہ کتب جدیدہ ترقی پذیر اور یہ فیض ان کی ذات  
والاصفات سے عالمگیر کونسی زمین ہے جہاں اس بحر علوم کی طرف سے نہروان نہوئی  
کونسی زبان ہے جو اس سرچشمہ فیض و نعم کی مدح میں تر زبان نہوئی کونسا خط ہے جہاں  
خطیب ملکہ نہیں پڑھا کون استاد ہے جس کا آہنی شاگردی سے اعزاز نہیں بڑھا

اے مرتفع نسبت ذات تو شان علم	کاک گہر نشان تو رطب اللسان علم
علم است جان ہر کہ بود معنوی ثناء	الافطانت تو کہ گردید جان علم
جیب و کنار عقل ز گوہر لیا بہت	تا باز کردہ لب گوہر نشان علم

یا اگلی جیب تک دریا میں صدف اور صدف میں دریا اور دریا میں آب اور آب میں موج  
باقی ہے ہمارے نواب بحر العلوم کو گرداب فتنہ و فساد سے محفوظ اور اقبال روز افزون  
سے شادان و معظوظ رکھیں بحرحمۃ البنی والہ الامجاد دین دعا از من و از جملہ جہان آمین باذوق



## اصلاح موقوفہ نریجہ الہابین غلط طبعہ

صفحہ	سطر	خطا	مذہب	صفحہ	سطر	خطا	مذہب
۳	۲	کیا	کیا	۷	۷	عبدالوہاب	محمد بن عبدالوہاب
۴	۷	پہوئے	پہونچے	۱۳	۱۳	اونکو	ہمکو
۷	۸	عمر	عمر و	۲۰	۲۰	ادراپ	الوہاب
۵	۴	نیز	نیز بعد	۲۹	۲۹	شغف	شغف
۱۴	۶	ادلت	ادلت	۳۱	۳۱	میخورد	می خورد
۱۷	۲۱	سندی	سندی	۱۱	۱۱	ہریت	ہریت
۱۸	۷	بدعتوں	بدعتوں	۳۴	۳۴	سرکنار	کنار
۷	۷	مقابل	مقابل	۳۵	۳۵	بدنسل	بدنسل
۱۹	۵	غضبا	غضبا	۳۶	۳۶	ابیات	بیت
۲۰	۹	دنیا	دنیا	۳۹	۳۹	وجہ	وجہ
۲۲	۷	کی موجود	موجود	۲۰	۲۰	موند	موند
۷	۱۷	از انجام تا آغاز	از آغاز تا انجام	۴۱	۴۱	سپرد فرمایا	سپرد فرمایا
۲۳	۱۴	بنابر	بنابر	۴۲	۴۲	مرقیت	مرقیت
۲۵	۲	فرمایا	فرمایا ہے	۲۱	۲۱	رو	رو
۷	۱۶	وہ رعیت	رعیت	۴۴	۴۴	خاص	خاص
۲۶	۳	ہو سکتا ہے	ہو سکتے ہیں اسلئے	۱۸	۱۸	مذہب فقہیہ	مذہب فقہیہ
۷	۴	ہیاتک	ہیاتک کہ	۴۵	۴۵	تقویت	تقویت
۷	۱۷	فتنہ	فتنہ	۴۷	۴۷	ہمان	ہمان
۲۷	۲	بن	محمد بن	۴۹	۴۹	سعود نے	سعود بن

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴۹	۱۱	ہو گئی	ہو گیا	۶۲	۱۳	قسطنطینہ	قسطنطینہ
۵۱	۳	نسیان	ماہ نسیان	۶۳	۱۰	صحنہ	صحنہ
۵۲	۱۵	سعود	سعود	۶۴	۹	مین سے	مین سے
۵۳	۱	سے	+	"	۱۲	لکھتے ہیں	لکھتے ہیں
"	۳	نہرین	لہرین	۶۵	۶	راستہ	راستہ کی
"	۴	کوڑھانی	کی ڈھانی	۶۶	۷	انگریزی	انگریزی کی
"	۱۸	قعہ کی	قعہ کیا	۶۹	۱۸	تامل ہے	تامل ہے
۵۵	۱۱	الاولی	الاولی	"	"	وہوفاق یا ہونفا	+
۵۶	۱۰	دینہ دغل	داخل دینہ	۶۳	۸	مرضی	مرضی کی
۵۷	۱۶	مرآة	المرآة	۶۸	۴	چپر	چپر
۵۸	۲	غفری	غفری	۶۹	۸	نفر	نفر
۶۰	۲۰	نورد	نورد	۱۰۳	۲	بہی	بہی
۶۲	۵	معاملہ	معاملے	۱۰۷	۱۷	سکرہ	سکرہ

تہا مہر شد

مولاجادی  
والدالمستان علی باقصفون

حضرت نواب الحاج و صدیق حسن  
مفتی مفتی مہر وقار

مہاجر الملک

پیشین پیکار

دشمن دشمن مہر مہر  
دشمن دشمن دشمن

کتبہ کاسر ازادہ بقدر حکیم محمد علی  
کندوی



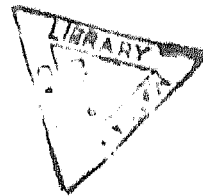


2110

DUE DATE

492

13.03.95.



212

ORDU STACKS

STANDARD STACKS

۲۹۵

۲۱۰

۲۱۱۱۲

۲۱۱۱۲

DATE	NO.	DATE	NO.
20-0-65	21112		